تقریباً دو سو احادیث کریمہ کا مجموعہ
حدیثوں کی روشنی
مولانا تطہیر احمد رضوی بریلوی
اسلامی کتب خانہ
دھونرہ، بریلی شریف (یوپی)

اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ

سید عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خداداد علم غیب، اختیارات، آپ کی حیات بعد وصال، صحابۂ کرام کا آپ سے عشق، تبرک وتوسل اور فضائل اولیاء کرام، وغیرہا، ضروری اسلامی عقائد کے بیان وثبوت میں

تقریبا دوسو احادیث کریمہ کا مجموعہ

حدیثوں کی روشنی

مصنف

حضرت مولانا تطہیر احمد صاحب رضوی بریلوی

ناشر

اسلامی کتب خانہ، رضا مارکیٹ قصبہ دھونرہ، بریلی شریف یوپی پن ۲۴۳۲۰۴

فون نمبر:- 9319371323, 9319295813, 0581-2623121

نام کتاب : حدیثوں کی روشنی

نام مرتب : (مولانا) تطہیر احمد بریلوی

ناشر : اسلامی کتب خانہ دھونرہ، ضلع بریلی شریف، یو۔ پی۔ انڈیا

کمپوزنگ : غلام مجتبی، رضا کمپیوٹرس، چھ مینار مسجد، کانکر ٹولہ

تصحیح : قاری عرفان الحق صاحب بریلوی

سن طباعت : ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۰۰۶ء

تعداد : بارِ دوم - ۲۰۰۰

قیمت : Rs. 100=00

ملنے کے پتے

مکتبہ امجدیہ، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی

اعلیٰ حضرت دار الکتب، ۲۸، اسلامیہ مارکیٹ، بریلی

مکتبہ رحمانیہ رضویہ، درگاہ اعلیٰ حضرت، سوداگران، بریلی شریف، یو۔ پی۔

قادری کتاب گھر، نومحلہ مسجد، بریلی، یو۔ پی۔

مکتبہ المصطفیٰ، بہاری پورڈھال، بریلی۔

برکاتی بک ڈپو، نومحلہ مسجد، بریلی، یو۔ پی۔ مکتبہ مشرق، کانکر ٹولہ، بریلی

اسلامی کتب خانہ، الجامعۃ الرضویہ برکات العلوم سہسوان ضلع بدایوں

قادری بک ڈپو، نومحلہ مسجد، بریلی، یو۔ پی۔

حارث بک ڈپو، چوک بدھ بازار، ٹنڈن مارکیٹ، مراد آباد

رحمانی کتب خانہ، ممیان ٹولہ نالہ اسٹریٹ بریلی۔

اجمالی فہرست

فہرست مضامین

رسول اکرم بحیثیت مختار کائنات

پیغمبر اسلام بحیثیت قانون ساز

علم غیب نبوی کا روشن ثبوت

صحابہ کا عشق رسول اور آپ سے منسوب ہر چیز کو باعث برکت جاننا

بے مثال نبی

حیات انبیاء کا واضح بیان

وسیلہ اور قرب الٰہی

شفاعت کا بیان

اولیاء کرام کے فضائل

شان اقدس میں گستاخی کی سزا

اسلام اور تصور بدعت

ایصال ثواب اور فاتحہ خوانی

اولیاء کرام کے نام کے جانوروں کا حکم

رحمت عالم کے یوم پیدائش پر خوشی و محفل میلاد

گمراہوں اور بدمذہبوں کی پہچان

تمہیدی کلمات

پیارے اسلامی بھائیو! جس ذات نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اس کا نام اللہ ہے وہی اور صرف وہی ہے خالق مالک اور رعزت دینے والا ہے۔

اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں وہ بے جوڑ ہے سب کو اس کی ضرورت ہے اس کو کسی کی ضرورت نہیں سب کو دیتا ہے کسی سے لیتا نہیں سب کے لیے موت اور فنا ہے وہ اس سے پاک ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کی حقیقت کو کوئی جان نہیں سکتا صرف وہی عبادت اور پرستش کے لائق ہے جو اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت اور پوجا کرے وہ مسلمان نہیں ہے اس کی مخلوق میں انسان بھی ہے بلکہ انسان اس کی عجیب غریب مخلوق ہے۔ انسانوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے اس نے کچھ اپنے مخصوص بندے ہر زمانے میں پیدا فرمائے جن کو نبی اور رسول کہتے ہیں نبی اور رسول کی گنتی ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہے اس میں سب سے آخری نبی جن کا لایا ہوا دین اسلام قیامت تک چلے گا ان کا نام نامی حضرت محمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

نبیوں اور رسولوں کے لائے ہوئے دین پر چلنے اور دوسروں کو چلانے کے لیے خدائے تعالیٰ ان کی امتوں میں کچھ اور بندے پیدا فرماتا ہے۔ جن کو اولیاء علماء یا بزرگان دین کہتے ہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی دوسری مخلوقات میں سب کو ایک جیسا نہیں بنایا ہے اسی طرح حضرات انبیاء واولیاء کو بھی عام انسانوں کی طرح نہیں بنایا ہے ان کو بڑی شان مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے عطا فرمایا ہے۔ مٹی بھی اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے اور سونا بھی اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے غلام بھی اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں اور آقا

بھی اسی نے بنائے ہیں فقیر اور بادشاہ منگتا اور داتا مانگنے والے اور دینے والے، پانے والے اور بخشنے والے، کھانے والے اور کھلانے والے محتاج اور مختار سب کا بنانے اور پیدا کرنے والا صرف اور صرف اللہ ہی ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! جس طرح مٹی اور سونے میں اتنا فرق ہے کہ حساب لگانا مشکل ہے۔ منگتا اور داتا میں غلام اور آقا میں فقیر اور بادشاہ میں معمولی نہیں بڑا فرق ہے۔ اسی طرح انبیاء و اولیاء اور عام لوگوں میں بھی اتنا فرق ہے کہ جس کو بیان کرنا دشوار ہے۔ صحیح بات یہ ہے بنانے والا سب کو اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس نے انبیاء و اولیاء کو وہ شان و مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ عام لوگ اگر مٹی ہیں تو وہ ان کے مقابلے میں سونے سے بھی کہیں بہتر اور شرف والے ہیں۔ ہم غلام ہیں وہ آقا ہم منگتا ہیں وہ داتا ہم فقیر ہیں وہ بادشاہ۔

کچھ لوگ ایسے خیالات کو شرک و کفر کہتے ہیں اور اسلام کے خلاف سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ایسا عقیدہ رکھنا عین اسلام ہے بلکہ اسی میں ایمان کا مزہ ہے یہ شرک اور کفر جب ہوتا جب کہ یہ کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر دیئے انہوں نے یہ مرتبے خود حاصل کر لئے ہیں۔ یا انہوں نے اس سے بٹوارہ کر کے پائے ہیں اور وہ اس کے برابر یا ساجھی اور شریک ہو گئے ہیں حالانکہ یہ سب باتیں وہ ہیں کہ کوئی گنوار سے گنوار مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا بلکہ وہ یہ سننا بھی گوارہ نہیں کر سکتا ہے۔

بات صرف یہ ہے کہ جس کو جتنا دیا صرف اللہ ہی نے دیا اپنی مرضی اور پسند سے دیا اس سے کوئی زبردستی یا چھین کر یا بانٹ کر نہیں لے سکتا ہاں اپنی مرضی سے جس کو چاہتا ہے جتنا چاہتا جو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ اپنے فضل و کرم اور عطا سے اس نے کچھ مخصوص بندوں کو بے مثل و بے مثال بنا دیا مالک و سرکار بنا دیا غیب داں اور مختار بنا دیا عام لوگوں کا ان کو آقا داتا اور بادشاہ بنا دیا۔ خود قرآن

پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

''تم فرماؤ! اے اللہ تو ہی سارے ملک کا مالک ہے جس کو چاہتا ہے اپنے ملک سے عطا فرماتا ہے جس سے چاہتا ہے اپنا ملک چھین لیتا ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے ساری بھلائی تیرے قبضے میں ہے تو جو چاہے وہ کرسکتا ہے رات کو دن میں داخل فرماتا ہے۔ اور دن کو رات میں زندے کو مردے سے لاتا ہے اور مردے کو زندے سے اور جس کو چاہتا ہے۔ اس کو بے حساب عطا فرماتا ہے''۔

پارہ ۳ رکوع ۱۰ سورۂ آل عمران

خدائے تعالیٰ کی ملکیت کی تو یہ شان ہے کہ اگر کسی کو کچھ دیتا ہے تو دینے کے بعد بھی اس کا حقیقی مالک وہی ہے بلکہ جو چیز دیتا ہے اس کا مالک بھی وہی ہے اور جس کو دیتا ہے اس کا مالک بھی وہی ہے گویا کہ وہ مالکوں کا بھی مالک ہے۔

اسلامیات پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ ایک مسلمان ہونے کے لیے جس طرح صرف اللہ ہی کی عبادت اور پرستش کا عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح اللہ والوں سے محبت و عقیدت رکھنا بھی ضروری ہے۔

انبیاء اولیاء بزرگان دین مشائخ و اکابر بندگان صالحین کا احترام ان کی اور ہر وہ چیز جو ان سے نسبت رکھے اس کی تعظیم و تکریم اور پاس و ادب ایمان و اسلام کی جان ہے بلکہ ایمان کی حفاظت ایمان پر قائم رہنے اور ایمان پر مرنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔

نماز، روزہ، حج، زکاۃ، فرائض و واجبات و دیگر احکام شرع کی ادائیگی مسلمان کے لئے لازم ہیں لیکن جن کے ذریعے اور وسیلے سے اللہ تعالیٰ نے نماز و روزہ وغیرہ دینی امور عطا فرمائے ہیں ان کو بھول جانا فراموش کرنا ان سے محبت و عقیدت نہ رکھنا

بلکہ ان کی بارگاہ میں بے ادب ہوجانا ان کو بڑا بھائی یا اپنے جیسا انسان سمجھنا یقیناً اسلام دشمنی اور مذہب سے دوری ہے۔

کبھی کبھی انبیائے کرام یا بزرگان دین نے بطور عاجزی وانکساری خود اپنے بارے میں ایسی باتیں بھی فرمائی ہیں کہ ہم تمہارے بھائی ہیں یا تمہاری طرح ہیں یا تم بھی انسان ہو اور ہم بھی وغیرہ تو ہمارے لئے ہرگز مناسب نہیں کہ ہم ان کے بارے میں وہ الفاظ بولیں جو خود انہوں نے اپنے بارے میں فرمائے۔ کیوں کہ بلاضرورت اپنی شان بیان کرنا اور اپنا مقام بتانا اہل فضل وکمال کا طریقہ نہیں ہے۔

اسلام میں توحید کا مطلب یہ نہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہیں اس کا ذکر کرتے رہیں اور اسی کا نام لیتے رہیں بلکہ اسلامی توحید یہ ہے کہ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے ان کا بھی ذکر کریں اور جن لوگوں سے محبت کا اس نے حکم دیا ہے ان سے محبت بھی کریں اور جن کو مقام ومرتبے عطا فرمائے ہیں ان کے مقام ومرتبے پر ایمان لائیں۔

مخلوق میں پہلا کافر اور غیر مسلم ابلیس شیطان ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر نہیں ہوا تھا بلکہ ایک اللہ والے یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم نہ کرنے کی وجہ سے خارج از ایمان قرار دیا گیا تھا۔

اس نے توحید کے معنی صرف اللہ تعالیٰ کی ظاہری عبادت کو جانا اور یہ نہ جانا کہ تعظیم آدم کا حکم بھی اللہ نے دیا ہے۔ یعنی اگر وہ حضرت آدم کی تعظیم کر لیتا تو یقیناً یہ خدائے تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری ہوجاتی اور اسی کی فرماں برداری ہوتی۔

آنے والے صفحات میں آپ احادیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روشنی میں انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی خداداد شان وشوکت مطالعہ فرمائیں گے آج فتنوں اور فرقوں کے اس دور میں ہر شخص کی خواہش یہ رہتی ہے کہ میں بجائے کسی اور کی

بات سننے کے اللہ کے رسول پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات وفرمودات کو دیکھوں کہ آخر حضور نے اس بارے میں کیا فرمایا ہے۔

آج ایسے لوگوں کی تعداد بھی کافی ہے جو انبیاء واولیاء کی شان ومرتبے کے قائل نہیں ان کے منسوبات سے تبرک ان کے یہاں کوئی چیز نہیں ایسے لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے میں نے احادیث جمع کی ہیں مجھ کو امید ہے کہ احادیث پڑھ کر یقیناً وہ راہِ راست پر آئینگے اور انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی بارگاہوں میں بجائے بے ادبی ان کی تعریف وتوصیف کے گُن گائینگے اور ان سے محبت وعقیدت کو ایمان کی جان خیال فرمائیں گے۔ وما توفیقی الا باللہ

ضروری نوٹ:۔اس کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے مثلاً کوئی حوالہ غلط لکھ گیا ہو یا کسی قسم کی کمی نظر آئے تو بذریعہ خط وکتابت ہمیں مطلع کریں

ہمارا پتہ

مولانا تطہیر احمد رضوی ٹاؤن اینڈ پوسٹ دھونرہ ضلع بریلی ،۲۴۳۲۰۴

فون: 0581:2623043

Moulana Tathir Ahmad Rizvi

Town P.O. Dhounra, Disst. Bareilly (U.P)

حدیث کسے کہتے ہیں اور اسلام میں اس کی کتنی اہمیت ہے؟

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول وفعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں یعنی آپ جو کچھ فرماتے یا کرتے یا دوسرے لوگ آپ کی موجودگی میں کچھ کرتے یا کہتے اور اس پر آپ خاموش رہتے ان سب باتوں کو حدیث کہتے ہیں

صحابہ کرام اور حضرات تابعین کے اقوال وافعال وتقریرات کو بھی علماء کرام نے حدیث فرمایا ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کو کسی نے نہ دیکھا نہ ہی اللہ تعالیٰ نے براہِ راست کسی سے کچھ فرمایا بس حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو اللہ کے سچے رسول ہیں انہوں نے جو کچھ فرمادیا اسی کو اللہ تعالیٰ کی بات مان لیا گیا گویا کہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں آپ کی ذات پر پورا بھروسہ اور اعتبار اور آپ کی زبان پاک اور کردار وطریقۂ کار کا ہی نام اسلام اور ایمان ہے اور آپ کی ہر بات خدا کی بات ہے لہذا حدیث بھی قرآن کی طرح بالواسطہ کلام الٰہی ہے

خدائے تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے

﴿مَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾

جس نے رسول کی بات مانی اس نے اللہ کی بات مانی۔

کسی کے دل میں کسی کی وقعت وعظمت جتنی زیادہ ہوتی ہے اتنی ہی وہ اس کی بات کو اہمیت دیتا ہے اور جس کو جس سے جتنی زیادہ محبت والفت ہوتی ہے وہ اتنی ہی اس کی فرمانبرداری اور اسکے حکم کی بجاآوری کرتا ہے گویا کہ حضور کی اتباع وپیروی اور آپ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کے لئے آپ سے محبت وعشق شرط ہے۔

اور جس کو حضور سے سچا عشق اور اصلی محبت ہوگی وہ آپ کی نافرمانی کبھی نہیں کریگا اور وہی کرے گا جس سے آپ راضی ہیں۔

جو لوگ ظاہری نماز روزہ اور احکام شرع کے تو قائل ہیں لیکن حضور سے عشق ومحبت کی دولت سے ان کے دل خالی ہیں وہ ہرگز راہِ راست پر نہیں ہیں اور ان کی نماز وروزے بے نور بے رونق، روحانیت سے خالی بے دم، ریا کاری اور دکھاوا بن کر رہ گئے ہیں۔

اور وہ لوگ جو محبت وعشق کے دعویدار ہیں نماز روزہ وغیرہ احکام شرع کے پابند نہیں حرام وحلال میں تمیز نہیں کرتے گانے بجانے تماشوں فلموں میں دن رات گذارتے ماں باپ کو ستاتے لوگوں پر ظلم کرتے ہیں ان کے عشق ومحبت وعقیدت کے دعوے سب ناقابل اعتبار ہیں۔ جو صحیح معنیٰ میں عاشقِ رسول ہوگا وہ آپ کی پیروی اور فرماں برداری ضرور کرے گا اور پیروی وفرماں برداری میں لطف اسی کو حاصل ہوگا جو حضور کا عاشق ودیوانہ ہوگا۔

امت مسلمہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کو جمع کرنے اور حدیث کی کتابیں لکھنے کا شوق اہل علم کو ہر دور میں رہا ہے اور بے شمار کتابیں اس مبارک فن میں لکھی گئی ہیں ان میں سب سے زیادہ مشہور معتبر کتابیں جو آج کل بآسانی کتب خانوں میں دستیاب ہیں اور ہر زمانے میں اہل علم نے ان کو عزت واہمیت دی اور ان پر اعتبار کیا ہے ان کے نام یہ ہیں۔

صحیح بخاری، صحیح مسلم، مؤطا امام مالک، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ المصابیح۔

آج کل اسلامی دینی عالم بنائے جانے والے مدارس کے کورس میں بھی یہ کتابیں داخل ہیں اور سبھی مکاتب فکر کے لوگ انہیں پڑھتے اور پڑھاتے ہیں

''حدیثوں کی روشنی'' نام کی یہ کتاب اس وقت آپ کے سامنے ہے میں نے کوشش کی ہے کہ اس میں ساری احادیث انہیں کتابوں سے جمع کی جائیں کیونکہ ہ کتابیں آسانی سے دستیاب ہیں اور میرے لکھے حوالے کی مدد سے ہر کم پڑھا لکھا بھی اصل کتاب میں حدیث تلاش کر سکتا ہے حالانکہ حدیث کی مستند معتبر مشہور کتابیں اور بھی ہیں مثلاً مسند امام اعظم ابو حنیفہ، مسند امام احمد بن حنبل، مصنف عبد الرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ سنن دارمی، سنن دار قطنی، سنن بیہقی تصانیف طبرانی وغیرہا لیکن یہ آج کل خصوصاً ہندوستان میں عموماً دستیاب نہیں۔ لہٰذا ان کی احادیث اور حوالے میں نے نہیں لکھے ہیں۔

اگر چہ اس کتاب میں احادیث کو جمع کرنا ہی میرا مقصد ہے لیکن تبرکاً کہیں کہیں استدلال کے طور آیات قرآنیہ بھی ذکر کر دی جائیں گی۔

جن احادیث کے آگے چند کتابوں کے حوالے لکھے گئے ہیں ان میں سے الفاظ حدیث بعینہ کسی ایک سے نقل کئے گئے لیکن، مفہوم حدیث سب میں موجود ہے اور اہل علم پر ظاہر کہ کتب احادیث میں ایک ہی حدیث کا الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مروی ہونا کثیر و شائع ہے۔

ضروری نوٹ

دینی کتابوں کا ادب کیجئے۔ کتاب کے اوپر کبھی کوئی گھریلو سامان مت رکھئے، یہ بھی نہ ہو کہ آپ اوپر ہوں اور کتاب نیچے، بے پڑھا با ادب اچھا ہے پڑھے لکھے بے ادب سے۔

رسول اکرم بحیثیت مختار کائنات

اس عنوان کے تحت ہم وہ احادیث ذکر کریں گے جنہیں پڑھ کر قاری کو پورا پورا یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ساری کائنات کا مالک و مختار اور بادشاہ بنایا ہے۔ آپ کو ساری خدائی میں تصرف کا حق خدائے تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہے آپ جو چاہیں وہ کریں اور بے شک آپ سرکار دو عالم ہیں اور سرور کائنات ہیں۔

یہاں اس شک کی گنجائش نہیں کہ جب سب کچھ اللہ نے حضور کو دے دیا تو معاذ اللہ، اللہ کے پاس کیا رہ گیا، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ملکیت کی شان یہ ہے کہ کسی کو کچھ عطا فرمانے کے بعد بھی اس چیز کا حقیقی ذاتی مالک وہی رہتا ہے بلکہ جو چیز دیتا ہے اس کا مالک بھی وہی ہے اور جس کو دیتا ہے اس کا مالک بھی وہی ہے۔

یہ ایسا ہی ہے جیسے ہم کہتے ہیں یہ کھیت میرا ہے یہ مکان میرا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ للہ وہ کھیت یا مکان خدائے تعالیٰ کی حکومت وملکیت سے نکل گیا تب مجھکو ملا ہے بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدا کا ہے لیکن اس نے اپنے کرم سے عطا فرما دیا۔ اور عطا فرمانے کے بعد بھی حقیقی مالک ہر چیز کا خدا ہی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کا بادشاہ مالک و مختار بنا دیا تو اس کا مطلب یہی ہے کہ آپ کی یہ بادشاہت وملکیت خدائے تعالیٰ کی عطا فرمائی ہوئی اور مجازی ہے اور بے شک حقیقی وذاتی بادشاہت اللہ کی ہی ہے اور وہی احکم الحاکمین ہے۔

کتنے بادشاہ ایسے ہوئے کہ ان کی حکومت دنیا کے بڑے بڑے حصوں پر رہی بلکہ بعض نے تو ساری دنیا پر حکومت کی تو جو اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اور جس کو اللہ نے

اپنی نشانی اور پہچان بنا کر بھیجا ہو اپنی توحید ور بوبیت کے اظہار کے لئے جس کو پسند فرمایا ہو اس کی حکومت اگر سارے عالم پر ہو اور وہ ساری کائنات میں مختار وسلطان وبادشاہ ہو تو اس میں ایمان والوں کے لئے کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

بعض آیات قرآنیہ سے جو آپ کے اختیارات کی نفی ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے بغیر عطا فرمائے آپ کو یا کسی کو کوئی اختیار نہیں اور خدائے تعالیٰ کی عطا سے حضور کو سارے اختیارات حاصل ہیں۔

اب آپ احادیث مبارکہ کی روشنی میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیارات ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ عَقُبَةَ بنِ عَامِرٍ عَنُ النَّبیِّ صَلّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّی وَاللّٰہِ لاَ نُظُرُ الٰی حَوْضِیُ الآنَ وانِّی قَدْ اُعطِیْتُ مَفَاتِیحَ خزائِنِ الارْضِ ۔

عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھکو تمام روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دیدی گئی ہیں۔

بخاری جلد ۱ باب الصلوۃ علی الشہید ص ۱۷۹ مسلم جلد ۲ باب اثبات الحوض ص ۲۵۰

اس حدیث میں حضور نے حوض کوثر کو اپنا حوض فرمایا گویا آپ اس کے مالک ہیں اور ساری روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں خدائے تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائیں یعنی آپ دونوں جہاں میں مالک ومختار ہیں۔

عَنْ مُعَاوِیَۃَ یَقُوْلُ خَطِیْباً سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہُ تَعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْراً یُفَقِّھُہُ فِیْ الدِّیْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ ۔

حضرت امیر معاویہ نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین میں سمجھ عطا فرماتا ہے اور بے شک میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ دینے والا۔

بخاری جلد ۱/ باب مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ صفحہ ۱۶

اس حدیث کو پڑھ کر خوب روشن ہو گیا جو کچھ جس کو اللہ عطا فرماتا ہے وہ سب حضور تقسیم فرماتے ہیں اور وہ آپ کی چوکھٹ سے ملتا ہے۔

جو لوگ حضور کی شان گھٹاتے ہیں انہوں نے اس حدیث میں یہ بات پیدا کی ہے کہ چونکہ یہ حدیث علم کے بیان میں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صرف علم بانٹتے ہیں اور کچھ نہیں۔ تو ایسے لوگوں سے یہ معلوم کیا جائے کہ کیا وہ یہ کہنے کی جرأت کریں گے کہ خدائے تعالیٰ بھی معاذ اللہ صرف علم عطا فرمانے پر قدرت رکھتا ہے اور کسی پر نہیں۔ کیونکہ اس حدیث میں حضور کو بانٹنے والا اور اللہ کو عطا فرمانے والا کہا گیا ہے تو اگر حضور کو بانٹنے میں صرف علم پر اختیار ہے تو اللہ کو بھی معاذ اللہ صرف علم دینے والا کہنا پڑے گا مَعَاذَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

حدیث کے معنی یہی ہیں کہ جو کچھ جس کسی کو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ ان سب کے تقسیم فرمانے والے حضور ہیں اور آپ عطائے الٰہی کا وسیلہ ہیں۔

بخاری ہی میں دوسری جگہ اسی مفہوم کی ایک حدیث اس طرح مروی ہے

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں بانٹنے والا ہوں میں خزانچی ہوں اور اللہ عطا فرمانے والا۔

بخاری جلد ۱/ کتاب الجهاد ص ۴۳۹

عَنْ أَبِیْ مُوسٰی الْأَشْعَرِیِّ قَالَ خَرَجَ اَبُوْ طَالِبٍ اِلَی الشَّامِ وَمَعَهٗ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تعالیٰ عَلَیْهِ وسَلَّمَ فِیْ اَشْیَاخٍ مِنْ قُرَیْشٍ فَلَمَّا اَشْرَفُوْا عَلَی الرَّاهِبِ هَبَطَ فَحَلُّوْا رِحَالَهُمْ فَخَرَجَ اِلَیْهِمُ الرَّاهِبُ وَکَانُوْا قَبْلَ ذٰلِکَ یَمُرُّوْنَ بِهٖ فَلَا یَخْرُجُ اِلَیْهِمْ وَلَا یَلْتَفِتُ قَالَ فَهُمْ یَحُلُّوْنَ رِحَالَهُمْ فَجَعَلَ یَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ حتّٰی جَاءَ فَأَخَذَیَدَرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تعالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ فَقَالَ أَشْیَاخٌ مِنْ قُرَیْشٍ مَا عَلَّمَکَ فَقَالَ اِنَّکُمْ حِیْنَ اَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ لَمْ یَبْقَ شَجَرٌ وَّلَا حَجَرٌ اِلَّا خَرَّ سَاجِداً الخ، الْحَدِیْثَ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ ابوطالب رؤساء قریش کے ہمراہ ملک شام کی طرف چلے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی آپ کے ساتھ تھے جب راہب کے پاس پہونچے تو ابوطالب اترے اور لوگوں نے بھی اپنے کجاوے کھول دیئے راہب ان کی طرف آیا حالانکہ اس سے قبل وہ لوگ اس راستے سے گذرتے تھے لیکن وہ ان کے پاس نہیں آتا تھا اور نہ ان کی طرف متوجہ ہوتا تھا راوی کہتے ہیں کہ لوگ ابھی کجاوے کھول ہی رہے تھے کہ وہ ان کے درمیان چلنے لگا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب آیا اور حضور کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا یہ ساری کائنات کے سردار ہیں یہ رب العالمین کے رسول ہیں ان کو خدائے تعالیٰ نے ساری مخلوق کے لئے رحمت بنایا ہے رؤساء قریش نے پوچھا تم نے یہ بات کیسے جانی وہ بولا جب تم اس گھاٹی سے سامنے آرہے تھے تو میں نے دیکھا کہ ہر پتھر اور پیڑ ان کو سجدہ کرر ہا تھا۔

ترمذی جلد۲ رباب ماجاء فی بدء النبوۃ ص۲۰۲ مشکوٰۃ ص۵۴۰

عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَکَّةَ فَخَرَجْنَا فِیْ بَعْضِ نَوَاحِیْهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَّلَا

شَجَرٌ اِلَّا هُوَ يَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ .

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں مکے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا تو ہم اطراف شہر کی طرف نکلے تو میں نے دیکھا کہ جو درخت اور پہاڑ حضور کے سامنے آتا وہ کہتا السلام علیک یا رسول اللہ اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو۔

ترمذی جلد۲ / باب ماجاء فی مبعث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۲۰۳

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری کائنات کے سردار اور مالک ومختار ہیں یہاں تک کہ بے جان مخلوق پتھر اور پیڑ وغیرہ آپ کو مانتے پہچانتے اور سلام کرتے ہیں کیونکہ سب پر آپ کی بادشاہت ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ أَسْمَعُ مِنْکَ حَدِیْثًا کَثِیْرًا فَأَنْسَاهُ قَالَ اُبْسُطْ رِدَائَکَ فَبَسَطْتُهُ فَغَرَفَ بِیَدِهٖ ثُمَّ قَالَ ضُمَّ فَضَمَمْتُهُ فَمَا نَسِیْتُ شَیْئًا بَعْدُ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ سے بہت ساری حدیثیں سنتا ہوں لیکن بھول جاتا ہوں آپ نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ میں نے اپنی چادر بچھا دی آپ نے دونوں ہاتھوں سے لپ بنا کر چادر میں کچھ ڈال دیا اور فرمایا اس کو لپیٹ لو، میں نے چادر کو لپیٹ لیا اور اس کے بعد میں کبھی کوئی بات نہ بھولا۔

بخاری جلد ۱ / باب حفظ العلم ص ۲۲

اس حدیث میں دیکھئے کیسے روحانی اختیارات ہیں کیا شان تصرف ہے اور خداداد قدرت ہے حضور خالی چادر میں بظاہر خالی لپ بنا کر ڈالتے ہیں اور کیسی بے مثال یادداشت عطا فرماتے ہیں اور حضور کی عطاو بخشش کا نتیجہ ہے کہ جناب ابو ہریرہ

سے جتنی احادیث روایت کی گئیں وہ اور کسی صحابی سے نہیں۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّٰی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں قیامت کے دن سارے انسانوں کا سردار ہوں۔

بخاری جلد ۲ کتاب الانبیاء ص ۴۷۰/مسلم جلد ۱ باب اثبات الشفاعۃ ص ۱۱۱

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حکومت و بادشاہت وسرداری اور سلطنت صرف دنیا ہی میں نہیں بلکہ قیامت کے دن بھی آپ ہی کا سکہ چلے گا اسی لئے آپ کو سرکار دوعالم اور سرور کونین کہا جاتا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّٰی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجاً اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُهُمْ اِذَاوَفَدُوْا وَ اَنَا خَطِیْبُهُمْ اِذَا اَنْصَتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُهُمْ اِذَا یَئِسُوْا وَ الْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَ لِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ الخ الحدیث.

حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بروز قیامت سب سے پہلے میں نکلوں گا اور جب لوگ وفد بنیں گے تو میں آگے ہوں گا جب لوگ خاموش ہوں گے تو میں ہی خطاب کروں گا جب لوگ روکے جائیں گے تو میں ان کی شفاعت کروں گا جب لوگ مایوس ہوں گے تو میں انہیں خوشخبری سناؤں گا عزت دینا میرے اختیار میں ہوگا اور خیر کی ساری کنجیاں میرے ہاتھ میں ہونگی۔

مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین ص ۵۱۴

اس حدیث میں حضور کا یہ فرمانا کہ عزت وکرامت وخیر کی ساری کنجیاں

میرے ہاتھ میں ہوں گی بتا رہا ہے کہ آپ بروز قیامت مختار کل ہونگے اور آپ کو سارے اختیارات حاصل ہوں گے کیونکہ کنجیاں مختار کے پاس ہوتی ہیں مجبور کے پاس نہیں۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَتِیْکٍ قَالَ فَانْتَهَیْتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ اُبْسُطْ رِجْلَکَ فَبَسَطْتُ رِجْلِیْ فَمَسَحَهَا فَکَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَکِهَا قَطُّ .

حضرت عبداللہ بن عتیک فرماتے ہیں کہ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (ابورافع یہودی کو قتل کرنے اور پیر ٹوٹنے) کا قصہ بیان کیا تو حضور نے ارشاد فرمایا اپنا ٹوٹا ہوا پیر بچھا ؤ حضور نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ جیسا پہلے تھا بالکل ویسا ہی ہو گیا جیسے اس میں کبھی کچھ کمی آئی ہی نہ تھی۔

بخاری جلد ۲ باب قتل ابی رافع ص ۵۷۷ مشکوٰۃ ص ۵۳۲

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ اَبَاهُ تُوُفِّیَ وَعَلَیْهِ دَیْنٌ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنَّ اَبِیْ تَرَکَ عَلَیَّ دَیْناً وَلَیْسَ عِنْدِیْ اِلَّا مَا یُخْرِجُ نَخْلُهُ وَلَا یَبْلُغُ مَا یُخْرِجُ سِنِیْنَ مَا عَلَیْهِ فَانْطَلِقْ مَعِیْ لِکَیْ لَا یَفْحُشَ عَلَیَّ الْغُرَمَاءُ فَمَشٰی حَوْلَ بَیْدَرٍ مِنْ بَیَادِرِ التَّمْرِ فَدَعَا ثُمَّ آخَرَ ثُمَّ جَلَسَ عَلَیْهِ فَقَالَ انْزِعُوْهُ فَاَوْفَاهُمُ الَّذِیْ لَهُمْ وَبَقِیَ مِثْلُ مَا اَعْطَاهُمْ .

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میرے والد فوت ہو گئے اور ان کے اوپر قرض تھا تو میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میرے والد نے مجھ پر قرضہ چھوڑا ہے اور میرے پاس دینے کے لئے سوائے ان کے کھجوروں کے درخت کے اور کچھ نہیں ہے اور ان کی پیداوار سے کئی سال میں بھی

قرضہ پورا نہ ہوگا آپ میرے ساتھ تشریف لے چلیں تا کہ قرض خواہ سختی و بدگوئی سے پیش نہ آئیں پھر حضور کھجور کے ڈھیروں میں سے ایک ڈھیر کے ارد گرد پھرے پھر دعا کی اور دوسرے ڈھیر کے گرد پھرے پھر آپ ایک ڈھیری پر بیٹھ گئے اور فرمایا قرض خواہوں کو ناپ کر دیتے جاؤ یہاں تک کہ سب قرض خواہوں کا سارا قرضہ ادا ہوگیا اور اتنی ہی کھجوریں بچ بھی گئیں۔

بخاری جلد ا/ باب علامات النبوۃ ص ۵۰۶/۵۸۰/۳۲۲

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ یَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ.

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں بروز قیامت سب انسانوں کا سردار ہوں گا اور سب سے اول میں قبر انور سے باہر تشریف لاؤں گا اور سب سے پہلے شفاعت فرمانے والا اور پہلا شفاعت قبول کیا ہوا میں ہی ہوں۔

مسلم جلد ۲/ باب تفضیل نبینا علی جمیع الخلائق / ابن ماجہ باب ذکر الشفاعۃ ص ۳۲۹/ ترمذی جلد ۲/ ابواب المناقب ص ۲۰۲

اس حدیث کی شرح میں امام اجل نووی فرماتے ہیں:

مَعَ اَنَّهُ سَیِّدُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالآخِرَةِ فَسَبَبُ التَّقْیِیْدِ اَنَّ فِیْ یَوْمِ الْقِیَامَةِ یَظْهَرُ سُؤْدُدُهُ لِکُلِّ اَحَدٍ الخ .

کہ حضور دنیا و آخرت دونوں جہاں میں سارے انسانوں کے سردار ہیں لیکن حدیث میں صرف قیامت کا ذکر اسلئے ہے کہ قیامت کے دن آپ کی سرداری و بادشاہت سب پر ظاہر فرمادی جائیگی اور کوئی انکاری نہ رہے گا۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَرُوْساً بِزَیْنَبَ فَعَمَدَتْ اُمِّیْ اُمُّ سُلَیْمٍ اِلٰی تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَاَقِطٍ فَصَنَعَتْ حَیْساً فَجَعَلَتْهُ فِیْ تَوْرٍ فَقَالَتْ یَااَنَسُ اِذْهَبْ بِهٰذَااِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْ بَعَثَتْ اِلَیْکَ اُمِّیْ وَهِیَ تُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَتَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا لَکَ مِنَّا قَلِیْلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَهَبْتُ فَقُلْتُ فَقَالَ ضَعْهُ ثُمَّ قَالَ اِذْهَبْ فَادْعُ لِیْ فُلَا ناً وَفُلَاناً وَفُلَاناً رِجَا لاً سَمَّاهُمْ وادْعُ لِیْ مَنْ لَقِیتَ فَدَعَوْتُ مَنْ سَمّٰی وَمَنْ لَقِیْتُ فَرَجَعْتُ فَاِذَاا لْبَیْتُ غَاصٌّ بِاَهْلِهٖ قِیْلَ لِاَنَسٍ عَدَدُکُمْ کَمْ کَانُوْا قَالَ زُهَاءَ ثَلٰثِ مِائَةٍ فَرَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَدَهٗ عَلٰی تِلْکَ الْحَیْسَةِ وَتَکَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَعَلَ یَدْعُوْ عَشَرَةً عَشَرَةً یَاْکُلُوْنَ مِنْهُ وَیَقُوْلُ لَهُمْ اذْکُرُوْاا سْمَ اللّٰهِ وَلْیَاْکُلْ کُلُّ رَجُلٍ مِمَّا یَلِیْهِ قَالَ فَاَکَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَدَخَلَتْ طَائِفَةٌ حَتّٰی اَکَلُوْا کُلُّهُمْ قَالَ لِیْ یَااَنَسُ اِرْفَعْ فَرَفَعْتُ فَمَا اَدْرِیْ حِیْنَ وَضَعْتُ کَانَ اَکْثَرَاَمْ حِیْنَ رَفَعْتُ .

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جناب زینب سے نکاح کے نوشاہ تھے تو میری ماں ام سلیم نے کھجور، گھی اور پنیر کا حلوہ بنایا اور ایک برتن میں کر کے مجھ سے کہا کہ انس! اس کو حضور کی خدمت میں لے جاؤ اور عرض کرو، یارسول اللہ! میری ماں نے آپ کی خدمت میں تھوڑا سا ہدیہ بھیجا ہے اور انہوں نے آپ کو سلام عرض کیا ہے چنانچہ میں گیا اور میں نے یہ کہا، حضور نے ارشاد فرمایا اسے رکھ دو اور جاؤ ہمارے پاس فلاں فلاں، کو بلا لاؤ، جس کا حضور نے نام لیا اور فرمایا جو تمہیں ملے اس کو بلا لاؤ۔ حضرت انس کہتے ہیں میں نے اسے بھی بلایا جس کا حضور نے نام لیا اور انہیں بھی جو مجھ کو ملے یہاں تک کہ جب میں واپس لوٹا تو حضور کا

گھر بھر چکا تھا حضرت انس سے پوچھا گیا کہ کتنی تعداد تھی انہوں نے فرمایا قریبا تین سو لوگ تھے پھر میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے حلوے پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھا جو اللہ نے چاہا، پھر دس دس کو بلانے لگے وہ اس میں سے کھانے لگے حضور ان سے فرماتے تھے اللہ کا نام لو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے جب سب نے کھالیا تو حضور نے مجھ سے فرمایا اے انس! اس کو اٹھاؤ جب میں نے اٹھایا تو مجھ کو محسوس نہیں ہوتا تھا کہ جب رکھا تھا تب زیادہ تھا یا جب اٹھایا تب زیادہ تھا۔

بخاری جلد ۲ کتاب النکاح باب الھدیۃ للعروس ص ۷۷۵ / مسلم جلد ۱ / باب زواج زینب بنت جحش ص ۴۶۱ / مشکوۃ باب فی المعجزات ص ۵۳۸

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ فَلَمَّا راٰیٔ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ غَشِیَنِیْ ضَرَبَ فِیْ صَدْرِیْ فَفِضْتُ عَرَقاً وَ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَرَقاً.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر حضور نے جب میرے دل میں پیدا ہونے والے وسوسے کو جان لیا تو میرے سینے پر ہاتھ مارا جس سے میں پسینے پسینے ہو گیا اور حالت یہ تھی گویا کہ میں ڈر اور خوف کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھ رہا ہوں ۔

مسلم جلد ۱ باب ان القرآن نزل علی سبعۃ احرف ص ۲۷۳
مشکوٰۃ کتاب فضائل القرآن ص ۱۹۲

کیا شان اختیار ہے حضرت ابی بن کعب کے دل میں قرآن کریم کی چند قراءت سے متعلق وسوسہ پیدا ہو گیا تھا حضور نے دل کے اس وسوسے کو فوراً جان لیا اور اپنی خداداد قدرت سے سینے پر ہاتھ مار کر جلوۂ الٰہی دکھا دیا اور شکوک و وسواس کی دلدل سے نکال کر ایمان سے دل بھر دیا اور وہ کیفیت زائل فرما دی، فصلی اللہ

تعالیٰ علیہ وبارک وسلم دائما ابدا ،

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْشِئْتُ لَصَارَتْ مَعِيْ جِبَالُ الذَّهَبِ .

حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں۔

مشکوٰۃ ص ۵۲۱ باب فی اخلاقہ وشمائلہ

عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ جِبْرَئِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ حَزِيْنٌ قَدْ تَخَضَّبَ بِالدَّمِ مِنْ فِعْلِ اَهْلِ مَكَّةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ تُحِبُّ اَنْ نُرِيَكَ آيَةً قَالَ نَعَمْ فَنَظَرَ اِلٰى شَجَرَةٍ مِنْ وَّرَائِهٖ فَقَالَ اُدْعُ بِهَا فَدَعَا بِهَا فَجَائَتْ فَقَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مُرْهَا فَلْتَرْجِعْ فَاَمَرَهَا فَرَجَعَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبِيْ حَسْبِيْ .

حضرت انس سے مروی ہے کہ حضرت جبرئیل حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ غمگین تھے اہل مکہ کی ایذا رسانی کی وجہ سے آپ کا جسم لہولہان تھا حضرت جبرئیل نے کہا یارسول اللہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو ایک نشانی دکھاؤں فرمایا ہاں انہوں نے آپ کے پیچھے ایک پیڑ کی طرف دیکھا اور عرض کیا اس کو بلائیے حضور نے بلایا وہ پیڑ آیا اور آپ کی خدمت میں کھڑا ہو گیا عرض کیا اس کو حکم دیجئے کہ لوٹ جائے آپ نے حکم دیا وہ لوٹ گیا حضور نے فرمایا مجھے کافی ہے۔

مشکوٰۃ باب المعجزات ص ۵۴۱

یعنی حضرت جبرئیل نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو توجہ دلائی کہ آپ ملول خاطر نہ ہوں آپ کو اللہ تعالیٰ نے کائنات عالم میں متصرف ومختار بنایا ہے درخت بھی آپ کے اشارے پر چلتے ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سِرْ نَامَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَزَلْنَا وَادِيًا اَفْيَحَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِىْ حَاجَتَهٗ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا يَسْتَتِرُ بِهٖ وَاِذَا شَجَرَتَيْنِ بِشَاطِئِى الْوَادِىْ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلىٰ اِحْدٰيهُمَا فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِىْ عَلَىَّ بَاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَالْبَعِيْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِىْ يُصَانِعُ قَائِدَهٗ حَتّٰى اَتَى الشَّجَرَةَ الْاُخْرىٰ فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ اِنْقَادِى عَلَىَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْمِنْصَفِ مِمَا بَيْنَهُمَا قَالَ اَلْتَئِمَا عَلَىَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَالْتَأَمَتَا فَجَلَسْتُ اُحَدِّثُ نَفْسِىْ فَحَانَتْ مِنِّى لُفْتَةٌ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا وَاِذَا لشَجَرَتَيْنِ قَدْ اِفْتَرَقَتَا فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا عَلٰى سَاقٍ،

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور کے ساتھ سفر کیا اور ایک وسیع جنگل میں ٹھہرے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے حضور کو کوئی چیز نہ ملی جس سے آڑ کریں تو حضور نے جنگل کے کنارے پر دو درخت دیکھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان درختوں میں سے ایک کے قریب تشریف لائے اور اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑ کر اس سے فرمایا کہ اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر، تو وہ درخت حضور کے ساتھ ایسے چل دیا جیسے مہار والا اونٹ اپنے چلانے والے کی اطاعت کرتا ہے یہاں تک کہ آپ دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے تو اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑ کر فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم سے میری اطاعت کر پھر وہ بھی اسی طرح حضور کے ساتھ چلا، یہاں تک کہ جب دونوں کے درمیان میں ہوئے تو فرمایا اللہ کے حکم سے میرے لئے ایک دوسرے سے مل جاؤ تو وہ درخت مل گئے حضرت جابر کہتے ہیں کہ پھر میں بیٹھا کچھ سوچنے لگا تو جب میں نے توجہ

کی تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور وہ دونوں درخت ایک دوسرے سے پھر جدا ہو گئے ہیں اور اپنی جگہ تنوں پر کھڑے ہیں۔

مشکوٰۃ باب فی المعجزات ص ۵۳۳ بحوالہ صحیح مسلم شریف

اس حدیث شریف سے واضح ہو گیا کہ حضور کو مخلوقات الٰہیہ میں تصرف کرنے کا حق حاصل ہے بھلا سوچئے درختوں جیسی بے جان بے کان مخلوق کو پکڑ کر چلانا پھر دونوں کو قریب کر کے اور ملا کر ان کی آڑ سے حاجت رفع فرمانا پھر دونوں کو ان کی جگہ پہونچا دینا یہ سب امور عالم کائنات میں آپ کے خداداد اختیارات کا پتہ دے رہے ہیں۔

عَنْ يَعْلٰى بْنُ مُرَّةَ الثَّقَفِيُّ قَالَ ثَلٰثَةُ اَشْيَاءٍ رَأَيْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَهُ اِذْ مَرَرْنَا بِبَعِيْرٍ يُسْنٰى عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰهُ جَرْجَرَ فَوَضَعَ جِرَانَهُ فَوَقَفَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ صَاحِبُ هٰذَاالْبَعِيْرِ فَجَائَهُ فَقَالَ بِعْنِيْهِ فَقَالَ بَلْ نَهَبُهُ لَکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّهُ لِاَهْلِ بَيْتٍ مَا لَهُمْ مَعِيْشَةٌ غَيْرُهُ فَقَالَ اَمَّا اِذْ ذَكَرْتَ هٰذَا مِنْ اَمْرِهٖ فَاِنَّهُ شَكَا كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَقِلَّةَ الْعَلَفِ فَاَحْسِنُوْا اِلَيْهِ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى نَزَلْنَا مَنْزِلًا فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَائَتْ شَجَرَةٌ تَشُقُّ الْاَرْضَ حَتّٰى غَشِيَتْهُ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَكَانِهَا فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ هِيَ شَجَرَةٌ اسْتَاْذَنَتْ رَبَّهَا فِيْ اَنْ تُسَلِّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنَ لَهَا قَالَ ثُمَّ سِرْنَا فَمَرَرْنَا بِمَاءٍ فَاَتَتْهُ اِمْرَاَةٌ بِاِبْنٍ لَهَا بِهٖ جِنَّةٌ فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْخَرِهٖ ثُمَّ قَالَ اُخْرُجْ فَاِنِّيْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ سِرْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مَرَرْنَا بِذٰلِکَ الْمَاءِ فَسَاَلْنَاهَا عَنِ الصَّبِيِّ فَقَالَتْ وَالَّذِيْ

بَعَثَکَ بِالحَقِّ مَا رَأَیْنَا مِنْهُ رَیْباً بَعْدَکَ۔

حضرت یعلی بن مرہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تین چیزیں دیکھیں جب کہ ہم حضور کے ساتھ چل رہے تھے ہم ایک اونٹ پر گذرے جس کے ذریعہ پانی ڈھویا جارہا تھا جب اس اونٹ نے حضور کو دیکھا وہ چیخا اور حضور کے سامنے اپنی گردن بچھا کر بیٹھ گیا۔ حضور نے فرمایا اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟ وہ حضور کے پاس آیا فرمایا اس اونٹ کو میرے ہاتھ بیچ دے اس نے کہا ہم آپ کو یوں ہی دے دیں گے یہ ایسے گھر والوں کا ہے جس کے پاس اس کے سوا اور کوئی ذریعۂ معاش نہیں فرمایا جب تم نے اس کا یہ حال بیان کیا تو اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس سے کام زیادہ لیتے ہو اور چارہ کم دیتے ہو تم اس سے اچھا سلوک کرو۔

یعلی کہتے ہیں پھر ہم چلے اور ایک منزل پر اترے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سو گئے اور ایک پیڑ زمین کو چیرتا ہوا آیا اور آپ پر سایہ کر لیا پھر اپنی جگہ لوٹ گیا حضور بیدار ہوئے تو میں نے آپ سے یہ ذکر کیا فرمایا اس درخت نے اپنے رب سے مجھ کو سلام کرنے کی اجازت چاہی تھی تو اس کو اجازت مل گئی۔ ہم پھر چلے تو ایک گھاٹ پر گذرے تو ایک عورت ایک بچہ حضور کے پاس لائی جو پاگل تھا حضور نے اس کا نتھنا پکڑ کر فرمایا نکل جا میں محمد اللہ کا رسول ہوں جب ہم لوٹے اور اس گھاٹ پر پہونچے تو اس بچے کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا کہ اس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپ کے بعد ہم نے اس بچے میں کوئی بیماری نہ دیکھی۔

مشکوٰۃ باب فی المعجزات ص ۵۴۰

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونٹ نے آپ سے شکایت کی درخت نے آکر آپ کو سلام کیا اور پاگل پن کی بیماری سے آپ نے فرمایا نکل یعنی ساری مخلوق آپ کی

رعایا ہے، سب پر آپ کی حکومت ہے اور آپ کائنات کے بادشاہ ہیں۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ لَمَّا حُصِرَ عُثْمَانُ اَشْرَفَ عَلَیْهِمْ فَوْقَ دَارِهٖ فَقَالَ اُذَكِّرُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ حِرَاءَ حِیْنَ انْتَفَضَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُثْبُتْ حِرَاءُ فَلَیْسَ عَلَیْكَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَهِیْدٌ.

حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی سے روایت ہے کہ جب بلوائیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرلیا تو آپ اپنے مکان کے اوپر رونق افروز ہوئے اور لوگوں سے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیکر یاددلاتا ہوں کہ جب حرا پہاڑ ہلنے لگا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ٹھہر جا تیرے اوپر نبی صدیق اور شہید کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔

ترمذی جلد۲ باب مناقب عثمان ص ۲۱۱/ مشکوۃ شریف ص ۵۶۱

گویا پہاڑوں پر بھی آپ کی حکومت ہے اگر ہلتے ہوئے پہاڑ سے فرمادیں کہ ٹھہر جا تو وہ ٹھہر جاتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتّٰی اِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ یَتَذَاكَرُوْنَ قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا وَقَالَ آخَرُ مُوْسیٰ كَلَّمَهٗ تَكْلِیْمًا وَقَالَ آخَرُ عِیْسیٰ كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهٗ وَقَالَ آخَرُ آدَمُ اِصْطَفَاهُ اللّٰهُ فَخَرَجَ عَلَیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ اَنَّ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَمُوْسیٰ نَجِیُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَعِیْسیٰ رُوْحُهٗ وَكَلِمَتُهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَآدَمُ اِصْطَفَاهُ اللّٰهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ اَلَا وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ

لِوَاءِ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ تَحْتَہ آدَمُ وَدُوْنَہٗ وَلَا فَخْرَ اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ وَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ یُحَرِّکُ حَلَقَ الْجَنَّۃِ فَیَفْتَحُ اللّٰہُ فَیُدْ خِلُنِیْھَا وَمَعِیَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ عَلَی اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ ۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام بیٹھے تھے پھر حضور بھی تشریف لے آئے اور ان سے قریب ہو گئے تو حضور نے ان لوگوں کو کچھ تذکرہ کرتے ہوئے سنا ان میں سے کسی نے کہا کہ حضرت ابراہیم کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا دوسرے صاحب بولے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا ایک اور صاحب بولے کہ حضرت عیسیٰ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں ایک دوسرے نے کہا کہ حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ فرمایا پھر حضور ان کے پاس تشریف لائے فرمایا میں نے تمہاری بات چیت اور تعجب کرنا سنا بے شک ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں اور بیشک موسیٰ اللہ تعالیٰ سے بات چیت کرنے والے ہیں اور بیشک عیسیٰ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں اور آدم برگزیدہ ہیں مگر خوب جان لو میں اللہ کا محبوب ہوں اور میں فخریہ نہیں کہتا قیامت کے دن حمد الٰہی کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا اور آدم اور ان کے علاوہ سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور میں فخر نہیں کرتا اور میں پہلا شفاعت فرمانے والا ہوں اور پہلا شفاعت قبول کیا ہوا اور میں پہلا وہ شخص ہوں جو جنت کی زنجیریں ہلائے گا تب اللہ تعالیٰ کھولے گا اور پہلے مجھ کو داخل فرمائیگا میرے ساتھ مسلمان فقراء ہوں گے میں فخر نہیں کرتا سارے اگلوں، اور پچھلوں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت و مرتبے والا ہوں اور میں فخر نہیں کرتا۔

مشکوۃ ص ۵۱۳ ترمذی ابواب المناقب جلد ۲ ص ۲۰۲

اس حدیث میں خود کو حضور نے اللہ کا محبوب فرمایا تو یقیناً جب آپ ساری

کائنات کے خالق ورازق اور پالنہار وپروردگار کے محبوب ہیں تو کائنات آپ کے زیر نگیں ہے اور آپ بعطائے الٰہی ساری خدائی کے فرماں روا ہیں اس حدیث میں حضور نے یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے دن اولین وآخرین سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے یہ حضور نے کھلے الفاظ میں اپنی بادشاہت وسلطنت کا اعلان فرمادیا۔

عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبِ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ كُنْتُ اَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاٰتِيْهِ بِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَقَالَ سَلْ فَقُلْتُ اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ اَوْ غَيْرَ ذَالِكَ قَالَ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ۔

حضرت ربیعہ اسلمی کہتے ہیں کہ میں رات کو حضور کی خدمت میں رہتا تھا میں حضور کو وضو کے لئے پانی اور دیگر سامان ضرورت پیش کرتا تو حضور نے فرمایا جو چاہو وہ مانگ لو، میں نے عرض کیا حضور جنت مانگتا ہوں اور اس میں آپ کا ساتھ، حضور نے فرمایا کیا اس کے علاوہ اور بھی کچھ مانگنا ہے میں نے عرض کیا حضور یہی چاہئے فرمایا زیادہ سجدوں سے اپنے نفس کی اصلاح کر کے میری معاونت کرو۔

مشکوۃ باب السجود وفضلہ ص ۸۴ مسلم جلد ۱ باب فضل السجود ص ۸۳

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے مولانا علی قاری مکی علیہ الرحمہ مرقات شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں۔

يُؤْخَذُ مِنْ اِطْلَاقِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْاَمْرَ بِالسُّؤَالِ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مَكَّنَهُ مِنْ اِعْطَاءِ كُلِّ مَا اَرَادَ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ وَمِنْ ثَمَّ عَدًّا ئِمَّتُنَا مِنْ خَصَائِصِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ يَخُصُّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ .

یعنی حضور کا یہ فرمانا کہ جو چاہو وہ مانگو سے پتہ چلتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو اپنے خزانوں میں سے جو چاہیں وہ دینے کا اختیار دیا ہے اس لئے ہمارے

بزرگوں نے اس بات کو حضور کی خصوصیات میں سے شمار کیا ہے کہ آپ جس کو جو چاہیں وہ عطا فرماتے ہیں۔

مرقاۃ ص ۵۵۰ مطبع بمبئی

یہ حدیث بالکل صاف اور واضح ہے جس میں حضور کے مختار کل ہونے کا ذکر اتنا عیاں وظاہر ہے کہ ذہن پر زور دینے کی بھی ضرورت نہیں۔ یہ حدیث ان لوگوں کو بہت کھلتی ہے جو حضور کے اختیارات کی مخالفت کرتے ہیں اسی لئے وہ لوگ اس حدیث میں ادھر ادھر کی تاویلات کرتے ہیں اور معنی گڑھ کر حضور کی شان گھٹاتے ہیں۔

حضرت ربیعہ سے حضور کا یہ فرمانا کہ جو چاہو وہ مانگ لو اور پھر ان کا حضور سے جنت مانگنا اور حضور کا یہ نہ فرمانا کہ میرے بس کی بات نہیں بلکہ اللہ سے مانگو بلکہ یہ فرمانا کہ اور بھی کچھ چاہو تو مانگ لو ان سب سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مالک جنت اور قاسم جنت بنا دیا ہے اور یہ فرمانا سجدے زیادہ کرو اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ جنت کے وعدے پر غافل ہو کر بیٹھ جانا بھی مناسب نہیں بلکہ عبادت بھی کرتے رہو۔

اور تقریباً پانچ سو سال قبل کے محدث وشارح مولانا علی قاری مکی کی شرح ''مرقاۃ'' کی عبارت جو ہم نے نقل کی ہے اس سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ پہلے کے علماء وفضلاء اس حدیث سے یہی معنی مراد لیتے تھے۔ وہ غیر ضروری قیل وقال پر یقین نہیں رکھتے تھے بلکہ سیدھے سیدھے حدیث کے معنی پر ہی ایمان رکھتے تھے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدِیْ۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

میں سو رہا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میری خدمت میں پیش کی گئیں اور میرے ہاتھ میں دیدی گئیں۔

مسلم جلد ۱ کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ ص ۱۹۹

عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَنَاءٍ وَھُوَ بِالزُّوْرَاءِ فَوَضَعَ یَدَہٗ فِی الاَنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ یَنْبَعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِہٖ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَۃُ قُلْتُ لِاَنَسٍ کَمْ کُنْتُمْ قَالَ ثَلٰثَ مِائَۃٍ اَوْ زُھَاءَ ثَلٰثِ مِائَۃٍ .

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقام زوراء پر تھے کہ آپ کی خدمت میں ایک برتن میں پانی لایا گیا تو آپ نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈالدیا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹ پڑا یہاں تک کہ پوری قوم نے اس سے وضو کرلیا حضرت انس سے قتادہ نے پوچھا کہ آپ کتنے لوگ تھے تو انھوں نے فرمایا تین سو یا تین سو کے قریب۔

بخاری جلد ۱ باب علامات النبوۃ ص ۵۰۴ مسلم جلد ۲ کتاب الفضائل ص ۲۴۵

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَاَقْبَلَ اَعْرَابِیٌّ فَلَمَّا دَنیٰ قَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَشْھَدُ اَنْ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ قَالَ وَمَنْ یَشْھَدُ عَلیٰ مَا تَقُوْلُ قَالَ ھٰذِہِ السَّلْمَۃُ فَدَعَا ھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِیْ فَاَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْاَرْضَ حَتّٰی قَامَتْ بَیْنَ یَدَیْہِ فَاسْتَشْھَدَ ھَا ثَلٰثًا فَشَھِدَ تْ ثَلٰثًا اَنَّہٗ کَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلیٰ مَنْبَتِھَا .

حضرت عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ ہم حضور کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ایک دیہاتی سامنے آیا تو جب وہ قریب ہوا تو حضور نے ارشاد فرمایا کیا تو گواہی

دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں؟ وہ بولا آپ جو کہہ رہے ہیں اس کی گواہی کون دیتا ہے؟ فرمایا وہ کانٹے دار درخت اور اس درخت کو حضور نے بلایا وہ جنگل کے کنارے پر تھا زمین چیرتا ہوا خدمت میں حاضر ہو گیا حضور نے اس درخت سے تین بار گواہی لی اس نے تینوں بار گواہی دی اور پھر اپنی جھاڑی کی طرف لوٹ گیا۔

مشکوۃ باب المعجزات ص ۵۴۱

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اِنَّ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَّةِ کُنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ عَشَرَةَ مِائَةً وَالْحُدَیْبِیَّةُ بِئرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُکْ فِیْهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهَا فَجَلَسَ عَلیٰ شَفِیْرِهَا ثُمَّ دَعَا بِاِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهٗ فِیْهَا فَتَرَکْنَاهَا غَیْرَ بَعِیْدٍ ثُمَّ اَنَّهَا اَصْدَرَتْنَا مَا شِئْنَا نَحْنُ وَرِکَابُنَا.

حضرت براء بن عازب کہتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو لوگ تھے حدیبیہ اصل میں ایک کنویں کا نام ہے جب ہم نے اس میں سے پانی بھرنا شروع کیا تو اس میں ایک قطرہ بھی نہ بچا جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک یہ بات پہونچی تو آپ تشریف لائے اور کنویں کے منڈیر پر بیٹھ گئے پھر آپ نے پانی کا ایک برتن منگایا وضو کیا کلی فرمائی اور دعا کی اور بچا ہوا پانی کنویں میں ڈال دیا تھوڑی دیر میں اتنا پانی جمع ہو گیا کہ ہم اور ہماری سواریاں سیراب ہو گئیں۔

بخاری جلد ۲ باب غزوۃ الحدیبیہ ص ۵۹۸

عَنْ جَابِرٍ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَّةِ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ یَدَیْهِ رِکْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ اَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهٗ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا لَکُمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَیْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِہٖ اَوْ نَشْرَبُہٗ اِلَّا مَا فِیْ رِکْوَتِکَ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ فِی الرِّکْوَۃِ فَجَعَلَ الْمَاءُ یَفُوْرُ مِنْ اَصَابِعِہٖ کَاَمْثَالِ الْعُیُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا فَقُلْتُ لِجَابِرٍ کَمْ کُنْتُمْ یُوْمَئِذٍ قَالَ لَوْ کُنَّا مِائَۃَ اَلْفٍ لَکَفَانَا کُنَّا خَمْسَ عَشَرَ مِائَۃً.

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے روز لوگ پیاس سے دوچار ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن تھا جس سے وضوفرمارہے تھے جب لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا کیا معاملہ ہے لوگوں نے کہایارسول اللہ ہمارے پاس وضوکرنے اور پینے کے لئے پانی نہیں ہے بس یہی تھا جواس برتن کے اندر حضور کی خدمت میں پیش کردیا گیا راوی کا بیان ہے کہ آپ نے برتن میں اپنا ہاتھ ڈالدیا تو آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی پھوٹ نکلا، تو ہم نے پیا اور وضوکیا راوی کہتے ہیں میں نے حضرت جابر سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے انہوں نے فرمایا کہ اگر سو ہزار بھی ہوتے تو پانی کافی ہوجاتا لیکن ہم پندرہ سو تھے۔

بخاری جلد۲باب غزوۃ الحدیبیۃ ص ۵۹۸

ہاتھ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونے کے واقعات بار بار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وقوع میں آئے ہیں اور بخاری ومسلم اور تقریباً سبھی کتب احادیث میں جگہ جگہ دیکھے جاسکتے ہیں جن سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے پناہ خدادا داختیار کا پتہ چلتا ہے ایک پیالہ پانی سے پورے پورے لشکر سیراب کردینا کیسی انوکھی قدرت ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِاللّٰہِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَ بَرَّہٗ .

حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھا جائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی بات پوری فرمادیتا ہے۔

بخاری جلد ۲ باب قول اللہ عزوجل من المومنین رجال صدقوا ما عاھدو ص ۳۹۴ مسلم جلد ۲ ص ۳۲۹ ترمذی جلد ۲ ص ۲۲۶ مشکوۃ ص ۵۷۹

جب امت میں ایسے کچھ بندگان خدا ہیں کہ خدائے تعالیٰ ان کی بات پوری فرماتا ہے تو جو اس کے محبوب ہیں ان کا چاہا ہوا کیوں نہ ہوگا یقیناً وہ جو چاہیں کریں مالک ومختار ہیں۔

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ عُبَيْدٍ قَالَ رَاَيْتُ اَثَرَ ضَرْبَةٍ فِى سَاقِ سَلْمَةَ فَقَالَ يَا اَبَا مُسْلِمٍ مَا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ قَالَ هٰذِهِ ضَرْبَةٌ اَصَابَتْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ اُصِيْبَ سَلْمَةُ فَاَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلٰثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتّٰى السَّاعَةِ .

یزید بن ابی عبید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں ایک زخم کا نشان دیکھا تو میں نے کہا اے ابو مسلم یہ نشان کیسا ہے فرمایا یہ مجھ کو غزوہ خیبر میں زخم آیا تھا لوگ کہنے لگے سلمہ کا اخری وقت آپہونچا ہے لیکن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور حضور نے اس پر تین مرتبہ دم فرمایا تو آج تک اس میں کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

بخاری ۲ باب غزوۃ خیبر ص ۶۰۵

عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَّ سَفِيْنَةَ مَوْلىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْطَأَ الْجَيْشَ بِاَرْضِ الرُّوْمِ اَوْ اُسِرَ فَانْطَلَقَ هَارِبًا يَلْتَمِسُ الْجَيْشَ فَاِذَا هُوَ بِالْاَسَدِ فَقَالَ يَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلّٰى

اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ مِنْ اَمْرِیْ کَیْتَ وَکَیْتَ فَاَقْبَلَ الاَسَدُ لَہٗ بَصْبَصَۃٌ حَتّٰی قَامَ اِلیٰ جَنْبِہٖ کُلَّمَا سَمِعَ صَوْتاً اَھْوٰی اِلَیْہِ ثُمَّ اَقْبَلَ یَمْشِی اِلٰی جَنْبِہٖ حَتّٰی بَلَغَ الْجَیْشَ ثُمَّ رَجَعَ الاَسَدُ ۔

حضرت ابن منکدر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روم کی سرزمین میں لشکر سے بہک گئے یا قید کر لئے گئے وہ بھاگتے ہوئے لشکر کی تلاش کرتے تھے کہ اچانک ایک شیر سامنے آ گیا تو انہوں نے شیر سے فرمایا کہ اے شیر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلام ہوں ، میرا واقعہ ایسا ایسا ہوا ہے تو شیر دم ہلاتا ہوا ان کے پاس آیا یہاں تک کہ ان کے برابر کھڑا ہو گیا جب کوئی آواز سنتا تو ادھر چلا جاتا پھر آپ کے برابر چلنے لگتا یہاں تک کہ وہ لشکر تک پہونچ گئے اور شیر لوٹ گیا۔

مشکوۃ باب الکرامات ص ۵۴۵

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حکومت وبادشاہت جنگل کے خطرناک جانوروں پر بھی ہے اور وہ آپ کی نسبت کا خیال رکھتے ہیں ۔اور حضرت سفینہ کا شیر سے گھبرا کر حضور کے نام ونسبت کی دہائی دینا بتا رہا ہے صحابی رسول کا عقیدہ تھا کہ جنگل کے جانور بھی رسول اللہ کو جانتے مانتے ہیں اور حضور کے غلاموں تک کی خدمت کرتے ہیں ۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ فَجَعَلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ رُکُوْبٍ بَیْنَ یَدَیْہِ وَقَدْ عَطِشْنَا عَطْشاً شَدِیْداً فَبَیْنَمَا نَحْنُ نَسِیْرُ اِذَا نَحْنُ بِامْرَأَۃٍ سَادِلَۃٍ رِجْلَیْھَا بَیْنَ مِزَادَتَیْنِ فَقُلْنَا لَھَا اَیْنَ الْمَاءُ فَقَالَتْ اَنَّہٗ لَا مَاءَ قُلْنَا کَمْ بَیْنَ اَھْلِکِ وَبَیْنَ الْمَاءِ قَالَتْ یَوْمٌ وَلَیْلَۃٌ فَقُلْنَا اِنْطَلِقِیْ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَمَا رَسُوْلُ

اللّٰہِ فَلَمْ نُملِّکْھَا مِنْ اَمْرِ ھَا حَتّٰی اِسْتَقْبَلْنَا بِھَا النَّبِیَّ صَلّٰی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَتْہُ بِمِثْلِ مَا حَدَّثَتْنَا غَیْرَ اَنَّھَا حَدَّثَتْہُ اَنَّھَا مُؤْتِمَۃٌ فَاَمَرَ بِمَزَادَ تَیْھَا فَمَسَحَ فِیْ العَزَ لَا وَیْنَ فَشَرِ بْنَا عِطَا شاً اَرْ بَعُوْنَ رَجُلاً حَتّٰی رَوِیْنَا فَمَلاْ نَا کُلَّ قِرْ بَۃٍ مَعَنَا وَاَدَاوَۃٍ غَیْرَ اَنَّہٗ لَمْ نَسْقِ بَعِیْراً وَھِیَ تَکَادُ تَنِضُّ مِنَ الْمُلَاءِ ثُمَّ قَالَ ھَا تُوْا مَا عِنْدَ کُمْ فَجُمِعَ لَھَا مِنَ الْکِسْرِ وَالتَّمْرِ حَتّٰی اَتَتْ اَھْلَھَا فَقَالَتْ لَقِیْتُ اَسْحَرَا لنَّاسِ اَوْ ھُوَ نَبِیٌّ کَمَا زَعَمُوْا فَھَدَی اللّٰہُ ذٰلِکَ الصِّرْمَ بِتِلْکَ الْمَرْأَۃِ فَاَسْلَمَتْ وَاَسْلَمُوْا ۔

عمران بن حصین ایک سفر کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھ کو حضور نے چند سواروں کے ہمراہ آگے بھیج دیا کیونکہ ہم سب کو سخت پیاس محسوس ہو رہی تھی ہم چلے جا رہے تھے کہ ہمیں ایک عورت ملی جو سواری پر بیٹھی پانی سے بھرے مشکوں پر پیر لٹکائے جا رہی تھی ہم نے اس سے دریافت کیا کہ پانی کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ پانی نہیں ہے ہم نے پوچھا کہ تمہارے گھر والوں اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہے کہنے لگی ایک دن اور ایک رات کا سفر، ہم نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس چل کہنے لگی کون رسول اللہ ہم اس کی باتیں سنی ان سنی کرتے ہوئے اسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے آئے آپ سے بھی اس نے وہی گفتگو کی جو ہم سے کی تھی ہاں اتنی بات اس نے اور بتائی کہ وہ یتیم بچوں کی ماں ہے آپ نے اس کی دونوں مشکوں کو کھولنے کا حکم دیا اور ان مشکوں کے منہ پر اپنا دست مبارک پھیر دیا پھر ہم چالیس پیاسے لوگوں نے اس سے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور جتنے پانی کے برتن اور مشکیں ہمارے پاس تھے سب بھر لئے لیکن ہم نے اونٹوں کو پانی نہیں پلایا اور اس کے باوجود اس عورت کی پانی کی مشکیں اب بھی پھٹی جا رہی تھیں پھر آپ نے فرمایا جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کو یہاں لاؤ چنانچہ روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں جمع کر دی گئیں تا کہ وہ اپنے گھر والوں کے لئے لے جائے

(گاؤں میں جا کر) اس عورت نے کہا کہ میں نے آج ایک بہت بڑے جادوگر کو دیکھا ہے یا پھر وہ نبی ہے جیسا کہ اس کے ساتھی خیال کرتے ہیں۔ پھر اس گاؤں والوں کو اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بدولت ہدایت دی کہ یہ خود بھی مسلمان ہوگئی اور دوسرے لوگوں نے بھی اسلام قبول کیا۔

بخاری جلد ۱/ص ۵۰۴ باب علامات النبوۃ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ اَبُوْ طَلْحَۃَ لِاُمِّ سُلَیْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَعِیْفًا اَعْرِفُ فِیْہِ الْجُوْعَ فَھَلْ عِنْدَکِ مِنْ شَیْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِیْرٍ ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا لَھَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِہٖ ثُمَّ دَسَّتْہُ تَحْتَ یَدِیْ وَ لَاثَتْنِیْ بِبَعْضِہٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَھَبْتُ بِہٖ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ وَمَعَہُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَیْھِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَکَ اَبُوْ طَلْحَۃَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَہُ قُوْمُوْا فَانْطَلَقُوْا وَانْطَلَقْتُ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ حَتّٰی جِئْتُ اَبَا طَلْحَۃَ فَاَخْبَرْتُہُ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَۃَ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَیْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُھُمْ فَقَالَتْ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْطَلْحَۃَ حَتّٰی لَقِیَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ طَلْحَۃَ مَعَہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی علیہ وَسَلَّمَ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ ھَلُمِّیْ مَا عِنْدَکِ فَاَتَتْ بِذٰلِکَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ

عُكَّةً فَادَمَتهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُم فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَ الْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلاً

حضرت انس سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ نے (حضرت انس کی والدہ اور اپنی بیوی) ام سلیم سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز میں کمزوری محسوس کی ہے آپ نے کھانا تناول نہیں فرمایا ہے تو کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے انھوں نے کہا ہاں اور چند جو کی روٹیاں نکال لائیں پھر ایک دوپٹہ نکالا اور اس کے ایک پلو میں روٹیاں لپیٹ دیں پھر روٹیاں مجھ کو دیکر اس کا ایک پلو مجھ کو اڑھا دیا اور مجھ کو حضور کی خدمت میں بھیج دیا جب میں حاضر خدمت ہوا تو دیکھا کہ حضور کچھ لوگوں کے درمیان تشریف فرما ہیں ان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے میں نے عرض کیا ہاں فرمایا کیا کھانا لے کر بھیجا ہے میں نے عرض کیا ہاں پھر حضور نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا سب چلو اور سب چل پڑے میں بھی ان کے آگے آگے چل کر حضرت ابوطلحہ کے پاس آیا تو میں نے ان کو بتایا کہ حضور سب کو لے کر آ رہے ہیں تو انھوں نے اپنی بیوی ام سلیم سے کہا کہ حضور سب لوگوں کو لے کر آ رہے ہیں اور ہمارے پاس ان کے کھلانے کو نہیں ہے تو حضرت ام سلیم نے کہا کہ اللہ و رسول بہتر جانتے ہیں پھر ابوطلحہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے نکل پڑے یہاں تک حضور کے ساتھ ہو لئے حضور نے ابوطلحہ کو ساتھ لیا اور ان کے گھر تشریف لائے پھر حضور نے ام سلیم سے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ انھوں نے وہی روٹیاں حاضر خدمت کر دیں پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے ٹکڑے کرنے کا حکم دیا

اور ام سلیم نے سالن کی جگہ کپی سے سارا گھی نکال لیا پھر حضور نے اس کھانے پر کچھ پڑھا جو خدا نے چاہا پھر فرمایا دس آدمیوں کو کھانے کے لئے بلالو، چنانچہ وہ سیر ہو کر چلے گئے پھر فرمایا دس آدمیوں کو کھانے کے لئے اور بلالو انھیں بلایا گیا وہ بھی خوب سیر ہو کر چلے گئے تو فرمایا دس کو اور بلالو، حضرت انس کہتے ہیں کہ اسی طرح پوری قوم نے کھانا تناول فرمالیا اور وہ لوگ ستر یا اسی آدمی تھے۔

بخاری جلد ار باب علامات النبوۃ ص ۵۰۵

ان حدیثوں کو پڑھنے والے پر خوب واضح ہو جاتا ہے کہ دو مشکوں پر ہاتھ پھیر کر ان کے پانی سے ساری قوم کو سیراب کر دینا یہاں تک کہ انہوں نے اپنے مشکیزے اور برتن بھی بھر لئے اور چند روٹیوں سے اسی آدمیوں کو شکم سیر فرما دینا محبوب خدا کی شان ہے اور کتنے اختیارات خدائے تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں، یقیناً آپ بعطائے الٰہی مختار کل ہیں جو چاہیں وہ کریں۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ ہٗ رَجُلٌ یَسْتَطْعِمُہٗ فَاَطْعَمَہٗ شَطْرَ وَسَقِ شَعِیْرٍ فَمَا زَالَ الرَّجُلُ یَاْ کُلُ مِنْہُ وَامْرَاَتُہٗ وَضَیْفُھُمَا حَتّٰی کَالَہٗ فَفَنیٰ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَکِلْہُ لَاَکَلْتَہٗ مِنْہُ وَلَقَامَ لَکُمْ .

حضرت جابر سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور کی خدمت میں کھانا مانگنے آیا تو حضور نے اس کو آدھا وسق جو عنایت فرمائے وہ شخص، اس کی بیوی اور اس کے مہمان اس میں سے کھاتے رہے یہاں تک کہ اس نے ایک دن ناپ لیا تو وہ ختم ہو گیا تو وہ حضور کی خدمت میں آیا حضور نے فرمایا اگر تم ناپتے نہیں تو کھاتے رہتے اور وہ باقی رہتا۔

مسلم جلد ۲ ر باب فی معجزات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۲۴۶ مشکوٰۃ ص ۵۴۴

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثِیْنَ وَمِائَۃً فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ مَعَ اَحَدٍ مِنْکُمْ طَعَاماً فَاِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ اَوْ نَحْوُہٗ فَعُجِنَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِکٌ مُشْعَانٌ طَوِیْلٌ بِغَنَمٍ یَسُوْقُھَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَیْعٌ اَمْ عَطِیَّۃٌ اَوْ قَالَ ھِبَۃٌ قَالَ لَا بَلْ بَیْعٌ قَالَ فَاشْتَرٰی مِنْہُ شَاۃً فَصُنِعَتْ فَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ یُشْوٰی وَاَیْمُ اللّٰہِ مَامِنَ الثَّلَاثِیْنَ وَمِائَۃٍ اِلَّا قَدْحَزَّ لَہٗ حُزَّۃً مِنْ سَوَادِ بَطْنِھَا اِنْ کَانَ شَاھِداً اَعْطَاہُ اِیَّاھَا وَاِنْ کَانَ غَائِباً خَبَاھَا لَہٗ ثُمَّ جَعَلَ مِنْھَا قَصْعَتَیْنِ فَاَکَلْنَا اَجْمَعُوْنَ وَشَبِعْنَا وَفَضَلَ فِی الْقَصْعَتَیْنِ فَحَمَلْتُہٗ عَلَی الْبَعِیْرِ.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ حضور کے ساتھ ایک سوتیں لوگ سفر میں تھے۔ حضور نے فرمایا کیا تم میں کسی کے پاس کھانا ہے اس وقت ایک آدمی کے پاس ایک صاع کھانا (آٹا) تھا اسے گوندھ لیا گیا اتنے میں ایک لمبا تڑنگا مشرک بکریوں کو ہانکتا آیا حضور نے اس سے فرمایا بیچو گے یا یونہی دیدو گے اس نے کہا بیچوں گا پھر آپ نے اس سے ایک بکری خرید لی اور اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا خدا کی قسم ایکسوتیں لوگوں میں سے ہر ایک کو اس کلیجی سے حصہ ملا جو حاضر تھے انہیں دے دیا گیا اور جو غائب تھے ان کا حصہ رکھ لیا گیا پھر بکری کا گوشت دو کونڈوں میں نکالا گیا پھر ہم سب نے خوب پیٹ بھر کر کھالیا اور دو کونڈوں میں بچ بھی گیا جو ہم نے اونٹ پر لاد لیا۔

بخاری جلد ۲ باب من اکل حتی شبع ص ۸۱۱ اور جلد ۱
ابواب الھبۃ ص ۳۵۶ و ابواب البیوع ص ۲۹۵

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ فَزِعُوْ امَرَّۃً فَرَکِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَسًالِاَبِیْ طَلْحَۃَکَانَ یَقْطِفُ اَوْ کَانَ فِیْہِ قِطَافٌ قَالَ وَجَدْ نَافَرَسَکُمْ بَحْرًا فَکَانَ بَعْدَ ذٰلِکَ لَا یُجَارٰی

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک دن مدینے میں کچھ خطرہ معلوم ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے، یہ گھوڑا بہت سست رفتار تھا جب آپ واپس تشریف لائے تو فرمایا ہم نے تمہارے گھوڑے کو دریا کی طرح تیز رفتار پایا راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ گھوڑا اس قدر تیز رفتار ہو گیا کہ کوئی گھوڑا اس سے آگے نہیں جا سکتا تھا۔

بخاری جلد ۱ کتاب الجہاد باب الفرس القطوف ص ۴۰۱

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس گھوڑے کو جو سست رفتار تھا سوار ہو کر نہایت تیز رفتار اور مقابلے میں سب سے آگے جانے والا بنا دیا۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَھْلَ مَکَّۃَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُرِیَھُمْ آیَۃً فَاَرَاھُمُ الْقَمَرُ شِقَّیْنِ حَتّٰی رَاَوْا حِرَاءَ بَیْنَھُمَا.

مکے والوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں تو حضور نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائے یہاں تک کہ انہوں نے حراء پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

بخاری جلد ۱ باب انشقاق القمر ص ۵۴۶

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب کو آسمانی دنیا پر بھی تصرف فرمانے کا اختیار دیا ہے چاند کے ٹکڑے کرنے سے ظاہر ہے کہ آپ کے اختیارات اور خداداد قدرت وتصرفات کا اندازہ لگانا مشکل ہے واقعی آپ مختار کل کائنات ہیں۔

عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ اُھْدِیَتْ لَہُ شَاۃٌ فَجَعَلَھَا فِی الْقِدْرِ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا ھٰذَا یَا اَبَا رَافِعٍ قَالَ شَاۃٌ اُھْدِیَتْ لَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَطَبَخْتُھَا فِی الْقِدْرِ قَالَ نَاوِلْنِی الذِّرَاعَ یَا اَبَا رَافِعٍ فَنَاوَلْتُہُ الذِّرَاعَ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِی الذِّرَاعَ الْآخَرَ فَنَاوَلْتُہُ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِی الذِّرَاعَ الْآخَرَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِلشَّاۃِ ذِرَاعَانِ فَقَالَ لَہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا اَنَّکَ لَوْ سَکَتَّ لَنَا وَلْتَنِیْ ذِرَاعاً فَذِرَاعاً مَا سَکَتَّ.

حضرت ابورافع سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک بکری ہدیہ بھیجی گئی میں نے اس کو ہانڈی میں ڈالا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے فرمایا ابورافع یہ کیا ہے عرض کیا حضور بکری ہے جو ہم کو ہدیہ کی گئی ہے پھر ہم نے اس کو ہانڈی میں پکایا ہے حضور نے فرمایا اے ابورافع ہمیں ایک دست دو میں نے ایک دست پیش کر دیا پھر طلب فرمایا میں نے پیش کر دیا پھر طلب فرمایا میں نے عرض کیا حضور! بکری کے تو دو ہی دست ہوتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم خاموش رہتے تو تم مجھ کو دست پر دست پیش کرتے رہتے جب تک تم خاموش رہتے (ہانڈی میں دست پیدا ہوتے رہتے)

مشکوۃ باب مایوجب الوضوء،ص ۴۱

اس حدیث کو پڑھ کر یہ کہنا ہی ہوگا کہ زبان مصطفیٰ کن فیکون کا مظہر ہے یعنی آپ کے اختیارات کا یہ عالم ہے کہ جو فرمادیں وہ ہو جائے خواہ عادۃً ناممکن اور محال ہی کیوں نہ ہو۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقین سے جان لو کہ ساری زمین کے مالک اللہ و رسول ہیں جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔

بخاری جلد ا باب اخراج الیھود من جزیرۃ العرب ص ۴۴۹

صحیح بخاری کی اس حدیث میں اللہ کے نام کے ساتھ اس کے رسول کا نام بھی ہے جس سے خوب معلوم ہو گیا کہ اللہ جل شانہ جو مالک حقیقی ہے اس نے ساری زمین کا مالک و بادشاہ اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بنایا ہے اس سے خدائے تعالیٰ کی ملکیت و بادشاہت پر کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ دوسروں کی ملکیت عطائی و مجازی ہے اور اس کی ذاتی و حقیقی اور وہ دوسروں کو عطا فرمانے کے بعد بھی حقیقی مالک خود ہی ہے بلکہ جو کچھ دیتا ہے اس کا مالک بھی وہی ہے اور جس کو دیتا ہے اس کا مالک بھی وہی ہے۔

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مَوْلیٰ مَنْ لَا مَوْلیٰ لَہٗ۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کا کوئی محافظ ونگہبان نہ ہو اللہ اور رسول اس کے محافظ ونگہبان ہیں۔

ترمذی جلد ۲ ص ۳۱ باب ماجاء فی المیراث الخال

ابن ماجہ جلد ۲ ص ۲۰۱ باب ذوی الارحام

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَۃٍ فَقِیْلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِیْلٍ وَخَالِدُبْنُ الْوَلِیْدِ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا یَنْقِمُ ابْنُ جَمِیْلٍ اِلَّا اَنَّہٗ کَانَ

فَقِيْراً فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَاَمَّا خَالِدٌ فَاِنَّكُمْ تَظْلِمُوْنَ قَدْ اِحْتَبَسَ اَدْرَاعَهٗ وَاَعْتُدَهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَمَّا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَعَمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَمِثْلُهَا مَعَهَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدقے کا حکم دیا تو آپ سے کہا گیا کہ ابن جمیل، اور خالد بن ولید اور عباس بن عبدالمطلب زکوۃ نہیں دیتے حضور نے فرمایا ابن جمیل ناشکرا ہو گیا کیونکہ وہ محتاج وفقیر تھا تو اللہ اور اس کے رسول نے اس کو مالدار کر دیا۔ خالد سے زکوٰۃ مانگنا زیادتی ہے اس نے اپنی زرہیں اور ہتھیار راہ خدا میں وقف کر دیئے اور عباس بن عبدالمطلب تو وہ رسول اللہ کے چچا ہیں ان کا صدقہ انہیں پر ہے اور اتنا اور بھی۔

بخاری جلد ۱/باب وفی الرقاب الخ ص ۱۹۸

بخاری کی اس حدیث میں جہاں ابن جمیل کو مالدار کرنے کا ذکر ہے تو اس میں اللہ کے نام کے ساتھ اس کے رسول کا بھی نام ہے یعنی اللہ تعالیٰ تو مالدار فرماتا ہی ہے لیکن حضور کو بھی اس نے مالدار فرمانے کا اختیار دیا ہے۔

ضروری نوٹ:- اس کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے مثلاً کوئی حوالہ غلط لکھ گیا ہو یا کسی قسم کی کمی نظر آئے تو بذریعہ خط وکتابت ہمیں مطلع کریں

ہمارا پتہ

مولانا تطہیر احمد رضوی ٹاؤن اینڈ پوسٹ دھونرہ ضلع بریلی، ۲۴۳۲۰۴

فون:0581:2623043

Moulana Tathir Ahmad Rizvi
Town P.O. Dhounra, Disst. Bareilly (U.P)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف قانون جاننے والے نہیں بلکہ قانون بنانے والے بھی ہیں!

بادشاہ اپنے ملک میں رعایا کے لئے جو چاہتا ہے قانون نافذ کرتا ہے اور قاضی یا جج اور وکیل اس قانون کو سیکھتے پڑھتے اور اس کے مطابق فیصلے کرتے اور کرواتے ہیں اور عمال وحکام بادشاہ کے بنائے ہوئے قانونوں پر عمل کراتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ججوں اور وکیلوں کی طرح صرف قانون سیکھنے اور جاننے والا نہیں پیدا فرمایا بلکہ آپ کو مکمل طور پر صاحب اختیار بنایا اور کائنات عالم میں تصرف فرمانے والا بادشاہ بنایا اور آپ جو فرمائیں وہ قانون خداوندی ہے جو کریں وہی اللہ کی مرضی ہے آپ کے قول وفعل کا نام اسلام ہے شریعت وطریقت حقیقت ومعرفت سب آپ ہی آپ ہیں آپ مسلمان بھی ہیں اور اسلام بھی آپ مؤمن بھی ہیں اور ایمان بھی فصلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم۔

اب آیئے اس عقیدے سے متعلق احادیث بھی ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ اَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ وَهُوَمِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعَ فَرَساً مِنْ اَعْرَابِيٍّ فَاسْتَتْبَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَقْضِيَهُ ثَمَنَ فَرَسِهٖ فَاَسْرَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَشْيَ وَاَبْطَأَ الْأَعْرَابِيُّ فَطَفِقَ رِجَالٌ يَعْتَرِضُوْنَ الاَعْرَابِيَّ فَيُسَاوِمُوْنَهٗ بِالْفَرَسِ وَلَا يَشْعُرُوْنَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعَهُ فَنَادٰى الاَعْرَابِيَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنْ كُنْتَ مُبْتَاعاً هٰذَا لْفَرَسَ وَاِلَّا بِعْتُهٗ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ سَمِعَ

نِدَاءَ الاَعْرَابِیِّ فَقَالَ اَوَ لَیْسَ قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنکَ فَطَفِقَ الْاَعْرَابِیُّ یَقُوْلُ هَلُمَّ شَهِیداً فَقَالَ خُزَیْمَةُ اَشْهَدُ اَنَّکَ قَدْ بَایَعْتَهُ فَاَقْبَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلیٰ خُزَیْمَةَ فَقَالَ بِمَ تَشْهَدُ فَقَالَ بِتَصْدِیْقِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَةَ خُزَیْمَةَ شَهَادَةَ رَجُلَیْنِ.

حضرت عمارہ بن خزیمہ اپنے چچا جو صحابی ہیں ان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی سے گھوڑا خریدا حضور اس کو اپنے پیچھے لے کر چلے تا کہ اس کو گھوڑے کی قیمت دیدیں حضور تو تیز چل رہے تھے وہ دھیرے دھیرے چل رہا تھا تو لوگوں نے اعرابی سے گھوڑا خریدنے کے لئے بھاؤ کرنا شروع کر دیا اور انھیں یہ معلوم نہ تھا کہ اس گھوڑے کو رسول اللہ خرید چکے ہیں تو اس دیہاتی نے حضور کو پکار کر کہا کہ آپ یہ گھوڑا خرید رہے ہیں یا پھر میں اس کو فروخت کروں تو حضور اس کی یہ بات سنکر ٹھہر گئے اور فرمایا کیا تو نے یہ گھوڑا میرے ہاتھ فروخت نہیں کیا ہے دیہاتی بولا میں نے تو نہیں بیچا ہے حضور نے فرمایا یہ کیسے ہوسکتا ہے یہ گھوڑا تو تو میرے ہاتھ فروخت کر چکا ہے تو وہ دیہاتی گواہ طلب کرنے لگا حضرت خزیمہ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اس گھوڑے کو رسول اللہ کے ہاتھ بیچ چکا ہے تو حضور نے حضرت خزیمہ سے فرمایا تم نے بغیر دیکھے کیسے گواہی دیدی خزیمہ بولے یا رسول اللہ ہم آپ کو سچا جانتے ہیں آپ پر ایمان رکھتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ کی گواہی دو گواہوں کے برابر کر دی۔

ابوداؤد کتاب القضاء ص ۵۰۸

یعنی حضور نے اپنے اختیار سے حضرت خزیمہ کی گواہی اکیلے دو کے برابر کر دی شروح اور دوسری احادیث میں ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں قرآن جمع کیا گیا تو کاتب قرآن حضرت زید بن ثابت قرآن اس

وقت تک نہیں لکھتے تھے جب تک دولوگ اس کے قرآن ہونے کی گواہی نہ دیں لیکن سورۃ براۃ کی آخری آیات صرف اکیلے حضرت خزیمہ کے کہنے پر قرآن میں لکھدی گئیں کیونکہ ان اکیلے کی گواہی دو "۲" کے برابر فرمادی تھی۔ اور آیت رجم اس لئے نہیں لکھی گئی کہ وہ اکیلے حضرت عمر کے پاس تھی اور ان کے ساتھ کوئی دوسرا اس کے قرآن ہونے کا گواہ نہ تھا۔

مرقاۃ السعود شرح ابوداؤد

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَائَهُ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَکْتُ قَالَ مَالَکَ قَالَ وَقَعْتُ عَلیٰ اِمْرَاتِیْ وَاَنَاصَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْناً قَالَ لَا قَالَ فَمَکَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَبِیْنَا نَحْنُ عَلیٰ ذٰلِکَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِیْهَا تَمْرٌ قَالَ اَیْنَ السَّائِلُ فَقَالَ اَنَا قَالَ خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ الرَّجُلُ أَعَلیٰ اَفْقَرَ مِنِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَا بَیْنَ لَا بَتَیْهَا یُرِیْدُ الْحَرَّتَیْنِ اَهْلُ بَیْتٍ اَفْقَرَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ فَضَحِکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی بَدَتْ اَنْیَابُهُ ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْهُ اَهْلَکَ .

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضور کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ میں تباہ ہو گیا حضور نے ارشاد فرمایا کیا بات ہے کہنے لگا میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی حضور نے ارشاد فرمایا کیا تو ایک غلام آزاد کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس نے کہا نہیں فرمایا کیا تو دو مہینے کے

روزے رکھ سکتا ہے کہنے لگا یہ بھی میرے بس کی بات نہیں ۔حضور نے فرمایا تو ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلا سکتا ہے بولا یہ بھی میرے بس سے باہر ہے راوی کہتے ہیں پھر کچھ دیر حضور ٹھہرے کہ ایک صاحب نے حضور کی خدمت میں بطور ہدیہ ایک ٹوکرہ کھجوریں پیش کیں آپ نے قبول فرمائیں اور فرمایا مسئلہ پوچھنے والا کہاں ہے اس نے کہا میں ہوں فرمایا یہ لے جا اور خیرات کر دے وہ کہنے لگا یارسول کیا اپنے سے زیادہ ضرورت مند کو دیدوں ؟ قسم خدائے تعالیٰ کی مدینہ شریف میں میرے گھرانے سے زیادہ محتاج وضرورت مند کوئی گھرانا نہیں ہے حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں اس کی یہ بات سنکر حضور مسکرائے یہاں تک کہ ہم نے آپ کے مبارک کیلے (نوکیلے دانت) دیکھ لئے ۔حضور نے فرمایا جا اور اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

بخاری جلد ۱ باب اذا جامع فی رمضان ولم یکن لہ شیٔ ص ۲۵۹ مسلم جلد ۱ باب تغلیظ تحریم الجماع فی رمضان ص ۳۵۴ مشکوٰۃ باب تنزہ الصوم ص ۱۷۶

اسلام میں قصداً روزہ توڑنے والے کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا یا لگاتار ساٹھ روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار عطا فرمایا ہے کہ آپ نے اس شخص کے لئے سب معاف کر دیا اور ہدیہ ملی ہوئی کھجوریں اسے عطا فرمادیں وہ بھی بانٹنے کے لئے نہیں بلکہ کھانے اور گھر والوں کو کھلانے کے لئے ۔

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ ضَحّٰی خَالٌ لِیْ یُقَالُ لَہٗ اَبُوْ بُرْدَۃَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمِ شَاتُکَ شَاۃُ لَحْمٍ فَقَالَ اِنَّ عِنْدِیْ دَاجِنًا جِذْعَۃً مِنَ الْمَعْزِ قَالَ اِذْبَحْھَا وَلَا تَصْلُحُ لِغَیْرِکَ.

حضرت براء فرماتے ہیں کہ میرے ایک ماموں جن کا نام ابو بردہ تھا انہوں نے عید کی نماز سے پہلے قربانی کر دی تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا تمہاری وہ بکری تو گوشت ہوگئی (یعنی قربانی کا ثواب نہیں ملے گا) تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے پاس ایک پالا ہوا ۶ ماہ کا بکری کا بچہ ہے اس کی قربانی کردوں حضور نے ارشاد فرمایا اس کی قربانی کردو لیکن یہ اجازت صرف تمہارے لئے ہے تمہارے علاوہ کسی اور کے لئے ۶ ماہ کا بکری کا بچہ کافی نہیں ہے۔

بخاری جلد ۲ باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی بردۃ ضح بالجذع من المعز وان لایجزی عن احد بعدک ص ۸۳۲

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے خداداد اختیار سے جناب ابو بردہ کے لئے صرف ۶ ماہ کے بکری کے بچے کی قربانی جائز فرما دی لہٰذا ماننا پڑے گا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مختار بنا کر بھیجا ہے مجبور نہیں۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ فِیْ اَشْعَارِهٖ قَالَ

اَرَانَا الْهُدٰی بَعْدَ الْعَمٰی فَقُلُوْبُنَا

بِهٖ مُوْقِنَاتٌ اَنَّ مَا قَالَ وَاقِعٌ.

حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اپنے ایک شعر میں فرمایا۔

ہم گمراہ تھے تو انہوں نے ہمیں راستہ دکھایا اور ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو فرما دیں وہ ہونا ہی ہے۔

بخاری جلد ۲ کتاب الآداب باب مایجوز من الشعر ص ۹۰۹

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مُخْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ اَنَّ بَنِیْ هَاشِمِ بْنِ الْمُغِیْرَةِ اِسْتَاذَنُوْنِیْ فِیْ اَنْ یَنْکِحُوْا اِبْنَتَهُمْ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فَلَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ اِلَّا اَنْ یُرِیْدَ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَنْ یُطَلِّقَ اِبْنَتِیْ وَیَنْکِحَ ابْنَتَهُمْ فَاِنَّمَا هِیَ بِضْعَةٌ مِنِّیْ یُرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَهَا وَیُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاهَا هٰکَذَا.

حضرت مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منبر پر کھڑے ہو کر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت چاہی کہ وہ اپنی لڑکی حضرت علی کے نکاح میں دیں تو میں ان کو اجازت نہیں دیتا پھر اجازت نہیں دیتا پھر اجازت نہیں دیتا سوائے اس کے کہ علی میری بیٹی فاطمہ کو طلاق دیدیں تب ان کی لڑکی سے نکاح کریں فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جو بات فاطمہ کو ناگوار ہے وہ مجھے ناگوار ہے اور جس بات سے فاطمہ کو تکلیف ہوتی اس سے مجھ کو تکلیف ہوتی ہے۔

بخاری جلد ۲ باب ذب الرَّجلِ عن اِبْنَتِہٖ فی الغیرۃ

والانصاف ص ۷۸ / مسلم جلد ۲ باب فضائل فاطمہ

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اسلام میں مرد کے لئے چار تک بیویاں رکھنا جائز ہے مگر حضرت علی کے لئے حضور نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں دوسرے نکاح کی اجازت نہ دی اور یہ ان کے لئے حرام فرما دیا تھا۔

علم غیب نبوی کا روشن ثبوت

غیب جاننے یعنی علم غیب کا سیدھا معنی ومطلب دور کی گذری ہوئی اور آئندہ کی اور ڈھکی چھپی باتوں کو جاننا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہر دور کی گذری ہوئی اور آئندہ کی اور ہر ڈھکی چھپی بات کو جانتے ہیں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیب دانی پر ہر دور میں اجماع امت رہا ہے اس کے ثبوت میں احادیث پڑھئے۔

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطّابِ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَاماً فَاَخْبَرَ نَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَا زِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز ہمارے درمیان کھڑے ہوئے تو آپ نے مخلوق کی پیدائش کا ابتداء سے ذکر فرمانا شروع کیا یہاں تک کہ جنتی اپنے مقام پر پہونچ گئے اور دوزخی اپنے مقام پر پس اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا اسے جو بھول گیا۔

بخاری شریف جلد ا رمطبع اصح المطابع ص ۴۵۳ باب بدء الخلق

حاشیئے میں ہے:

قَالَ الطَّيِّبِى دَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّهٗ أَخْبَرَ عَنْ جَمِيْعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوْقَاتِ

یعنی امام طیبی نے فرمایا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ساری مخلوق کے سارے حالات حضور نے صحابہ کو بتادیئے۔

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ اَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا اُمُوْراً عِظَاماً ثُمَّ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّسْئَلَ شَيْئاً فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ لَا تَسْئَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ بِهٖ مَا دُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا قَالَ اَنَسٌ فَاَكْثَرَ النَّاسُ بِالْبُكَاءِ وَاَكْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَقُوْلَ سَلُوْنِيْ قَالَ اَنَسٌ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ اَيْنَ مَدْخَلِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلنَّارُ فَقَامَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ اَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰه قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةَ قَالَ ثُمَّ اَكْثَرَ اَنْ يَقُوْلَ سَلُوْنِيْ سَلُوْنِيْ قَالَ فَبَرَكَ عُمَرُ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْناً وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلٰى وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ اٰنِفاً فِيْ عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ وَاَنَا اُصَلِّيْ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورج ڈھل جانے کے بعد باہر تشریف لائے پھر ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی جب سلام پھیر دیا تو آپ ممبر پر جلوہ افروز ہوئے اور قیامت کا ذکر فرمایا اور ان بڑے بڑے امور کا جو اس سے پہلے ہیں پھر فرمایا کہ اگر کوئی مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھنا چاہے تو پوچھ لے خدا کی قسم تم مجھ سے جو کچھ پوچھو گے میں بتا دوں گا جب تک میں اس جگہ ہوں حضرت انس کا بیان ہے کہ لوگ زار و قطار رونے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار فرماتے رہے کہ مجھ سے جو چاہو پوچھ لو، حضرت انس کا بیان ہے کہا کہ ایک صاحب نے کھڑے ہو کر پوچھا یا رسول میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا فرمایا دوزخ میں پھر حضرت عبداللہ ابن حذافہ کھڑے ہوئے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تمہارا باپ حذافہ ہے راوی کا بیان ہے کہ پھر آپ بار بار فرماتے رہے کہ مجھ سے پوچھو مجھ سے پوچھو چنانچہ حضرت عمر گھٹنوں کے بل کھڑے ہوکر کہنے لگے۔

ہم اللہ کے رب ہونے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہیں جب حضرت عمر نے یہ گذارش کی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاموش ہو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ابھی ابھی اس دیوار کے سامنے مجھ پر جنت اور دوزخ پیش کی گئیں جب کہ میں نماز پڑھ رہا تھا تو آج کی طرح میں نے خیر اور شر نہیں دیکھا۔

بخاری جلد ۲ کتاب الاعتصام والسنۃ (صفہ ٦٦ جلد ۳ مترجم)

ص ۱۰۸۳ / مسلم جلد ۲ صفحہ ۲٦۳

کسی کے باپ کے بارے میں صحیح بات بتانا اور کسی کا ٹھکانہ دوزخ بتانا یہ اسی کے بس کی بات ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم عطا فرمایا ہو۔

حاشیہ صحیح مسلم امام نووی میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن حذافہ کے باپ کے بارے میں لوگ شک اور طعنہ زنی کرتے تھے حذافہ کے علاوہ کسی اور کو ان کا باپ کہہ دیا کرتے تھے اس لئے انھوں نے صفائی کے لئے حضور سے یہ غیب کی بات پوچھ لی۔ اور صحیح مسلم میں جہاں یہ حدیث ہے اس کے آگے اتنا اور ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن حذافہ کی ماں کو یہ پتہ چلا تو انھوں نے انھیں ڈانٹا اور فرمایا کہ تجھ سے زیادہ نالائق کوئی بیٹا نہیں تجھے کیا پتہ کہ زمانہ جاہلیت کی عورتوں کا کیا حال تھا اگر میں نے کوئی غلط قدم اٹھایا ہوتا تو آج میں رسوا ہو جاتی۔ یعنی حضور غیب کی یہ بات ظاہر فرما دیتے اس پر حضرت عبداللہ ابن حذافہ نے اپنی والدہ سے کہا کہ اگر حضور مجھ کو کسی حبشی غلام کا بیٹا

بتادیتے تو میں یقین کر لیتا۔ سبحان اللہ دیکھا آپ نے صحابہ کو حضور کے علم غیب پر کیسا پختہ عقیدہ تھا۔

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ الْغِفَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّی اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ أَطَّتِ السَّمَاءُ وَحَقٌّ لَھَا اَنْ تَأَطَّ .

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے ابھی آسمان چرچرایا اور اس کو چرچرانا ہی چاہیئے۔

- ترمذی جلد۲ ص۵۵ باب لاتعلمون مااعلم

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ صَلّٰی لَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً ثُمَّ رَقِیَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ فِیْ الصَّلٰوۃِ وَفِیْ الرُّکُوْعِ اِنِّی لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ کَمَا اَرَاکُمْ۔

حضرت انس ابن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو ایک نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر نماز اور رکوع کا بیان کیا اور فرمایا کہ میں تم کو پیچھے سے بھی ایسے دیکھتا ہوں جیسے آگے سے۔

بخاری جلد ا باب عظۃ الامام ص ۵۹

شرح بخاری عینی میں ہے:

مَا کَانَتْ مُخْتَصَّۃً بِحَالِہِ الصَّلٰوۃُ اَنَّہٗ کَانَ فِیْ جَمِیْعِ اَحْوَالِہٖ .

یعنی یہ صرف نماز کے ساتھ خاص نہیں بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ جس طرح آگے دیکھتے ویسے ہی پیچھے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعٰی النَّجَّاشِیْ فِیْ الْیَوْمِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی موت کی خبر اسی دن دے دی جس دن ان کا انتقال ہوا۔

صحیح بخاری شریف باب الرجل ینعی الی اھل المیت۔ ص ١٦٦

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقِیْمُوا صُفُوْفَکُمْ فَاِنِّی لاَ رَاکُمْ خَلْفَ ظَهْرِیْ۔

حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی صفوں کو درست رکھو میں تم کو پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

بخاری جلد ا رباب تسویۃ الصفوف ص ١٠٠

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ الرَّایَةَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ هَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِیْبَ وَاَنَّ عَیْنَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَتَذْرِ فَانِ ثُمَّ اَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ مِنْ غَیْرِ اِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهُ۔

(جس وقت ملک شام کے مقام موتہ میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان جنگ جاری تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ پاک میں اپنے جانثاروں میں فرمارہے تھے۔)

زید نے علم اٹھایا تو وہ شہید ہو گئے پھر جعفر ابن ابی طالب نے علم اٹھایا تو وہ شہید ہو گئے پھر جنگ کا جھنڈا عبداللہ ابن رواحہ نے اٹھالیا تو وہ بھی شہید ہو گئے جنگ

کا منظر بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمہائے مبارک سے آنسو جاری ہو گئے تھے پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب بغیر سردار بنائے خالد بن ولید نے جھنڈا لے لیا تو اب مسلمانوں کو فتح نصیب ہو گئی ہے۔

بخاری شریف جلد ا باب الرجل ینعی الی اھل المیت ص ۱۶۷

یہ موتہ کا مقام مدینہ طیبہ سے ہزاروں میل کی مسافت پر ہے اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں ہونے والی جنگ کو مدینہ طیبہ میں رہ کر ملاحظہ فرما رہے ہیں اور اپنے اصحاب کو جنگ کے حالات بھی بتا رہے ہیں اور جانثاروں کی شہادت پر آنسو بھی بہا رہے ہیں۔

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ حَمِدَ اللّٰہَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَیْءٍ کُنْتُ لَمْ اَرَہُ اِلَّا قَدْ رَأَیْتُہٗ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا حَتّٰی الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ.

حضرت اسماء بنت ابی بکر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا جو چیز مجھ کو اب تک نہیں دکھائی گئی تھی اس کو اس جگہ دیکھ لیا یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی میں نے ملاحظہ فرما لیا ہے۔

بخاری شریف جلد ا، باب من لم یتوضأ الا من الغشی المثقل

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ اِبْنِ عُمَرٍ وقَالَ صَلّٰی لَنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ فِیْ آخِرِ حَیَاتِہٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اَرَئَیْتُکُمْ لَیْلَتَکُمْ ھٰذِہٖ فَاِنَّ رَأْسَ مِائَۃِ سَنَۃٍ مِّنْہَا لَا یَبْقٰی مِمَّنْ ھُوَ عَلٰی ظَھْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ .

حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا تم نے اس رات کو دیکھا؟ آج سے سو برس کے اخیر تک

کوئی شخص جوزمین پر ہے زندہ نہ رہے گا۔

بخاری شریف جلد ا باب السمر بالعلم ص ۲۲

چنانچہ ایسا ہی ہوا سب سے اخیر صحابی ابوالطفیل عامر بن واثلہ نے ۱۱۰ھ میں وصال فرمایا۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلّٰی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ لِلنَّبِیِّ صَلّٰی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّنَا اَسْرَعُ بِکَ لُحُوْقاً قَالَ اَطْوَلُکُنَّ یَداً فَاَخَذُوْا قَصْبَةً یَذْرَعُوْنَهَا فَکَانَتْ سَوْدَةُ اَطْوَلَهُنَّ یَداً فَعَلِمْنَا بَعْدُ اِنَّمَا کَانَتْ طُوْلُ یَدِهَا الصَّدَقَةُ وَکَانَتْ اَسْرَعَنَا لُحُوقاً بِهٖ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کی بعض بیویوں نے ایک مرتبہ سوال کیا کہ آپ کے بعد ہم میں سب سے پہلے آپ کے پاس کون آئیگی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں جس کا ہاتھ زیادہ لمبا ہوگا پاک بیویوں نے چھڑی ہاتھ میں لیکر ہاتھ ناپنا شروع کردیئے تو حضرت سودہ کا ہاتھ لمبا نکلا پھر بعد میں ہم کو معلوم ہوا کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد صدقہ یعنی سخاوت ہے چنانچہ وہ سب سے پہلے حضور سے ملیں اور انہیں خیرات کرنا بہت پسند تھا۔

بخاری جلد ۱ ص ۱۹۱ ابواب الزکوۃ والصدقہ

اس حدیث کو پڑھنے سے چند باتیں کھل کر سامنے آجاتیں ہیں.

(۱) اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں آپ کی پاک بیویوں کا عقیدہ تھا کہ حضور کو معلوم ہے کہ کس کی موت کب آئیگی؟

اس کے لئے انہوں نے حضور سے دریافت فرمایا کہ آپ کے بعد ہم میں

آپ سے پہلے کون ملے گی.

(۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جواب مرحمت فرما دینا کہ تم میں سے لمبے ہاتھ والی ملے گی اس بات سے نشان دہی ہے کہ حضور نے ان کے اس عقیدے کی تائید کردی۔

(۳) لمبے ہاتھ سے حضور کی مراد صدقہ خیرات کرنا تھا اور پاک بیویوں نے بانس سے ناپنا شروع کردیا. گویا حدیث کا مفہوم سمجھنے میں ان سے بھی چوک ہوئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کے مفہوم کو سمجھنا مشکل کام ہے. ہر شخص کو حدیث دانی کا دعویٰ نہیں کرنا چاہیے. بلکہ علماء راسخین کی اتباع اور کسی امام کی تقلید کرکے مقلد ہونا چاہیئے۔

(۴) صدقہ خیرات کرنے والے حضور سے زیادہ قریب ہیں

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ زَوىٰ لِيَ الاَرْضَ حَتّٰى رَئَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاَعْطَانِى الكَنْزَيْنِ الاَحْمَرَ وَالاَبْيَضَ.

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ساری روئے زمین کو اکٹھا فرمادیا تو میں نے زمین کے سارے پورب پچھم دیکھ لئے اور مجھ کو دو خزانے عطا فرمائے گئے ایک سرخ اور ایک سفید۔

(مسلم جلد۲ص ۳۹۰ کتاب الفتن واشراط البدعۃ)

حَدَّثَنِىْ اَبُوْ زَيْدٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى الظُّهْرِ فَنَزَلَ فَصَلّٰى الظُّهْرَ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ

صَعِدَ الْمِنبَرَ فَخَطَبنَا حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمسُ فَاَخبَرَنَا لِمَا هُوَ كَانَ وَلِمَا هُوَ كَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحفَظُنَا.

حضرت ابوزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے اور بیان فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہوگیا تو آپ نے منبر سے اتر کر ظہر کی نماز پڑھی اور پھر منبر پر رونق افروز ہوگئے اور بیان فرمایا یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا پھر آپ نے منبر سے اتر کر عصر کی نماز پڑھی اور پھر بیان فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا تو آپ نے جو کچھ ہوا اور جو ہونے والا ہے سب کچھ بتا دیا تو ہم میں جس نے زیادہ یاد رکھا وہ زیادہ بڑا عالم ہے۔ مسلم شریف ص ۳۹۰ کتاب الفتن

اس حدیث سے خوب اچھی طرح یہ بات روشن ہوگئی اللہ تعالیٰ نے حضور صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روز آفرینش سے قیامت تک ہونے والے تمام امور سے آگاہ فرمادیا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ فِیْ حَدِیْثِ غَزْوَةِ بَدْرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَیَضَعُ یَدَهٗ عَلَی الْاَرْضِ هٰهُنَا وَهٰهُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

جنگ بدر کی حدیث میں حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میدان جنگ میں جنگ سے پہلے زمین پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یہ فلاں کافر کے مر کر گرنے کی جگہ ہے اور یہ فلاں کے راوی کہتے ہیں کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاں ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا وہیں پر وہ مارا گیا۔

مسلم شریف جلد۲ باب غزوۃ بدر ص ۱۰۲

اس حدیث کو پڑھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو کس قدر علم عطا فرمایا ہے کہ ابھی جنگ نہیں ہوئی ہے اور آپ نے ایک ایک کافر کے مارے جانے کی جگہ کی نشاندہی فرما دی گویا آپ یہ بھی جانتے تھے کہ کون کون مارا جائے گا اور یہ بھی جانتے تھے کہ کہاں مارا جائے گا۔

عَنْ سَلْمَةَ ابْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ کَانَ عَلِیٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ خَیْبَرَ فَکَانَ بِہٖ رَمَدٌ فَقَالَ اَنَا اَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِیٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا کَانَ مَسَاءَ اللَّیْلَۃِ الَّتِیْ فَتَحَھَا اللّٰہُ فِیْ صَبَاحِھَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ اَوْ لَیَأْخُذَنَّ الرَّایَۃَ غَداً رَجُلاً یُحِبَّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَوْ قَالَ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلَیْہِ فَاِذَا نَحْنُ بِعَلِیٍّ وَمَا نَرْجُوْہُ فَقَالُوْا ھٰذَا عَلِیٌّ فَاَعْطَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَفَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ.

حضرت سلمہ بن اکوع سے مروی ہے کہ جنگ خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ لشکر میں آنکھ دکھ جانے کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور کے ساتھ لشکر میں شامل ہونے سے رہ گیا پھر آپ نکلے یہاں تک کہ حضور کے ساتھ فوج میں شامل ہو گئے راوی کہتے ہیں کہ ادھر لشکر میں جس صبح کو خیبر فتح ہونا تھا اس سے پہلے شام کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں فرمایا کہ کل میں یہ جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا اللہ و رسول جس کو دوست رکھتے ہیں یا جو اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر جنگ میں فتح نصیب فرمائے گا فرماتے ہیں کہ اچانک ہماری ملاقات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی حالانکہ ہمیں ان کے

آنے کی کوئی امید نہ تھی پھر رسول اللہ نے جھنڈا انھیں عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں پر فتح نصیب فرمائی۔

بخاری شریف باب مناقب علی ص ۵۲۵ جلد ا

اسی سے متصل اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے۔

فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَبَرِأَ حَتّٰى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ .

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا دیا تو وہ ٹھیک ہوگئیں گویا کہ ان میں تکلیف تھی ہی نہیں۔

مذکورہ حدیث کو بھی جب کوئی ایمان کی آنکھوں سے پڑھے گا تو چند امور سمجھنے میں اسے دیر نہیں لگے گی۔

(۱) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعطائے الٰہی جانتے تھے کہ سویرے کو قلعۂ خیبر فتح ہو جائے گا۔

(۲) یہ بھی جانتے تھے کہ علی جو کہ لشکر میں شامل ہونے سے رہ گئے ہیں وہ آئیں گے اور یہ فتح انھیں کے ہاتھ پر ہوگی۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعاب دہن میں اللہ نے وہ تاثیر رکھی ہے کہ اس سے بیماروں کو شفا ہو جاتی ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِيَّاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئاً فِيْ مَقَامِكَ ثُمَّ رَئَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ اِنِّيْ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا .

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن ہوا تو آپ نے سورج گرہن کی نماز پڑھی بعد نماز صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ کوئی چیز پکڑی پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے آپ نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا ہے اس کا ایک خوشہ توڑنا چاہا اگر میں اس کو توڑ لیتا تو جب تک دنیا باقی ہے تب تک تم کھاتے رہتے۔

بخاری جلد ا ص ۱۰۳ / باب رفع البصر الی الامام فی الصلوٰۃ

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا ہی میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنت جیسی غیب کی چیزیں دیکھ لیتے ہیں اور اس کی نعمتیں دنیا میں لانے اور لوگوں کو کھلانے کا اختیار رکھتے ہیں۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُ هُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ فَغَرَزَ فِيْ كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا .

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گذرے تو آپ نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے لیکن کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ان میں سے ایک تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلخور تھا پھر آپ نے تر شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک قبر پر رکھ دیئے لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا! جب تک سوکھیں گی نہیں شاید عذاب میں آسانی ہو۔

بخاری شریف باب ماجاء فی غسل البول ص ۳۵

اس حدیث سے بخوبی یہ امور واضح ہو گئے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ اقدس کے لئے قبر کے اوپر مٹی وغیرہ آڑ نہیں ہوتی اور قبر کے اندر کا منظر اوپر سے ہی ملاحظہ فرما لے تے ہیں۔

(۲) قبر میں دفن ہوئے لوگوں کی زندگی کے حالات بھی آپ کے پیش نظر رہتے ہیں کہ کس نے کیا کیا اور کس وجہ سے اس پر عذاب ہو رہا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ ذِئْبٌ اِلٰی رَاعِیْ غَنَمٍ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِیْ حَتّٰی اِنْتَزَعَهُ مِنْهُ قَالَ فَصَعِدَ الذِئْبُ عَلٰی تَلٍّ فَاَقْعٰی اِسْتَثْفَرَ وَقَالَ قَدْ عَمِدتُّ اِلٰی رِزْقٍ رَزَقَنِیْهِ اللّٰهُ اَخَذْتَهُ ثُمَّ انْتَزَعْتَهُ مِنِّیْ فَقَالَ اَلرَّجُلُ اِنْ رَأَیْتُ کَالْیَوْمِ ذِئْبٌ یَتَکَلَّمُ فَقَالَ الذِّئْبُ اَعْجَبُ مِنْ هٰذَا رَجُلٌ فِیْ النَّخْلاتِ بَیْنَ الْحَرَّتَیْنِ یُخْبِرُ کُمْ بِمَا مَضٰی وَمَا هُوَ کَائِنٌ بَعْدَکُمْ قَالَ فَکَانَ الرَّجُلُ یَهُوْدِیًّا فَجَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ وَاَسْلَمَ فَصَدَّقَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیے نے بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری پکڑی تو چرواہے نے بھیڑیے کا پیچھا کر کے اس سے وہ بکری چھین لی پھر بھیڑیا ایک ٹیلے پر دم دبا کر سرین کے بل بیٹھ کر کہنے لگا کہ اللہ کے دیئے ہوئے رزق کا میں نے قصد کیا اور تو نے مجھ سے چھین لیا تو چرواہا کہنے لگا قسم خدائے تعالیٰ کی میں نے آج سے قبل کبھی بھیڑیے کو بات کرتے نہیں دیکھا تو بھیڑیا بولا اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ دو سیاہ پتھر والی زمینوں کے درمیان کھجوروں کے جھرمٹ (مدینہ طیبہ) میں ایک ایسا انسان ہے جو گذری ہوئی اور آئندہ ہونے والی ساری باتوں کو بتاتا ہے حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ وہ شخص یہودی تھا پھر رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ سنایا اور مسلمان

ہو گیا اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی۔

مشکوۃ باب المعجزات ص ۵۴۱

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چرواہے کے واقعے کو صحیح فرمایا کہ بیشک ہم گذری اور آئندہ کی خبر دیتے ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَلَمَّا کَانَ قُرْبَ الْمَدِیْنَۃِ ھَاجَتْ رِیْحٌ تَکَادُ اَنْ تُدْفِنَ الرَّاکِبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُعِثَتْ ھٰذِہِ الرِّیْحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ فَقَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ فَاِذَا عَظِیْمٌ مِنَ الْمُنَافِقِیْنَ قَدْمَاتَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لائے جب آپ مدینہ سے قریب ہوئے تو ایک ہوا چلی ایسا لگتا تھا کہ وہ ہوا سواروں کو دفن کر دے گی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک منافق کی موت پر بھیجی گئی ہے راوی کہتے ہیں کہ جب مدینہ آیا تو واقعی منافقین کا سردار مر گیا تھا۔

مشکوۃ باب المعجزات ص ۵۳۶

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے راستے ہی میں اپنے اصحاب کو یہ بتادیا کہ مدینہ میں ایک منافق مر گیا ہے۔

شارحین حدیث نے فرمایا کہ یہ سفر غزوہ تبوک سے واپسی کا تھا اور وہ منافق رفاعہ بن درید تھا۔

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ فَلَمَّا اَتَیْنَا تَبُوْکَ قَالَ اَمَّا اَنَّھَا سَتَھُبُّ الْلَیْلَۃَ رِیْحٌ شَدِیْدَۃٌ وَلَا یَقُوْمَنَّ اَحَدٌ وَمَنْ کَانَ مَعَہٗ بَعِیْرٌ فَلْیَعْقِلْہُ فَعَقَلْنَا ھَا وَھَبَّتْ رِیْحٌ شَدِیْدَۃٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَاَلْقَتْہُ بِجَبَلِیْ طَی .

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم تبوک پہونچے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آج رات کو بہت زور کی آندھی آئیگی خبردار کوئی شخص کھڑا نہ ہو اور جس کے پاس اونٹ ہو وہ اپنے اونٹ کو باندھ دے راوی کہتے ہیں واقعی رات کو بڑے زور کی آندھی آئی ایک شخص کھڑا ہو گیا تو اس کو آندھی نے طے کے پہاڑوں میں لے جا کر پھینکا۔

بخاری باب خرص التمر ص ۲۰۰ جلد ا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَيْشاً وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلاً يُدْعىٰ بِسَارِيَةَ فَبَيْنَمَا عُمَرُ يَخْطُبُ فَجَعَلَ يَصِيْحُ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِنَ الْجَيْشِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَقِيْنَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُوْنَا فَاِذَا بِصَائِحٍ يَصِيْحُ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ فَاَسْنَدْنَا ظُهُوْرَنَا اِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ .

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد کے لئے ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر ساریہ نام کے ایک صاحب کو بنایا تو جس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی شریف میں خطبہ دے رہے تھے تو زور سے فرمایا اے ساریہ پہاڑ، پھر لشکر سے ایک قاصد آیا اور اس نے عرض کیا اے امیر المؤمنین ہم جنگ کر رہے تھے اور دشمن نے ہم کو شکست دیدی تھی کہ ہم نے سنا کوئی بلند آواز سے کہہ رہا ہے اے ساریہ پہاڑ پھر ہم نے پہاڑ کو اپنے پیچھے لیکر جنگ کی یہاں تک کہ دشمن کو شکست دیدی۔

مشکوٰۃ باب الکرامات ص ۵۴۶

یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے اندر خطبہ دیتے ہوئے ہزاروں میل پر واقع نہاوند میں میدان جنگ کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ وَکَّلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وسلَّمَ بِحِفْظِ زَکٰوةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِیْ آتٍ فَجَعَلَ یَحْثُوْا مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ وَقُلْتُ لَاَ رْفَعَنَّکَ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَعَلَیَّ عِیالٌ وَلِیْ حَاجَةٌ شَدِیْدَةٌ قَالَ فَخَلَّیْتُ عَنْهُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ شَکَاحَاجَةً شَدِیْدَةً وَعِیَالاً فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهٗ قَالَ اَمَّااَنَّهٗ قَدْ کَذَبَکَ وَسَیَعُوْدُفَعَلِمْتُ اَنَّهٗ سَیَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنّه سَیَعُوْدُ فَرَصَدْتُهٗ فَجَاءَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّکَ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِیْ فَاِنِّی مُحْتَاجٌ وَعَلَیَّ عِیَالٌ لَا اَعُوْدُ فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهٗ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَبَاهُرَیرَةَ مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَکَاحَاجَةً شَدِیْدَةً وعِیَالاً فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهٗ قَالَ اَمَّا اَنَّهٗ قَدْ کَذَبَکَ وَسَیَعُوْدُ فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ سَیَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ سَیَعُوْدُ فَرَصَدْتُهٗ فَجَاءَ یَحْثُوْمِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ لَاَ رْفَعَنَّکَ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا اٰخِرُ ثَلٰثِ مرَّاتٍ اِنَّکَ تَزْعَمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ قَالَ دَعْنِیْ اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُکَ اللّٰهُ بِهَا اِذَا اَوَیْتَ اِلیٰ فِرَاشِکَ فَاقْرَأْ اٰیَةَ الْکُرْسِیَّ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّاهُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ حَتّٰی تَخْتِمَ الْاٰیَةَ فَاِنَّکَ لَنْ یَّزَالَ عَلَیْکَ مِنَ اللّٰهِ حِفْظٌ وَلَا یَقْرُبُکَ شَیْطَانٌ حَتّٰی تُصْبِحَ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهٗ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ قُلْتُ زَعَمَ اَنَّهٗ یُعَلِّمُنِیْ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُنِیَ اللّٰهُ بِهَا قَالَ اَمَّااَنَّهٗ

صَدَقَکَ وَهُوَ کَذُوْبٌ وَتَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلٰثِ لَيَالٍ قُلْتُ لَا قَالَ ذٰلِکَ شَيْطَانٌ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رمضان کے فطرہ کی حفاظت پر مقرر فرمایا تو ایک شخص آیا اور غلے کا لپ بھر نے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں گا وہ بولا میں محتاج ہوں میرے بال بچے ہیں اور مجھ کو سخت حاجت ہے فرماتے ہیں میں نے اس کو چھوڑ دیا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابو ہریرہ تمہارے قیدی کا کیا ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس نے سخت محتاجی اور بال بچوں کا عذر کیا مجھے اس پر رحم آ گیا اسے رہا کر دیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ آگاہ رہو وہ تم سے جھوٹ بول گیا ہے اور وہ پھر آئے گا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمانے سے کہ وہ پھر آئیگا یقین ہو گیا کہ وہ ضرور آئے گا۔ میں گھات میں رہا وہ آیا اور غلے کے لپ بھرنے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ اب تو تجھ کو حضور کی خدمت میں ضرور لے چلوں گا وہ بولا مجھ کو چھوڑ دیجئے میں محتاج ہو اور مجھ پر بال بچوں کا بہت بوجھ ہے اب نہ آؤں گا مجھے رحم آ گیا میں نے اس کو رہا کر دیا جب صبح ہوئی تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابو ہریرہ تمہارے قیدی کا کیا ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس نے سخت محتاجی اور بال بچوں کا عذر کیا مجھ کو رحم آ گیا میں نے اس کو رہا کر دیا۔ فرمایا کہ آگاہ رہو وہ تم سے جھوٹ بول گیا۔ اور وہ پھر آئے گا مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمانے سے کہ وہ پھر آئے گا یقین ہو گیا کہ وہ ضرور آئے گا۔ میں گھات میں رہا اور وہ آیا اور غلے کا لپ کا بھرنے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا تو کہا اب تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ضرور لے جاؤں گا یہ

آخری تیسری بار ہے تو کہہ جاتا ہے کہ نہ آؤں گا پھر آجاتا ہے وہ کہنے لگا مجھ کو چھوڑ دیجئے میں آپ کو کچھ ایسے کلمات سکھائے دیتا ہوں کہ اللہ ان کی برکت سے آپ کو نفع دے گا جب آپ بستر پر جائیں تو آیۃ الکرسی اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔ آخری آیت تک پڑھ لیں تو آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ ونگہبان رہے گا اور صبح تک شیطان آپ کے قریب نہ آئے گا ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ اس نے یہ کہا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا جب صبح ہوئی تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اب تمہارے قیدی کا کیا ہوا میں نے عرض کی اس نے کہا کہ وہ مجھ کو ایسے کلمات سکھائے گا جس سے اللہ مجھ کو نفع دے حضور نے ارشاد فرمایا وہ بہت جھوٹا ہے مگر تم سے سچ بول گیا پھر حضور نے ارشاد فرمایا اے ابو ہریرہ کیا تم جانتے ہو کہ تم ۳/دن سے کس سے گفتگو کر رہے ہو میں نے عرض کیا نہیں فرمایا یہ شیطان ہے۔

بخاری شریف کتاب الوکالۃ ص ۳۱۰ جلد ا

اس حدیث کو سامنے رکھ کر جو نقوش ذہن میں ابھرے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ کے دیئے ہوئے علم غیب سے جان لیا کہ وہ چور کون ہے اور غریب ہے یا مالدار جھوٹا ہے یا سچا۔

(۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی بتا دیا کہ وہ کل پھر آئے گا گویا کہ آپ اس کے دل کے ارادے سے باخبر ہیں۔

(۳) صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیب کی خبر کی صداقت پر ایسا اعتقاد تھا کہ تاکید کے ساتھ فرماتے ہیں کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر یقین کامل ہو گیا کہ وہ ضرور آئیگا۔

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَائِشٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَأَیْتُ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ فَقَالَ فِیْمَا

يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الأَعْلٰى قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ وَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ .

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ بتاؤ بلند رتبہ فرشتوں کی جماعت کس بارے میں جھگڑ رہی ہے میں نے عرض کیا کہ تو ہی خوب جانتا ہے حضور فرماتے ہیں کہ پھر اللہ رب العزت نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا تو میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

مشکوٰۃ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ ص ۶۹ و ص ۷۲

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰى قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنِّيْ لَأَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَوَقْعِ الْمَطَرِ .

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے کے اوپر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں سے فرمایا کہ کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں تو حضور نے فرمایا کہ میں وہ فتنے دیکھ رہا ہو جو تمہارے گھروں کو بارش کی بوندوں کی طرح گھیریں گے۔

بخاری ابواب الفتن جلد ۲ ص ۱۰۴۶ مسلم ص ۳۸۹ ج ۲ باب الفتن واشراط الساعۃ

شارحین حدیث: مثلاً امام نووی وغیرہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں حضرت عثمان غنی اور امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت اور یزید بن معاویہ اور حجاج

بن یوسف نے اپنی امارت وحکومت کے زمانے میں اہل مدینہ پر جو ظلم ڈھائے ان سب واقعات کی طرف اشارہ ہے یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ سب پہلے ہی ملاحظہ فرمالیا تھا اور اپنے اصحاب کو بتا دیا تھا کہ میں مدینے کی بستی میں بارش کی بوند کی طرح فتنوں کا گھیرا دیکھ رہا ہوں۔

عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنبَرِ وَالْحَسَنُ اِلٰى جَنْبِهٖ يَنْظُرُ اِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَاِلَيْهِ مَرَّةً وَيَقُوْلُ اِبْنِىْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور امام حسن آپ کے پہلو میں تھے کبھی آپ لوگوں کی جانب دیکھتے اور کبھی ان کی طرف چنانچہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرادے گا۔

بخاری شریف باب مناقب الحسن والحسین ص ۵۳۰

یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کر کے مسلمانوں کے درمیان جو خانہ جنگی کا خاتمہ فرمادیا اس کی نشاندہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے ہی فرمادی۔

عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِىِّ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطاً وَاَمَرَنِىْ بِحِفْظِ هٰذَا الْحَائِطِ فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَاْذِنُ فَقَالَ اِئْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَاِذَا اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَاْذِنُ فَقَالَ اِئْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَاِذَا عُمَرُ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَاْذِنُ فَسَكَتَ هُنَيْئَةً ثُمَّ قَالَ اِئْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى سَتُصِيْبُهٗ فَاِذَا عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے اور مجھ کو باغ کے دروازے پر دیکھ بھال کا حکم دیا پھر ایک آدمی نے آکر اجازت مانگی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انھیں اندر آنے کی اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دیدو میں نے دیکھا تو وہ حضرت ابوبکر تھے، پھر دوسرے شخص نے اجازت مانگی حضور نے ارشاد فرمایا انھیں اندر آنے کی اجازت دیدو اور جنت کی بشارت بھی دیدو معلوم ہوا وہ حضرت عمر تھے، پھر ایک اور آدمی نے اجازت مانگی تو حضور تھوڑی دیر خاموش رہے اور فرمایا انھیں بھی اجازت دیدو اور جنت کی بشارت دیدو لیکن ایک مصیبت کے ساتھ جو انھیں پہونچے گی، تو معلوم ہوا کہ وہ عثمان ابن عفان ہیں۔

بخاری جلد ایک ص ۵۲۲ مسلم جلد ۲ ص ۲۷۷ باب مناقب عثمان

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باغ میں اندر جلوہ فرما تھے اور دروازے پر آنے والے کو پہچان لیتے تھے اور یہ بھی فرمادیتے تھے کہ وہ ایمان وہدایت پر قائم رہیں گے یعنی جنت میں جائیں گے اور حضرت عثمان کے بارے میں آپ کو یہ بھی علم تھا کہ ان پر ایک مصیبت آئیگی یعنی بلوائی ان کا محاصرہ کر لیں گے اور پھر ان کو بے رحمی کے ساتھ گھر میں شہید کر دیا جائے گا اور جاننے والے جانتے ہیں کہ جیسا آپ نے فرمایا ویسا ہی ہوا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا هَلَکَ کِسْریٰ فَلَا کِسْریٰ بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَکَ قَیْصَرُ فَلَا قَیْصَرَ بَعْدَهٗ والَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَتُنْفِقَنَّ کُنُوْزَهُمَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ.

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کسریٰ (شاہ ایران) ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور

جب قیصر (شام روم) ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیصر و کسریٰ کے خزانے تم اللہ کی راہ میں خرچ کروگے۔

ترمذی جلد ۲ رابواب الفتن ص ۱۴۴

حدیث کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرما دیا تھا کہ روم وایران کی سلطنتیں مسلمانوں کے زیر نگیں ہونگی اور اسلامی فتوحات کا جھنڈا وہاں نصب کر دیا جائے گا اور قیصر و کسریٰ کے خزانے مسلمان راہ خدا میں خرچ کرینگے اب یہ کسی پر پوشیدہ نہیں کہ حضور نے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم غیب سے فرما دیا تھا سب ہو کر رہا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ يَدَيْهِ كِتَابَانِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ قُلْنَا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِلَّذِيْ فِيْ شِمَالِهٖ هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ النَّارِ وَاَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ کے دست مبارک میں دو کتابیں تھیں آپ نے ارشاد فرمایا کیا تم ان دو کتابوں کے بارے میں جانتے ہو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کے بتائے بغیر نہیں جانتے آپ نے داہنے ہاتھ والی کتاب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اللہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے جس میں تمام

جنتیوں کے نام ہیں ان کے آباؤ واجداد اور قبائل کے نام بھی ہیں اور آخر میں ان سب کی میزان ہے ان میں کبھی بھی کمی یا زیادتی نہ ہوگی ، پھر آپ نے بائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ اس میں جہنمیوں کے اور ان کے آباؤ اجداد و خاندانوں کے نام ہیں پھر آخر میں سب کا ٹوٹل کر دیا گیا ہے اب ان میں کمی یا زیادتی نہ ہوگی ،

ترمذی جلد۲ ص ۳۶ باب ماجاء ان اللہ کتب کتابا لاھل الجنۃ واھل النار مشکوۃ ص ۲۱

ناظرین کرام! غور کا مقام ہے کہ جس ذات گرامی کو اللہ رب العزت نے ایسی کتابیں عطا فرمادیں ہوں کہ جن میں سارے جنتی اور جہنمی لوگوں کے نام ان کی ولدیت اور قبیلے کے ذکر کے ساتھ ساتھ مندرج ہوں تو اس کے علم کی کیا شان ہوگی اور آدم علیہ اسلام سے قیامت تک پیدا ہونے والے مسلمانوں اور کافروں میں ایسا کون رہ گیا کہ جس کو آپ نہیں جانتے ہیں؟۔

عَنْ رَجُلٍ مِنَ الاَنْصَارِ قَالَ اِسْتَقْبَلَهُ دَاعِيْ اِمْرَأةٍ فَجَاءَ وَنَحْنُ مَعَهُ فَجِيْئَى بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ يَدَهُ ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ فَاَكَلُوْا فَنَظَرْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْكُ لُقْمَةً ثُمَّ قَالَ اَجِدُ لَحَمَ شَاةٍ اُخِذَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ اَهْلِهَا فَاَرْسَلَتْ الْمَرْاَةُ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّى اَرْسَلْتُ اِلَى النَّقِيْعِ يَشْتَرِىْ لِىْ شَاةً فَلَمْ اَجِدْ فَاَرْسَلْتُ اِلٰى جَارٍ لِىْ قَدْ اِشْتَرٰى شَاةً اَنْ اَرْسَلَ اِلَىَّ بِثَمَنِهَا فَلَمْ يُوْجَدْ فَاَرْسَلْتُ اِلٰى اِمْرَاتِهِ فَاَرْسَلَتْ اِلَىَّ بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْعِمِيْهِ الاَسَارٰى .

انصار میں سے ایک صاحب کا بیان ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کھانے کے لئے بلایا آپ نے منظور فرمایا ہم آپ کے ساتھ تھے کھانا لایا گیا آپ نے کھانے پر اپنا ہاتھ رکھا اور لوگوں نے بھی کھانے پر ہاتھ رکھا اور کھانے

لگے راوی کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے دیکھا کہ حضور کھانے کے لقمے کو منہ میں پھرا رہے ہیں پھر حضور نے ارشاد فرمایا میں ایک ایسی بکری کا گوشت محسوس کر رہا ہوں جو مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے۔ تو اس عورت نے رسول اللہ کے پاس خبر بھیجی کہ یارسول اللہ میں نے بکریوں کے بازار نقیع میں بکری خرید نے بھیجا تھا لیکن وہاں بکری نہیں مل سکی پھر میں اپنے پڑوسی جو ایک بکری خرید کر لایا تھا اس کے گھر بھیجا کہ وہ بکری قیمۃً مجھ کو دیدے لیکن وہ پڑوسی گھر میں نہیں ملا تو میں نے اس کی بیوی کے پاس خبر بھیجی اس نے وہ بکری (شوہر کی اجازت کے بغیر) میرے ہاتھ فروخت کر کے بھیج دی حضور نے حکم دیا کہ یہ بکری کفار قیدیوں کو کھلا دو۔

ابوداؤد جلد۲ کتاب البیوع باب فی اِجْتِنَابِ الشبھات ص۴۷۳

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے خداداد علم غیب سے جان لیا کہ یہ گوشت جس بکری کا ہے وہ مالک کی اجازت کے بغیر ذبح ہوئی ہے اور حضور نے جیسا فرمایا وہی بات نکلی بغیر شوہر کی اجازت کے بیوی نے وہ بکری بیع کر دی تھی کیونکہ خرید نے والی کو فوراً ضرورت تھی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سَمٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمِعُوْا اِلَیَّ مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنَ الْيَهُوْدِ فَجَمَعُوْا لَهٗ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ سَائِلُكُمْ عَنْ شَیْءٍ فَهَلْ اَنْتُمْ صَادِقِیْ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ يَااَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَبُوْكُمْ قَالُوا فُلَانٌ قَالَ كَذِبْتُمْ بَلْ اَبُوْكُمْ فُلَانٌ قَالُوْا صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ قَالَ فَهَلْ اَنْتُمْ صَادِقِیْ عَنْ شَیْءٍ اِنْ سَاَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَاالْقَاسِمِ وَاِنْ كَذَبْنَا كَ عَرَفْتَ كَمَا عَرَفْتَهٗ

فِیْ اَبِیْنَا فَقَالَ لَھُمْ مَنْ اَھْلُ النَّارِ قَالُوْا نَکُوْنُ فِیْھَا یَسِیْراً ثُمَّ تَخْلُفُوْنَنَا فِیْھَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِخْسَئُوْ فِیْھَا وَاللّٰہِ لَا نَخْلُفُکُمْ فِیْھَا اَبَداً ثُمَّ قَالَ ھَلْ اَنْتُمْ صَادِقِیَّ عَنْ شَیْئٍ اِنْ سَاَلْتُکُمْ عَنْہُ فَقَالُوْا نَعَمْ یَا اَبَا الْقَاسِمِ قَالَ ھَلْ جَعَلْتُمْ فِیْ ھٰذِہِ الشَّاۃِ سَمًّا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَمَا حَمَلَکُمْ عَلیٰ ذٰلِکَ قَالُوْا اَرَدْنَا اِنْ کُنْتَ کَاذِباً اَنْ نَسْتَرِیْحَ مِنْکَ وَاِنْ کُنْتَ صَادِقاً لَایَضُرُّکَ.

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو حضور کی خدمت میں زہر ملا ہوا بکری کا گوشت پیش کیا گیا آپ نے ارشاد فرمایا یہاں جو یہودی ہیں ان کو میرے پاس لاؤ تو انہیں جمع کر دیا گیا حضور نے ان سے فرمایا اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو مجھے سچ بتاؤ گے انہوں نے کہا ہاں اے ابو القاسم حضور نے پوچھا تم کس کی اولاد ہو انہوں نے کہا فلاں کی ارشاد فرمایا تم جھوٹ بولے تم فلاں کی اولاد ہو کہا آپ سچ اور اچھا کہتے ہیں پھر حضور نے ان سے فرمایا اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو تم صحیح بتاؤ گے بولے ہاں اور اگر ہم غلط بولیں گے تو آپ (اپنے علم غیب سے) جان جائیں گے جیسے ہمارے باپ کے بارے میں آپ نے جان لیا فرمایا دوزخ میں تم جاؤ گے یا ہم؟ کہنے لگے ہم تھوڑے دن کے لئے جائیں گے پھر ہمارے بعد تم اس میں رہو گے فرمایا تم ہی اسی میں ذلیل ہونے والے ہو اور ہم اس میں تمہاری جگہ کبھی نہیں جائیں گے پھر آپ نے ارشاد فرمایا اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو صحیح بتاؤ گے؟ بولے ہاں، حضور نے ارشاد فرمایا کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا؟ کہنے لگے ہاں ملایا آپ نے فرمایا ایسا تم نے کیوں کیا آپ بولے ہم نے یہ ارادہ کیا کہ اگر آپ جھوٹے نبی ہیں تو ہم کو آپ سے نجات مل جائیگی اور اگر آپ نبوت میں سچے ہیں تو یہ زہر

آپ کو نقصان نہیں پہونچائے گا۔

بخاری جلد ۲ کتاب الطب باب مایذکر فی سم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۸۵۹ مشکوۃ ص ۵۴۳ باب المعجزات

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے اسی لئے آپ نے بکری میں زہر کو جان لیا اور ان لوگوں نے آپ کو امتحان لینے کے لئے اپنے باپ کا نام غلط بتایا تو وہ بھی آپ نے جان لیا اور صحیح نام بتا دیا اور ان یہودیوں کو بھی آپ کی سچائی اور علم غیب پر یقین ہو گیا اسی لئے انہوں نے کہا کہ اگر ہم غلط بولیں گے تو آپ جان جائیں گے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ اِنْطَلَقَ سَعْدُبْنُ مَعَاذٍ مُعْتَمِرًا قَالَ فَنَزَلَ عَلٰى اُمَيَّةَ بْنِ خَلْفٍ اَبِىْ صَفْوَانِ وَكَانَ اُمَيَّةُ اِذَا انْطَلَقَ اِلىٰ الشَّامِ فَمَرَّ بِالْمَدِيْنَةِ نَزَلَ عَلىٰ سَعْدٍ فَقَالَ اُمَيَّةُ لِسَعْدٍ اِنْتَظِرْ حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ وَغَفَلَ النَّاسُ اِنْطَلَقْتُ فَطُفْتُ فَبَيْنَا سَعْدٌ يَطُوْفُ اِذَا اَبُوْجَهْلٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا الَّذِىْ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَقَالَ سَعْدٌ اَنَا سَعْدٌ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ تَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ آمِنًا وَقَدْ اَوَيْتُمْ مُحَمَّدًا وَاَصْحَابَهٗ فَقَالَ نَعَمْ فَتَلَا حَيَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ اُمَيَّةُ لِسَعْدٍ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ عَلىٰ اَبِى الْحِكَمِ فَاِنَّهٗ سَيِّدُ اَهْلِ الْوَادِىْ ثُمَّ قَالَ سَعْدٌ لَاِنْ مَنَعْتَنِىْ اَنْ اَطُوْفَ بِالْبَيْتِ لَاُقَطِّعَنَّ مَتْجَرَكَ بِالشَّامِ قَالَ فَجَعَلَ اُمَيَّةُ يَقُوْلُ لِسَعْدٍ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ فَجَعَلَ يُمْسِكُهٗ فَغَضِبَ سَعْدٌ فَقَالَ دَعْنَا عَنْكَ يَا اُمَيَّةُ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزْعَمُ اَنَّهٗ قَاتِلُكَ قَالَ اِيَّاىَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللّٰهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ اِذَا حَدَّثَ فَرَجَعَ اِلىٰ اِمْرَاَتِهٖ فَقَالَ اَمَا تَعْلَمِيْنَ مَا قَالَ اَخِىْ الْيَثْرَبِىُّ قَالَتْ وَمَا قَالَ قَالَ زَعَمَ اَنَّهٗ سَمِعَ مُحَمَّدًا يَزْعَمُ اَنَّهٗ قَاتِلِىْ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ قَالَ فَلَمَّا خَرَجُوْا اِلىٰ بَدْرٍ جَاءَ الصَّرِيْخُ قَالَتْ

لَهُ اِمْرَأَتُهُ اَمَا ذَكَرْتَ مَا قَالَ لَكَ اَخُوكَ الْيَثْرِبِيُّ قَالَ فَاَرَادَ اَنْ لَا يَخْرُجَ فَقَالَ لَهُ اَبُوْجَهْلٍ اِنَّكَ مِنْ اَشْرَافِ الْوَادِيْ فَسِرْ بِنَا يَوْماً اَوْ يَوْمَيْنِ فَسَارَ مَعَهُمْ فَقَتَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن معاذ انصاری عمرہ کرنے کے لئے مکے کو گئے اور امیہ بن خلف ابوصفوان کے یہاں قیام کیا اور امیہ جب ملک شام کو جاتا تھا تو راستے میں مدینے میں انہیں سعد کے یہاں ٹھہرتا تھا تو امیہ نے حضرت سعد سے کہا کہ آپ انتظار کرو یہاں تک کہ دو پہر ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں تو ہم لوگ چل کر کعبے کا طواف کر لیں گے ،تو حضرت سعد طواف کر رہے تھے اچانک ابوجہل آ گیا اور کہنے لگا یہ کون طواف کر رہا ہے؟ حضرت سعد نے جواب دیا میں سعد ہوں ابوجہل نے کہا تم بے خوف ہو کر کعبے کا طواف کر رہے ہو حالانکہ تم لوگوں نے محمد اور ان کے ساتھیوں کو اپنے یہاں مدینے میں پناہ دے رکھی ہے انہوں نے کہا ہاں ۔ پھر ان دونوں میں تکرار ہونے لگی ، امیہ نے حضرت سعد سے کہا کہ ابوالحکم (ابوجہل) سے اونچی بات نہ کرو وہ اس علاقے کا سردار ہے پھر حضرت سعد نے ابوجہل سے کہا اگر تو مجھ کو خانۂ کعبہ کے طواف سے روکے گا تو میں تیرا تجارت کے لئے ملک شام جانا بند کر دوں گا اور امیہ حضرت سعد سے بار بار یہ کہتا کہ ابوالحکم سے زور زور سے بات نہ کرو وہ علاقے کا سردار ہے اس پر حضرت سعد کو امیہ پر غصہ آ گیا اور فرمایا تو مت بول میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ تجھے قتل کریں گے کہنے لگا مجھ کو؟ فرمایا ہاں تجھ کو اس پر وہ بولا کہ خدا کی قسم محمد جب کوئی خبر دیتے ہیں تو وہ غلط نہیں ہوتی ۔ پھر وہ اپنی بیوی کے پاس جا کر کہنے لگا تجھے معلوم ہے کہ وہ ہمارا یثربی بھائی کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا کیا کہہ رہا ہے امیہ نے بتا دیا کہ وہ کہتا ہے اس نے محمد سے سنا ہے کہ وہ مجھ کو قتل کریں گے عورت بولی خدا کی قسم محمد کی خبر غلط نہیں ہوتی ۔ راوی

کا بیان ہے کہ جب قریش جنگ بدر کے لئے مکے سے چلے اور اس کا اعلان ہوا تو اس کی بیوی نے اس کو جنگ میں جانے سے روکا اور کہا کیا آپ کو اپنے یثربی بھائی کی بات یاد نہ رہی۔ اس پر امیہ نے لشکر میں شامل نہ ہونے کا ارادہ کرلیا اس پر ابوجہل نے اس کو بھڑکایا اور کہا آپ تو سرداروں میں سے ہیں ایک دوروز کے لئے تو ہمارے ساتھ چلئے اور وہ اس کے ساتھ چلا گیا اور بدر کی لڑائی میں اللہ کے حکم سے مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔

بخاری جلد ۱ باب علامات النبوۃ ص ۵۱۲ و جلد ۲ باب ذکر
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من یقتل ببدر ص ۵۶۳

یعنی حضور نے اپنے خداداد علم غیب سے امیہ کے مرنے کی خبر پہلے ہی دیدی تھی۔ اور جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اور کافر بھی آپ کے علم غیب کے قائل تھے اسی لئے امیہ اور اس کی بیوی دونوں نے یہ کہا کہ محمد جو کہتے ہیں وہ ہوتا ہے اور وہ غلط خبر نہیں دیتے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ عَادَنِیْ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّةِ الْوِدَاعِ مِنْ وَجْعٍ اَشْفَیْتُ مِنْهُ عَلَی الْمَوْتِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بَلَغَ بِیْ مِنَ الْوَجْعِ مَاتَریٰ وَاَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا یَرِثُنِیْ اِلَّا ابْنَةٌ لِیْ وَاحِدَةٌ فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَیِ الْمَالِ قَالَ لَا قُلْتُ فَاَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهٖ قَالَ لَا قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ کَثِیْرٌ یَا سَعْدُ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَکَ اَغْنِیَاءَ خَیْرٌ مِنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً یَتَکَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَسْتَ تُنْفِقُ نَفَقَةً تَبْتَغِیْ بِهَا وَجْهَ اللّٰہِ اِلَّا اُجِرْتَ بِهَا حَتّٰی اللُّقْمَةِ تَجْعَلُهَا فِیْ فِیْ اِمْرَاَتِکَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُخَلَّفُ بَعْدَ اَصْحَابِیْ قَالَ اِنَّکَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِیْ بِهَا وَجْهَ اللّٰہِ اِلَّا ازْدَدْتَ بِهٖ دَرَجَةً وَرِفْعَةً وَلَعَلَّکَ تُخَلَّفُ حَتّٰی

يَنْتَفِعَ بِکَ اَقْوَامٌ وَيَضُرَّبِکَ آخَرُوْنَ .

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر میرے اس مرض میں عیادت فرمائی جس نے مجھ کو موت کے قریب کر دیا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری بیماری اور تکلیف کی شدت کو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں اور میں ایک مالدار آدمی ہوں اور ایک لڑکی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں ہے تو میں اپنے دو تہائی مال کی وصیت کر دوں؟ فرمایا نہیں میں نے عرض کیا آدھے مال کی؟ فرمایا نہیں میں نے عرض کیا تہائی مال کی؟ فرمایا تہائی بھی زیادہ ہے اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑنا زیادہ بہتر ہے ان کو محتاج چھوڑنے سے کہ وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلائے پھریں اور جو کچھ اللہ کی خوشنودی کے لئے خرچ کرو گے اس کا تم کو اجر ملے گا یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں دیتے ہو اس کا بھی تم کو ثواب ملے گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ جاؤں گا؟ (یعنی مجھ کو یہیں مکے میں موت آجائے گی) فرمایا تم یہاں نہیں بچھڑو گے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کچھ ایسے کام کرو گے جن سے تمہارا مرتبہ بلند ہو گا اور تم کتنے ہی لوگوں کے بعد دنیا میں زندہ رہو گے یہاں تک کہ تمہارے ذریعے بہت سے لوگوں کو نفع پہونچے گا اور (دشمنان دین کو) نقصان پہونچے گا۔

بخاری جلد ۱ باب اللھم امض اصحابی ھجرتھم ص ۵۶۰ و جلد ۲ باب الحدیبیۃ ص ۶۳۲

یعنی سعد بن ابی وقاص مکہ معظّمہ میں حجۃ الوداع کے موقعے پر سخت بیماری کی وجہ سے موت کے قریب آگئے تھے اور وہ مکہ معظّمہ میں موت نہیں چاہتے تھے بایں خوف کہ جہاں سے ہجرت کر کے چلے گئے ہیں وہیں موت آنے سے کہیں ہجرت کا ثواب ختم نہ ہو جائے لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اپنے خداداعلم غیب

سے خوشخبری سنائی کہ تم اس مرض میں وفات نہیں پاؤ گے بلکہ تم سے اسلام کو بڑا فائدہ پہونچے گا اور یہی سعد بن وقاص بعد میں اسلامی صوبوں کے گورنر رہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں انھیں کی سپہ سالاری میں اسلامی لشکر نے ایران کو فتح کیا یعنی ایران جیسی وسیع وعریض سلطنت مسلمانوں کے زیر نگیں آئی اور حضرت سعد کا وصال ص ۵۵ھ میں مدینہ شریف میں ہوا اور یہ عشرۂ مبشرہ سے ہیں یعنی ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو حضور نے دنیا میں جنت کی خوشخبری سنائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لِعَامِرٍ يَاعَامِرُ اَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلاً شَاعِراً فَنَزَلَ يَحْدُوْبِالْقَوْمِ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ لَوْ لَااَنْتَ مَااهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا اَبْقَيْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَا قَيْنَا وَاَلْقِيَنَّ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا اِنَّااِذَاصِيْحَ بِنَا اَبَيْنَا وَبِالصِّبَاحِ عَوَّلُوْ عَلَيْنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا لِسَائِقُ قَالُوا عَامِرُبْنُ الْاَكْوَعِ قَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ قَالَ رَجُلٌ وَجَبَتْ يَانَبِيَّ اللّٰهِ لَوْ لَا اَمْتَعْتَنَا بِهٖ فَاَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْ نَاهُمْ اِلٰى ان قَالَ فَلَمَّا تَصَافَ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيْراً فَتَنَاوَلَ بِهٖ سَاقَ يَهُوْدِيْ لِيَضْرَبَهُ فَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهٖ فَاَصَابَ عَيْنَ رُكْبَةِ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جنگ خیبر کے لئے حضور کے ساتھ سفر میں نکلے، ہم رات کے وقت سفر کر رہے تھے کہ ایک آدمی نے (میرے بھائی) عامر سے کہا اے عامر آپ ہمیں اپنے شعر کیوں نہیں سناتے، حضرت عامر شاعر آدمی تھے اور انہوں نے شعر پڑھنا شروع کر دیئے۔

تو ہدایت گر نہ فرماتا میرے پروردگار☆ کیسے بن سکتے تھے ہم بندے تیرے طاعت گذار
زندگی بھر دین پر قربان ہم ہوتے رہیں☆ دشمنوں کے بالمقابل دے ہمیں صبر وقرار
ہم پہ نازل کر سکینہ اے میرے رب غفور☆ کافروں کے دین باطل سے رہیں ہم درکنار
حملہ آور ہم پہ ہو جاتے ہیں ظالم بار بار

جب حضرت عامر نے یہ اشعار پڑھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ حدی خواں یعنی اشعار پڑھنے والا کون ہے لوگوں نے عرض کیا عامر بن اکوع ہیں حضور نے فرمایا ''اللہ اس پر رحم فرمائے'' تو ایک صاحب (حضرت عمر) نے کہا ان کے لئے شہادت واجب ہوگئی یا رسول اللہ اچھا ہوتا اگر آپ ہمیں ان سے اور کچھ فائدہ حاصل کرنے دیتے۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر ہم خیبر پہونچ گئے اور ہم نے اہل خیبر کا محاصرہ کر لیا آگے حدیث بیان کرتے ہوئے حضرت سلمہ کہتے ہیں کہ جب صف بندی کر کے دشمن سے مقابلہ ہوا حضرت عامر کی تلوار چونکہ چھوٹی تھی لہٰذا دوران جنگ انھوں نے تلوار ماری تو وہ ایک یہودی کی پنڈلی پر لگی اور وہاں سے اچٹ کر اس کی دھار خود ان کے اپنے گھٹنے کی چپنی پر آلگی جس سے وہ شہید ہو گئے۔

بخاری جلد۲ رص ۶۰۳ باب غزوۂ خیبر مسلم جلد۲ رص ۱۱۱

حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عامر بن الاکوع کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اللہ ان پر رحم کرے یہ ان کی جنگ میں شہادت کی خبر تھی اور اس کو حضرت عمر نے سمجھ لیا اور انہیں اس پر اتنا یقین ہو گیا کہ فرمایا شہادت واجب ہوگئی یا رسول اللہ آپ ان کو ہم میں اور رہنے دیتے تو بہتر تھا۔ اور حضرت عمر کے حضور سے یہ عرض کرنے کہ یا رسول اللہ آپ ان سے ہمیں نفع اٹھانے دیتے تو بہتر ہوتا اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعطائے الٰہی مختار کل ہیں یہاں تک کہ جس کو چاہیں دنیا میں رہنے دیں اور جس کو چاہیں یرحمہ اللہ کہہ کر شہادت

نصیب فرمادیں۔

اور حضور کے اختیارات کے بارے میں حضرت عمر کا یہ عقیدہ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ فرماتے ہیں یارسول اللہ آپ ان سے ہمیں اور نفع اٹھانے دیتے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور کو نفع نقصان کا مالک بنایا ہے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ اَنَسِیَ اَصْحَابِیْ اَمْ تَنَاسَوْا وَاللّٰهِ مَا تَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ اِلٰی اَنْ تَنْقَضِیَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ مَّعَهٗ ثَلٰثَ مِائَةٍ فَصَاعِداً اِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاِسْمِهٖ وَاسْمِ اَبِيْهِ وَاسْمِ قَبِيْلَتِهٖ .

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھی بھول گئے یا بھولے بن بیٹھے اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا ختم ہونے تک تمام فتنہ گروں کو جو تین سو یا کچھ زیادہ ہیں نہیں چھوڑا مگر ہم کو بتا دیا اس کا نام اس کے باپ کا نام اور اس کے خاندان و قبیلے کا نام۔

مشکوٰۃ ص ۴۶۳ ابوداؤد ص ۵۸۲ کتاب الفتن

یعنی قیامت تک کے تمام فتنہ پروروں، گمراہ گروں کا ذکر ان کے نام ولدیت اور قبیلے کے ساتھ فرمادیا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ فِیْ ذِکْرِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ قَالَ کُنَّا نَحْمِلُ لِبنَةً لِبنَةً وَعَمَّارٌ لِبْنَتَيْنِ وَرَاٰهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَيَقُوْلُ وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوْهُمْ اِلَی الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَهٗ اِلَی النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ عَمَّارٌ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ .

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی شریف کی تعمیر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم لوگ ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور عمار بن یاسر دو دو

اینٹیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو حضور ان کے جسم سے مٹی جھاڑتے جاتے اور فرماتے کہ عمار پر کڑا وقت آئے گا انھیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا یہ انھیں جنت کی طرف بلاتے ہوں گے اور وہ انھیں دوزخ کی طرف ابوسعید نے کہا کہ عمار کہا کرتے تھے کہ میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

بخاری شریف باب التعاون فی بناء المسجد ص ۶۴

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور یہ بھی جانتے تھے کہ عمار شہید کئے جائیں گے اور یہ بھی کہ انہیں کون شہید کرے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیرَۃَ قَالَ سِمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَترُکُوْنَ الْمَدِیْنَةَ علیٰ خَیْرِ مَا کَانَتْ لَا یَغْشَاهَا اِلَّا الْعَوَافِیُ یُرِیْدُ عَوَافِیُ الطَّیْرِ وَالسِّبَاعِ وَاٰخِرُمَنْ یَحْشُرُ رَاعِیَانِ مِنْ مُزَیْنَةَ یُرِیْدَ انِ الْمَدِیْنَةَ یَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَیَجِدَانِهَا وَحُوْشَاحَتّٰی اِذَا بَلَغَ ثَنِیَّةَ الْوِدَاعِ خَرَّ عَلٰی وُجُوْهِهِمَا .

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ مدینہ طیبہ کو اچھی حالت میں چھوڑ جاؤ گے پھر وہاں درندے اور چرندے چھا جائیں گے اور آخر میں قبیلہ مزینہ کے دو چرواہے مدینے میں آئیں گے تاکہ اپنی بکریاں لے جائیں تو وہاں وحشی جانوروں کے علاوہ کچھ نہ پائیں گے پھر جب وداع کی پہاڑیوں پر پہونچیں گے تو منہ کے بل گر جائیں گے۔

بخاری جلد ا ص ۲۵۲ مسلم جلد ا ص ۴۴۶ فضائل مدینہ

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ بَعَثَنِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَیْرَ فَقَالَ اِئْتُوْا رَوْضَةَ کَذَاوتَجِدُوْنَ بِهَا اِمْرَأَةً اَعْطَاهَا حَاطِبٌ کِتَابًا فَاَتَیْنَا الرَّوْضَةَ فَقُلْنَا اَلْکِتَابُ قَالَتْ لَمْ یُعْطِنِیْ فَقُلْنَا لَتُخْرِجَنَّ اَوْ لَاُجَرِّدَنَّکِ

فَاَخْرَجَتْ مِنْ حُجْزَتِهَا .

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر کو روضۂ خاخ کی جانب روانہ کیا اور فرمایا کہ اس باغ میں جاؤ وہاں تمہیں ایک عورت ملے گی جس کو حاطب نے ایک خط دیا ہے حضرت علی کہتے ہیں ہم گئے اور اس عورت سے ہم نے خط مانگا وہ بولی کہ مجھ کو حاطب نے کوئی خط نہیں دیا تو ہم نے کہا کہ خط نکال کر دے دو ورنہ ہم تم کو ننگا کریں گے تو اس نے اپنے سر کے جوڑے میں سے وہ خط نکال کر دے دیا۔

بخاری شریف کتاب الجھاد والسیر ص ۴۳۳ مشکوٰۃ ص ۵۷۷

یہ خط حاطب بن بلتعہ نے بطور جاسوسی اہل مکہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعض احوال اور ارادوں سے باخبر کرنے کے لئے لکھا تھا لیکن حضور نے اس کو جان لیا۔ اور حضرت علی اور حضرت زبیر کو روضۂ خاخ میں لے جانے والی عورت کو گرفتار کروا کے خط منگالیا آپ کو یہ بھی معلوم تھا کہ وہ عورت کب مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئی اور اب کہاں ہوگی اور حضرت علی اور زبیر جب اس کا پیچھا کریں گے تو اس کو کہاں پائیں گے یہ سب آپ کے پیش نظر تھا اسی لئے آپ نے فرمایا کہ فلاں باغ میں تم کو ایک عورت ملے گی اور حضرت علی اور حضرت زبیر کو حضور کے علم غیب پر اس قدر یقین تھا کہ آپ کے بتانے سے انھوں نے اس عورت کو ننگا کرنے کی دھمکی بھی دے دی تھی۔

حاطب بن بلتعہ بدری صحابی ہیں انہوں نے ایسا اس لئے کیا تھا کہ ان کے اہل وعیال مکہ معظّمہ میں رہ گئے تھے تو انہوں نے چاہا کہ اس ذریعے سے وہ اہل مکہ کو خوش کردیں تاکہ ان کے اہل وعیال محفوظ رہیں۔

انھوں نے یہ عذر پیش کرتے ہوئے بارگاہ رسالت میں یہ بھی عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جانتا ہوں کہ میرے اس خط سے اہل مکہ کو کوئی فائدہ نہ ہوگا ان پر جو خدا کا عذاب آنا ہے وہ آئیگا اور خدائے تعالیٰ آپ کو ضرور ان پر

غلبہ نصیب فرمائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حاطب کا عذر قبول فرمایا اور ان کی خطا معاف فرمادی تھی۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ کَانَ عَلیٰ ثِقْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ یُقَالُ لَہٗ کَرْکَرَۃُ فَمَاتَ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ فِی النَّارِ فَذَھَبُوْا یَنْظُرُوْنَ اِلَیْہِ فَوَجَدُوْا عَبَاءَۃً قَدْ غَلَّھَا ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کرکرہ نام کا ایک شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسباب کی حفاظت پر معین تھا جب اس کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ جہنمی ہے لوگ اس کی وجہ تلاش کرنے لگے تو اس کے سامان میں ایک عبا پائی جو اس نے مال غنیمت سے چرا کر رکھ لی تھی۔

بخاری ص ۴۳۲ باب القلیل من الغلول

یعنی آپ نے یہ بھی جان لیا کہ وہ جہنم میں ہے اور یہ بھی کہ وہ جہنم میں کیوں ہے اور جو عبا اس نے مال غنیمت سے چرا کر چھپالی تھی غیب جاننے والے نبی سے وہ چھپی ہوئی نہ تھی۔

عَنْ سَفِیْنَۃَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْخِلَافَۃُ ثَلٰثُوْنَ سَنَۃً ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکاً ثُمَّ یَقُوْلُ سَفِیْنَۃُ اَمْسِکْ خِلَافَۃَ اَبِیْ بَکْرٍ سَنَتَیْنِ وَخِلَافَۃَ عُمَرَ عَشَرَۃً وَّخِلَافَۃَ عُثْمَانَ اِثْنیٰ عَشَرَۃَ وَعَلِیٍّ سِتَّۃً ۔

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خلافت میرے بعد تیس سال رہے گی پھر بادشاہت ہوگی راوی حدیث حضرت سفینہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر کی خلافت کو دو سال شمار کرو دس سال حضرت عمر بارہ سال حضرت عثمان اور چھ سال حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مشکوٰۃ ص ۴۶۳ ترمذی جلد ۲ باب ماجاء فی الخلافۃ ص ۴۵

یعنی حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان فرمانے کے بعد یہ بھی شمار کر کے دکھایا کہ واقعی خلافت صرف ۳۰ رسال رہی اور بعد میں بادشاہت ہوگئی اور حضور نے اپنے علم ما کان وما یکون سے جو کچھ فرمایا وہ من وعن درست ہو کر رہا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَوَ فِیْ مُؤَخَّرِ الصُّفُوْفِ رُجُلٌ فَاَسَاءَ الصَّلٰوةَ فَلَمَّا سَلَّمَ فَنَادَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا فُلَانُ اَلَا تَتَّقِی اللّٰهَ اَلَا تَرٰی کَیْفَ تُصَلِّیْ اِنَّکُمْ تَرَوْنَ اَنَّهُ یَخْفٰی عَلَیَّ شَیْءٌ مِّمَّا تَصْنَعُوْنَ وَاللّٰهِ اِنِّی اَرٰی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰی مِنْ بَیْنِ یَدِیْ رَوَاهُ اَحْمَدُ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی اور سب سے پچھلی صف میں ایک آدمی تھا جس نے ٹھیک سے نماز نہیں پڑھی تو جب حضور نے سلام پھیرا تو اس شخص کا نام لیکر پکارا اور فرمایا اے فلاں کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا؟ تو کیسے نماز پڑھتا ہے کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ تمارے اعمال میں سے مجھ پر کچھ چھپا رہتا ہے۔

قسم اللہ رب العزت کی میں جیسے اپنے سامنے دیکھتا ہوں ویسے ہی پیچھے بھی دیکھتا ہوں اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا۔

(مشکوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ ص ۷۷)

سب سے پچھلی صف میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اور اس میں کافی فاصلہ تھا اس زمانے میں ہر مسلمان نمازی تھا مسجد شریف نمازیوں سے بھر جاتی تھی پھر بھی آپ نے اس کی نماز کی کمی کو ملاحظہ فرمالیا پھر صراحت فرمادی کہ تمہاری ہر حالت میرے اوپر روشن ہے۔

عَنْ مَعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْصِيْهِ وَمَعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ تَحْتَ رَاحِلَتِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا مَعَاذُ اِنَّكَ عَسٰى اَنْ لَا تَلْقَانِيْ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا وَلَعَلَّكَ اَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِيْ هٰذَا وَقَبْرِيْ فَبَكٰى مَعَاذٌ جَشْعًا لِفِرَاقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ نَحْوَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِيَ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَحَيْثُ كَانُوْا ۔

حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے جب ان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یمن کے لئے حاکم بنا کر بھیجا حضور خود ان کو وصیت فرماتے ہوئے ان کے ساتھ نکلے۔ حضرت معاذ سواری پر تھے اور حضور ان کے ساتھ کجاوے کے نیچے پیدل چل رہے تھے جب فارغ ہوئے تو حضور نے ارشاد فرمایا اے معاذ اس سال کے بعد تم مجھ سے ملاقات نہ کر سکو گے اور تمہارا گذر اب میری قبر اور مسجد کے پاس سے ہوگا تو حضرت معاذ حضور کی جدائی سے گھبرا کر رونے لگے پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واپس ہوئے اور اپنا چہرہ مدینہ کی طرف کیا اور فرمایا کہ مجھ سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جو تقوی اور پرہیزگاری والے ہیں وہ کوئی ہوں اور کہیں بھی ہوں۔

مشکوۃ کتاب الرقاق فصل ثالث ص ۴۴۵

یعنی حضور نے بتادیا کہ ہم عنقریب وصال فرما جائینگے اور ہمارا وصال مدینہ طیبہ میں ہوگا ہماری قبر انور مسجد نبوی شریف کے حدود میں ہوگی حضرت معاذ ہماری زندگی میں وفات نہ پائیں گے اور وہ ہماری قبر پر حاضر ہوں گے۔

اس حدیث کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے اتنا علم کسی کو عطا نہیں فرمایا کہ وہ جان لے کہ کون کب مرے گا اور کہاں مرے گا سخت نادانی اور حدیث دشمنی ہے۔

عَنْ اَبِی ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسلَّمَ اِنَّکُمْ سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَھِیَ اَرْضٌ یُسْمٰی فِیْھَا الْقِیْرَاطُ فَاِذَا فَتَحْتُمُوْھَا فَاَحْسِنُوْا اِلٰی اَھْلِھَا فَاِنَّ لَھُمْ ذِمَّةً وَرَحْماً اَوْ قَالَ ذِمَّةً وَصِھْراً فَاِذَا رَأَیْتَ رَجُلَیْنِ یَخْتَصِمَانِ فِیْ مَوْضِعِ لِبْنَةٍ فَاَخْرُجْ مِنْھَا قَالَ فَرَأَیْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنِ شَرْجِیْلٍ وَاَخَاہُ رَبِیْعَةَ یَخْتَصِمَانِ فِیْ مَوْضِعِ لِبْنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْھَا .

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ تم لوگ مصرکو فتح کروگے یہ ایک ایسی زمین ہے جہاں قیراط رائج ہے توجب تم مصر فتح کروگے تو وہاں کے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو کیونکہ ان کا حق ہے اوررشتے داری توجب تم یہ دیکھو کہ وہاں دوآدمی ایک اینٹ جگہ کے لئے جھگڑا کررہے ہیں توتم وہاں سے چلے آنا حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ عبدالرحمٰن ابن شرجیل اوراس کا بھائی ربیعہ ایک اینٹ جگہ کے لئے جھگڑا کرہے ہیں تو میں نے مصرچھوڑدیا۔

مسلم شریف جلد۲ باب وصیۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باھل مصرص ۳۱۱

یعنی حضور نے یہ بھی فرمادیاکہ مصرفتح ہوجائے گا اور یہ بھی کہ وہاں دوآدمی ایک اینٹ جگہ کے لئے جھگڑا کریں گےاور جوحضورنے فرمایاوہ سب ہوبھی گیا۔

عَنْ عَائِشَةَ لَمَّا مَرِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَتْ فَاطِمَةُ فَاَکَبَّتْ عَلَیْہِ فَقَبَّلَتْہُ ثُمَّ رَفَعَتْ رَأسَھَا فَبَکَتْ ثُمَّ اَکَبَّتْ عَلَیْہِ ثُمَّ رَفَعَتْ رَأسَھَا فَضَحِکَتْ فَقُلْتُ اِنْ کُنْتُ لَاَظُنُّ اَنَّ ھٰذِہٖ مِنْ اَعْقَلِ نِسَاءٍ فَاِذَا ھِیَ مِنَ النَّسَاءِ فَلَمَّا تُوَفِّیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَھَا رَأَیْتُ حِیْنَ اَکْبَبْتِ عَلٰی النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَفَعْتِ رَأسَکِ فَبَکَیْتِ ثُمَّ اَکْبَبْتِ رَأسَکِ فَضَحِکْتِ مَا حَمَلَکِ عَلٰی

ذَالِکَ قَالَتْ اِنِّی اِذًا لَبَذِرَۃٌ اَخْبَرَنِی اَنَّہٗ مَیِّتٌ مِنْ وَجْعِہٖ ھٰذَا فَبَکَیْتُ ثُمَّ اَخْبَرَنِیْ اَنِّیْ اَسْرَعُ اَھْلِہٖ لُحُوْقًا بِہٖ فَذَالِکَ حِیْنَ ضَحِکْتُ.

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب علیل ہوئے حضرت فاطمہ حاضر ہوئیں اور آپ پر جھک گئیں آپ کا بوسہ لیا پھر سر اٹھایا اور رو پڑیں دوبارہ جھکیں اور سر اُٹھایا تو ہنس رہیں تھی حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے دل میں خیال کیا کہ میں تو فاطمہ کو عورتوں میں سب سے زیادہ عقلمند سمجھتی تھی مگر وہ تو عام عورتوں کی طرح ہیں۔

جب حضور کا وصال ہوا تو میں نے ان سے معلوم کیا کہ بتاؤ تو سہی کہ جب آپ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھکیں اور سر اٹھایا تھا تو رو رہی تھیں پھر دوبارہ جھک کر سر اٹھایا تو ہنس رہی تھیں اس کی کیا وجہ تھی حضرت فاطمہ نے فرمایا لو میں اب راز فاش کئے دیتی ہوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو بتایا کہ میرا اسی مرض میں وصال ہو جائے گا تو میں رو پڑی پھر بتایا کہ اہل بیت میں تم سب سے پہلے میرے پاس آؤ گی تو میں ہنس پڑی۔

بخاری ۱/۵۳۲ مسلم ۲/۲۹۰ ترمذی ۲/۲۲۷ ابواب المناقب مشکوۃ ۵۶۸

یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے وصال سے بھی مطلع فرما دیا کہ میں اس مرض میں دنیا سے چلا جاؤں گا اور حضرت فاطمہ کے وصال سے بھی کہ میرے اہل بیت میں تم سب سے پہلے میرے پاس آؤ گی۔

اور واقعی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد صرف چھ ماہ دنیا میں رہیں۔

ناظرین موقع کی مناسبت سے قرآن کریم کی ان چند آیات کریمہ کو بھی ملاحظہ فرمالیں کہ جن میں انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے لئے علم غیب کا ایسا بین

ثبوت ہے کہ سورج کا انکار ہوسکتا ہے مگر ان آیات کو مدنظر رکھتے ہوئے اوران پرایمان لانے کے باوجود رسولان عظام علیہم الصلوۃ والسلام کے علم غیب کا انکارنہیں ہوسکتا۔

آیت ا پارہ ۴ رکوع ۹ سورۂ آل عمران میں ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ .

اللہ کی شان یہ نہیں کہ تم سب کو علم غیب عطا فرمادے ہاں اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

آیت ۲ پارہ ۲۹ رکوع ۱۲ سورۂ جن میں ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ الآية.

غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

آیت ۲ پارہ ۳۰ رکوع ۶ سورہ تکویر میں ہے

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ

اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں

پارہ نمبر ۵ رکوع ۱۴ میں ہے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہیں جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے

اس کے علاوہ قرآن کریم کی تقریباً پچاس سے زائد آیات ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص سید الانبیاء حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم

غیب کو ثابت کرتی ہیں مگر ہم نے ان سب سے صرف نظر کر کے ان چند آیات پر اکتفا کیا کیونکہ جس کے دل میں ذرہ برابر خدا کا خوف باقی ہے جسے تھوڑی سی بھی جہنم کی آگ سے نجات حاصل کرنے کی فکر ہے جس کی مرنے کے بعد اپنے انجام پر نظر ہے اس کے لئے قرآن کی ایک آیت یا ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی بہت کافی ہے اور جس نے یہ سمجھ لیا کہ مجھ کو دنیا ہی میں سب دن رہنا ہے اس کے لئے دفتر بے کار ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے ثبوت میں دلائل کی اس قدر کثرت ہے کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خاص اس موضوع پر کئی کتابیں لکھیں جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) الدولة المكية بالمادة الغيبية۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہے۔

(۲) مالى الجيب بعلوم الغيب

(۳) الؤلو المكنون فى علم البشير ما كان وما يكون

(٤) خالص الاعتقاد

(٥) انباء المصطفى بحال سر واخفى۔

علاوہ ازیں مسئلہ علم غیب کا تفصیل سے مطالعہ کرنے والوں کے لئے مولانا سید نعیم الدین صاحب مراد آبادی کی کتاب ''الكلمة العليا'' اور مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی کی کتاب ''جاء الحق وزهق الباطل'' گوہر نایاب ہیں۔

ان کتابوں میں آپ کو مسئلہ غیب سے متعلق ہزاروں دلائل ملیں گے بے شمار قرآنی آیت و احادیث کریمہ اقوال مفسرین و بزرگان دین کا جلوہ آپ دیکھیں گے۔

کچھ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب نہیں دیا گیا تھا بلکہ کبھی کبھی کسی ضرورت کے پیش نظر کوئی غیبی بات وحی کے ذریعہ بتا دی جاتی تھی۔

یہ بات یقیناً نا مناسب ہے ہماری پیش کردہ حدیثیں اور کتب احادیث میں موجود دوسری سیکڑوں احادیث حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صدہا پیشن گوئیاں قیامت کی علامت بتانا اور ان سب کا صادق آنا جب آپ ملاحظہ فرمائیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ کبھی کبھی کی بات نہیں بلکہ زندگی پاک میں سرکار کی مجلسوں میں اکثر آپ کی زبان سے غیبی امور کا اظہار ہوتا رہتا تھا گھر میں مسجد میں میدان جنگ میں اٹھتے بیٹھتے آتے جاتے اکثر و بیشتر چھپی ڈھکی اور آئندہ کی باتیں آپ بتاتے رہتے تھے۔

اگر یہ سب کچھ صرف وحی سے ہوتا تھا تو یہ ماننا پڑے گا کہ آپ پر ہر وقت وحی نازل ہوتی رہتی تو پھر سیدھے سیدھے یہی کیوں نہ کہہ دیا جائے کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو کائنات کا مشاہدہ فرمانے والی آنکھیں دور و نزدیک کے سننے والے کان اور غیب کو جاننے والا دماغ عطا فرما دیا تھا اور آپ کو دنیا سے تشریف لے جانے سے قبل ما کان وما یکون کا عالم بنا دیا تھا اور بعض احادیث اور قرآن کی آیات سے یہ صراحۃ ثابت بھی ہے جیسا کہ عنقریب آپ ملاحظہ فرما چکے۔

اور رہی یہ بات کہ آپ کا کسی وقت کسی بات کو نہ بتانا یا کسی سے پوچھنا جیسا کہ اونٹنی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہار کا قصہ تو یہ سب کچھ کسی مصلحت کی وجہ سے بھی ہوسکتا ہے اور بے توجہی کی بنیاد پر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص کسی گہری سوچ میں ہو اور اس کے سامنے سے جانے پہچانے انسان جانور چرند پرند گذر جاتے ہیں اس کے پاس بیٹھ کر لوگ باتیں کرتے رہتے ہیں لیکن اس سے جب پوچھا جاتا ہے کہ کون کون گذرا اور کیا کیا باتیں ہوئیں تو وہ نہیں بتا پاتا کیونکہ اس کا دھیان ادھر نہیں تھا وہ کسی اور سوچ میں تھا اس قسم کے مشاہدات روزانہ ہوتے رہتے ہیں دنیا اور اس کے متعلقات میں لوگ اس قدر ڈوب جاتے ہیں کہ انہیں اپنے اردگرد

سامنے اور قریب کے حالات کا پتہ نہ چل سکے تو ذوات قدسیہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کا اللہ رب العزت کی ذات وصفات میں استغراق اور عالم ملکوت کی سیر میں دنیا کی کسی بات کی طرف سے بے توجہی اور عدم التفات کو جہالت اور بے علمی سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔

بڑے بڑے عالم وماہرین فن پروفیسر وڈاکٹر وکیل وبیرسٹر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی بات کو نہیں بتا پاتے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ وہ جاہل ہو گئے ایک بات نہ بتانے سے عالم صاحب عالم نہ رہے اور پروفیسر صاحب پروفیسر نہ رہے ایسی باتیں وہی کہے گا جو عقل سے بالکل پیدل ہو یونہی کبھی کبھی کسی بات کو کسی مصلحت یا بے توجہی کے پیش نظر نہ بتانے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیب دانی کا انکار وہی کرے گا جو ایمان سے بالکل ہاتھ دھو بیٹھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس قسم کے واقعات ایک دوبار سے زیادہ نہیں منکرین علم غیب کو ایک حضرت عائشہ کے ہار کا قصہ یاد ہے اور ایک گم شدہ اونٹنی کا اور زیادہ بڑھے تو ایک شہد نہ پینے کا ساری زندگی میں ان دوتین واقعات کی وجہ سے وہ حضور کے غیب داں ہونے کا انکار کر دیتے ہیں اور ہزاروں حدیثوں اور قرآن کی آیتوں سے منہ پھیر لیتے ہیں۔

ان حدیثوں کو وہ لوگ بھی غور سے دیکھیں جو ان اختلافی مسائل میں یہ کہہ کر جان چھڑا لیتے ہیں کہ یہ سب مولویوں کے جھگڑے ہیں ہمیں ان جھگڑوں میں نہیں پڑنا چاہیئے۔

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ

منکرین علم غیب کبھی کبھی قرآن کریم کی وہ آیت پیش کرتے ہیں کہ جس میں ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا تو آیئے اس پر بھی ایک نظر ڈالتے چلیں ہمارے سامنے دو قسم کی آیات ہیں ایک وہ جن کا صاف صریح مفہوم ہے کہ اللہ ہر ایک کو غیب کا علم نہیں دیتا بلکہ اپنے پسندیدہ رسولوں کو عطا فرماتا ہے۔

اور ایک وہ آیات جن کا مفہوم ہے کہ اللہ رب العزت کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا اب اگر ان آیات کا ظاہر مفہوم لیکر یہ کہہ دیا جائے کہ واقعی انبیائے کرام کو علم غیب نہیں دیا گیا تو ان آیات کو جھٹلانا لازم آئے گا جن میں ہے کہ اللہ نے اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیا ہے اور چونکہ قرآن کی ہر آیت حق ہے اور سب پر ہمارا ایمان ہے۔

لہٰذا اہل خیر وعدالت نے اس امر کی وضاحت یوں فرمائی ہے کہ قرآن کی جن آیات میں یہ فرمایا گیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا ان کا مفہوم یہ ہے کہ بغیر خدا کے بتائے کوئی نہیں جان سکتا۔ اور جن آیات میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ علیم وخبیر کے بتانے سے انبیائے کرام غیب کا علم رکھتے ہیں۔ فالحمد الله الذی هدانا لهٰذا .

اس طرح ہر دو قسم کی آیت پر بفضلہ تعالیٰ ہمارا ایمان اور جملہ قرآن کریم حقانیت وصداقت کی برہان اور جو لوگ سرے سے انبیاء کرام کے علم غیب کے مخالف ہیں وہ ان ساری آیات قرآنیہ کی تکذیب کر رہے ہیں جن میں سے چند ہم نے پیش کیں جن میں صاف فرمایا گیا کہ اللہ تبارک تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے یا وہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

اَفَتُؤمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ

اوران تمام حدیثوں کو بھی جھٹلا رہے ہیں جن میں سے بہت سی ابھی آپ کی نظروں سے گذریں ہیں۔

اور جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ڈھکی چھپی آئندہ کی اور گذری ہوئی دوروقریب کی باتوں کو جاننے کی صلاحیت اللہ جل شانہ نے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو عطانہیں فرمائی ہے انہیں آج کی سائنسی ترقیات سے بھی آنکھیں کھولنا چاہیئے آج ہزاروں ہزار میلوں پر لڑی جانے والی جنگوں کے منظر کرکٹ اور فٹ بال کے کھیل گھر بیٹھے ٹی وی کے ذریعہ دیکھے جارہے ہیں فضاؤں میں پرواز کرنے والے ہوائی جہازوں پر بھی کنٹرول روم سے راڈار وغیرہ کے ذریعے نظر رکھی جاتی ہے انسان کے جسم کے اندرونی حصوں کو یہاں تک کہ دل ودماغ کی ہر ایک نس کو ایکسرے الٹرا ساؤنڈ وغیرہ آلات کے ذریعے دیکھ لیا جاتا ہے کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی ایجاد نے تو آج دنیا کو حیرت زدہ کر رکھا ہے۔ دیگر انسانوں یہاں تک کہ غیر مسلموں تک کو خدائے تعالیٰ نے یہ صلاحتیں عطا فرمادی ہیں تو اپنے محبوب بندوں خاص کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ خدائے قادر وقیوم غیب جاننے والا دماغ سارے جہانوں کو دیکھنے والی آنکھیں اور دور وقرب کی سننے والے کان اگر عطا فرمادے تو اس سے اس کی شان الوہیت میں کوئی کمی نہیں آجائے گی۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عقائد اہل سنت

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ عالم بالذات ہے اس کا علم کسی کی عطا سے نہیں۔

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ کا علم غیر متناہی ہے یعنی اس کی کوئی حد اور انتہا نہیں باقی مخلوق خواہ انبیاء کرام علیہم السلام ہی ہوں ان کے علوم کی انتہا ہے وہ لامحدود نہیں۔

☆ اگر کوئی شخص کہے کہ مخلوق میں سے کسی کو ذرہ برابر علم بھی بغیر خدا کے بتائے ازخود ہے تو ایسا کہنے والا یقیناً بڑا مشرک بدترین کافر ہے۔

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اولین وآخرین دنیا وآخرت زمینوں آسمانوں کے تمام علوم آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے سے قبل عطا فرمادیئے آپ کا علم مخلوق میں سب سے زیادہ ہے۔

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم میں تغیر وتبدیل ممکن نہیں اس کا علم توجہ سے پاک ہے اس کی ذات کے علاوہ باقی سب کے علم میں تغیر وتبدل ممکن و بے توجہی بھی ممکن ہے۔

☆ ساری مخلوقات حتی کے انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے سارے علوم اللہ رب العزت کے علم سے وہ نسبت بھی نہیں رکھتے جو ایک بوند کے کروڑویں حصے کو کروڑوں سمندروں سے ہے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم کو اگر کروڑوں سمندروں کے برابر فرض کیا جائے تو ساری مخلوق کا علم اس کے مقابلے میں ایک بوند سے بھی بدرجہا کم ہے۔

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے مقربین بندوں میں سے بعض اولیاء کرام کو بھی کچھ غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔

صحابۂ کرام کا عشق رسول اور آپ کی تعظیم

اس عنوان کے تحت ہم وہ احادیث ذکر کریں گے جن سے ظاہر ہو کہ صحابۂ کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کس قدر محبت وعشق رکھتے تھے اور آپ اور آپ کی ذات سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کو وہ اپنے لئے باعث برکت جانتے تھے۔

آپ ہماری پیش کردہ احادیث میں مطالعہ فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے برکت وفیض حاصل کرنا یہ بدعت وگمراہی اور اس زمانے کی پیداوار نہیں ہے بلکہ جن سے اسلام چلا ہے اور پھیلا ہے خود انہیں کا طریقہ کار ہے آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ صحابۂ کرام نماز، روزے احکام شرع کے پابند اور متبع رسول ہونے کے ساتھ ساتھ عاشق رسول بھی تھے آپ کے دیوانے تھے لہٰذا صحیح مسلمان وہی ہیں جو حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے محبت وعشق رکھتے ہوں آپ کے نام لیوا اور دیوانے ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ نماز، روزے احکام شرع کے پابند اور جس بات سے خدا اور رسول ناراض ہوں اس سے دور رہتے ہوں۔

(۱) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلاً مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰى السَّاعَةُ قَائِمَةٌ قَالَ وَيْلَكَ وَمَا اَعْدَدْتَّ لَهَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُّ لَهَا اِلَّا اَنِّيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ اِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ فَقُلْنَا وَنَحْنُ كَذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ فَفَرِحْنَا يَوْمَئِذٍ فَرَحًا شَدِيْدًا .

حضرت انس سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا یارسول اللہ قیامت کب آئیگی فرمایا تیرے لئے خرابی ہو تو نے قیامت کی کیا تیاری کی ہے عرض کیا حضور میں نے تیاری تو نہیں کی لیکن

اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں فرمایا تو تم اس کے ساتھ رہو گے جس سے محبت کرتے ہو پھر ہم لوگوں نے عرض کیا حضور کیا یہ ہم سب کے لئے ہے فرمایا ہاں راوی کہتے ہیں اس بات سے ہم بے حد خوش ہوئے۔

مسلم جلد ۲ باب المرء مع من احب ص ۳۳۱ بخاری جلد ۲ کتاب الآداب ص ۹۱۱

اس حدیث سے اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ صحابۂ کرام سب کے سب عاشقان رسول تھے اسی لئے جب انہوں نے یہ سنا کہ جو جس سے محبت کرے گا وہ اس کے ساتھ رہے گا تو وہ نہایت خوش ہوئے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ لوگ متقی دیندار پرہیزگار ہونے کے باوجود اپنی نجات کا ذریعہ محض اعمال صالحہ کو نہیں بلکہ خدا ورسول سے محبت کو خیال کرتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ جو لوگ دیندار بنتے ہیں اور انہیں اللہ ورسول سے محبت وعشق نہیں وہ غلط راستے پر ہیں ہاں وہ لوگ بھی دھوکے اور ٹوٹے میں ہیں جو خالی نام کی محبت کرتے ہیں انہیں احکام شرع کی قطعاً فکر نہیں حرام وحلال میں کوئی فرق نہیں۔

(۲) عَنْ عُمَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ تو مجھ کو اپنی راہ میں شہید ہونے کا شرف عطا فرما اور مجھ کو اپنے رسول کے شہر میں موت عطا فرما۔

بخاری جلد ۱ ابواب فضائل المدینہ ص ۲۵۳

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عشق رسول اس حد کو پہونچ چکا تھا کہ شہر رسول کے علاوہ کسی اور جگہ ان کو موت بھی پسند نہ تھی اور خدائے تعالیٰ نے اس عاشق صادق کی دونوں خواہشات پوری فرمادیں اور حضرت عمر کو مدینے شریف ہی میں شہادت نصیب ہوئی اور حضور کے روضے میں دفن

ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔

(۳) عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ قُلْتُ لِعُبَیْدَۃَ عِنْدَنَا مِنْ شَعْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصَبْنَاہُ مِنْ قِبَلِ اَنَسٍ اَوْ مِنْ قِبَلِ اَھْلِ اَنَسٍ فَقَالَ لَاَنْ تَکُوْنَ عِنْدِیْ شَعْرَۃٌ مِنْہُ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا.

مشہور تابعی حضرت ابن سیرین فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبیدہ سے عرض کیا کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک بال ہے جو ہم کو حضرت انس یا ان کے گھر والوں کے ذریعے حاصل ہوا ہے تو حضرت عبیدہ نے فرمایا کہ میرے پاس حضور کا ایک بال ہونا میرے لئے دنیا اور اس کے سارے ساز و سامان سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے۔

بخاری جلد ۱ رباب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان ص ۲۹

اس حدیث کو پڑھ کر اندازہ لگایئے کہ حضور سے جانثاروں کو کس درجہ محبت تھی کہ آپ کے ایک بال کو کائنات کی ساری دولتوں سے زیادہ پیارا سمجھتے اس بارے میں ایک حدیث اور ملاحظہ فرمائے۔

(۴) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَلَقَ رَأْسَہٗ کَانَ اَبُوْ طَلْحَۃَ اَوَّلَ مَنْ اَخَذَ مِنْ شَعْرِہٖ .

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر کے بال منڈوائے تو آپ کے بال حاصل کرنے والوں میں سب سے پہلے ابوطلحہ تھے

بخاری جلد ۱ ر ابواب الوضوء ص ۲۹

(۵) عَنْ قَیْسِ بْنِ مَخْرَمَۃَ اَنَّہٗ سَأَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَبَاثَ بْنَ اَشْیَمَ اَنْتَ اَکْبَرُ اَمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْبَرُ مِنِّیْ وَاَنَا اَقْدَمُ مِنْہُ فِی الْمِیْلَادِ .

قیس بن مخرمہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان نے قباث بن اشیم سے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہوں نے فرمایا حضور ہی بڑے ہیں لیکن میں پہلے پیدا ہوا ہوں۔ (ترمذی جلد۲/ باب ماجاء فی میلاد النبی ص ۲۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام نہایت باادب تھے انہیں حضور کے مقابلے میں لفظ بڑا بولنا گوارہ نہ تھا۔

(٦) عَنْ اَبِی جُحَیْفَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْھَاجِرَۃِ فَاُتِیَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ یَأْخُذُوْنَ مِنْ فَضْلِ وَضُوْئِہٖ فَیَتَمَسَّحُوْنَ بِہٖ فَصَلّٰی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّھْرَ رَکْعَتَیْنِ وَالْعَصْرَ رَکْعَتَیْنِ وَبَیْنَ یَدَیْہِ عَنَزَۃٌ وَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰی دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَدْحٍ فِیْہِ مَاءٌ فَغَسَلَ یَدَیْہِ وَوَجْھَہٗ فِیْہِ وَمَجَّ فِیْہِ ثُمَّ قَالَ لَھُمَا اشْرَبَا مِنْہُ وَاَفْرِغَا عَلٰی وُجُوْھِکُمَا وَنُحُوْرِکُمَا.

حضرت ابو جحیفہ کہتے ہیں کہ دو پہر کے وقت حضور ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ کے وضو کے لے پانی لایا گیا آپ نے وضو فرمایا تو لوگ آپ کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو لے کر اپنے جسموں پر ملنے لگے پھر آپ نے ظہر کی دو رکعت نماز پڑھی اور عصر بھی دو رکعت پڑھی اور آپ کے سامنے نیزہ تھا حضرت ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگایا جس میں پانی تھا پہلے آپ نے اپنا منہ اور اپنے ہاتھوں کو اس میں دھویا اور پھر اس میں کلی فرمائی پھر ہم دونوں یعنی حضرت ابو موسیٰ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا اس پانی کو پیو اور اس کو اپنے چہروں اور سینوں پر ڈال لو۔

بخاری جلد۱ باب استعمال فضل وضوء الناس ص ۳۱

یہ ایک سفر کا واقعہ ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نماز دو دو رکعت ادا فرمائی تھی اور مقام جعرانہ میں آپ کا قیام تھا۔

بخاری جلد۲ باب غزوۃ الطائف میں اس حدیث کے آگے اتنا اور ہے

فَنَادَتْ اُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَّرَاءِ السِّتْرِ اَنْ اَفْضِلَا لِاُمِّكُمَا فَاَفْضَلَا لَهَا مِنْهَا طَائِفَةً.

یعنی حضور کی زوجۂ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو خیمے میں سے یہ سب دیکھ رہی تھیں انھوں نے حضرت ابو موسیٰ اور حضرت بلال سے فرمایا کہ تھوڑا پانی اپنی ماں یعنی میرے لئے بھی بچا دو تو انھوں نے بچا کر انھیں بھی دیدیا۔

بخاری جلد۲ باب غزوۃ الطائف ص۲۰

(۸) عَنْ سَائِبِ بْنِ يَزِيْدَ يَقُوْلُ ذَهَبَتْ بِىْ خَالَتِىْ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ ابْنَ اُخْتِىْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِىْ وَدَعَا لِىْ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهٖ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ خَاتَمَ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ میری خالہ مجھ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ میرا بھانجہ بیمار ہے۔ آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی پھر آپ نے وضو فرمایا اور میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا اس کے بعد میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو میں نے مہر نبوت کو آپ کے دونوں کاندھوں کے درمیان دیکھا جیسے وہ پردے کی گھنڈی ہے۔

بخاری جلد ۱ باب استعمال فضل وضوء الناس ص ۳۱

اور بخاری جلد اول باب خاتم النبوۃ ص ۵۰۱ پر اس حدیث کے ساتھ حضرت جعید بن عبدالرحمٰن کا یہ قول بھی ہے۔

(۹) رَأَيْتُ سَائِبَ بْنَ يَزِيْدَ ابْنَ اَرْبَعٍ وَّتِسْعِيْنَ جَلِداً مُعْتَدِ لاً فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ مَا مَتَّعْتُ بِهٖ سَمْعِي وَبَصَرِيْ اِلَّا بِدُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی حضرت جعید بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ (حضور کے وضو کا پانی پینے اور سر پر ہاتھ پھیرنے کی برکت سے) میں نے سائب بن یزید کو چورانوے (۹۴) سال کی عمر میں دیکھا کہ وہ بالکل توانا و تندرست اور صحیح البدن ہیں اور انہوں نے بتایا کہ میری یہ سماعت اور بصارت حضور کی دعا سے فیضیاب ہے۔

بخاری جلد ۱/ باب خاتم النبوۃ ص ۵۰۱

(۱۰) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زُبَيْرٍ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَاَنَا مُتِمٌّ فَاَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْتُ قُبَاءَ فَوَلَدْتُ بِقُبَاءَ ثُمَّ اَتَيْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِيْ حُجْرِهٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ فَكَانَ اَوَّلُ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں کہ جب وہ مکہ معظّمہ میں تھیں تو عبداللہ بن زبیر ان کے پیٹ میں تھے اور جب ہجرت کی تو دن پورے ہو چکے تھے پھر جب میں مدینہ منورہ گئی اور قبا میں ٹھہری تو قباء میں ان کی پیدائش ہوگئی پھر میں ان کو لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوگئی اور انہیں حضور کی گود میں دے دیا حضور نے کھجور منگوائی اور وہ عبداللہ بن زبیر کے منہ میں چبا کر رکھدی تو سب سے پہلی چیز جو عبداللہ بن زبیر کے منہ میں گئی وہ حضور کا لعاب دہن ہے۔

بخاری جلد ۲ کتاب العقیقۃ ص ۸۲۲

یعنی حضرت اسماء کے نزدیک حضور کا مبارک تھوک باعث خیر و برکت تھا اور

نہایت متبرک تھا اسی لئے وہ اس بات پر خوش ہوتیں اور بطور فخر بیان فرماتیں کہ میرے بچے کے منہ میں سب سے پہلے جو چیز داخل ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا مبارک تھوک تھا۔

(۱۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ مَرِضْتُ فَجَاءَ نِيْ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُ نِيْ وَاَبُو بَكْرٍ وَهُمَا مَا شِيَا ن فَاَتَا نِيْ وَقَدْ اُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْئَهُ عَلَيَّ فَاَفَقْتُ(الخ الْحَدِيْث)

حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں بیمار ہوگیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے تھے اور حضرت ابوبکر آپ کے ساتھ تھے اور وہ دونوں حضرات پیدل چل کر تشریف لائے تھے پھر حضور نے وضو فرمایا اور اپنے وضو کا پانی میرے اوپر ڈالدیا تو میں بالکل ٹھیک ہوگیا۔

بخاری جلد۲ص ۱۰۸۷ کتاب الاعتصام

(۱۲) عَنْ مِسْوَرِبْنِ مَخْرَمَةَ ثُمَّ اَنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْ مُقُ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَاوَجْهَهُ وَجِلْدَهُ وَاِذَا اَمَرَهُمْ اِبْتَدَرُوْااَمْرَهُ وَاِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلىٰ وَضُوْئِهِ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْماً لَهُ فَرَجَعَ عُرْوَةُ اِلىٰ اَصْحَابِهِ فَقَالَ اَیْ قَوْمِ وَاللّٰهِ وَفَدْتُ عَلىٰ الْمُلُوْكِ وَوَفَدْتُ عَلىٰ قَيْصَرَ وَكِسْرىٰ وَالنَّجَاشِيَّ وَاللّٰهِ اِنْ رَاَيْتُ مَلِكاً قَطُّ يُعَظِّمُهُ اَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّداًوَاللّٰهِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ وَاِذَا اَمَرَهُمْ اِبْتَدَرُوْااَمْرَهُ وَاِذَا

تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ وَضُوْئَهُ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْماً لَهُ الخ الحديث

حضرت مسور بن مخرمہ (صلح حدیبیہ کی حدیث) بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عروہ حضور کے اصحاب کو غور سے دیکھنے لگے انہوں نے دیکھا کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھوکتا یا کھنکھارنا فرماتے تو آپ کے تھوک اور کھنکھار بجائے زمین پر گرنے کے کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ میں گرتا تو وہ اس کو ہاتھ میں لے کر اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا جب آپ کسی بات کا حکم دیتے فوراً اس کی تعمیل کی جاتی، اور جب آپ وضو فرماتے تو لوگ آپ کے دھوون کو لینے کے لئے ٹوٹ پڑتے اور ہر ایک کی یہ کوشش ہوتی کہ یہ پانی مجھ کو مل جائے اور جب لوگ آپ سے گفتگو فرماتے تو نہایت دھیرے دھیرے پست آواز سے اور آپ کی اتنی تعظیم کرتے کہ آپ کی طرف نظر جما کر دیکھتے بھی نہیں اس کے بعد عروہ نے اپنے ساتھیوں میں آکر کہا۔ اے قوم میں واللہ بادشاہوں کے درباروں میں وفد لیکر گیا ہوں میں قیصر وکسریٰ اور نجاشی کے دربار میں گیا ہوں لیکن خدا کی قسم میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہ دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسی کہ محمد کے ساتھی ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا تھوک وکھنکھار کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے جب وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو فوراً ان کے حکم کی تعمیل کی جاتی ہے جب وہ وضو فرماتے ہیں تو ان کے وضو کے دھوون کو لینے کے لئے ایسے دوڑتے ہیں کہ جیسے وہ اس کو حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے لڑنے کو آمادہ ہو جائیں گے اور وہ اپنی آوازوں کو ان کی بارگاہ میں پست رکھتے ہیں اور اتنی زیادہ تعظیم کرتے ہیں کہ نظر جما کر وہ ان کی طرف دیکھتے تک نہیں، الخ الحدیث۔

بخاری جلد ۱/کتاب الشروط باب الشروط فی الجھاد ص ۳۷۹

(۱۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّی الْغَدَاۃَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِیْنَۃِ بِاٰنِیَتِھِمْ فِیْھَا الْمَاءُ فَمَا یُؤْتیٰ بِاَنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ یَدَہٗ فِیْہِ وَرُبَمَا جَائَہٗ فِی الْغَدَاۃِ الْبَارِدَۃِ فَیَغْمِسُ یَدَہٗ فِیْھَا۔

حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب فجر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو مدینے کے خادم آپ کی خدمت میں پانی بھرے برتن لیکر حاضر ہو جاتے آپ ان برتنوں میں (برکت عطا فرمانے کے لئے) اپنا ہاتھ ڈال دیتے تھے۔ کبھی کبھی سخت سردی میں بھی آپ ان پر از راہ کرم اپنا ہاتھ پانی میں ڈالدیتے۔

مسلم جلد۲ / باب قربہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتبرکھم بہ ص ۲۵۶

مشکوۃ ص ۵۱۹ باب فی اخلاقہ وشمائلہ

(۱۴) عَنْ عِیْسیٰ بْنِ طُھْمَانَ قَالَ اَخْرَجَ اِلَیْنَا اَنَسٌ نَعْلَیْنِ جَرْدَاوَیْنِ لَھُمَا قِبَالَانِ فَحَدَّثَنِیْ ثَابِتُ الْبُنَانِیْ بَعْدُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّھُمَا نَعْلَا النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

حضرت عیسی بن طہمان سے روایت ہے کہ انہیں حضرت انس نے دو پرانے جوتے دکھائے جن میں سے ہر ایک میں دو تسمے تھے ثابت البنانی نے مجھے بتایا کہ حضرت انس نے فرمایا تھا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک جوتیاں ہیں۔

بخاری جلد۱ / کتاب الجہاد باب ماذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ ص ۴۳۸

یہاں امام بخاری نے اپنی صحیح میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منسوب اشیاء میں آپ کے پانی پینے کے پیالے آپ کی مبارک چادر آپ کی تلوار آپ کی انگوٹھی سے متعلق احادیث بھی نقل کی ہیں جن کو صحابہ کرام نے بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا تھا خود امام بخاری کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جس چیز کو تعلق ہو جائے وہ باعث برکت ہے اور اس سے فیض حاصل کرنا جائز

ہے اسی لئے ان سب چیزوں سے متعلق احادیث پر مشتمل باب اور عنوان کو انہوں نے ان الفاظ میں ذکر کیا جو بخاری کے بعض نسخوں میں ہے۔

بَابُ مَاذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَصَاهُ وَسَيْفِهِ وَقَدْحِهِ وَخَاتِمِهِ وَمِنْ شَعْرِهِ وَنَعْلِهِ وَآنِيَتِهِ مِمَّا يَتَبَرَّكُ بِهِ اَصْحَابُهُ وَغَيْرُهُمْ بَعْدَ وَفَاتِهِ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زرہ، لاٹھی، تلوار، پیالہ، انگوٹھی، بال، جوتے، اور برتنوں کا ذکر جن سے صحابۂ کرام ودیگر حضرات حضور کے وصال کے بعد برکت حاصل کرتے اور انہیں تبرک سمجھتے تھے۔

بخاری جلد ا کتاب الجہاد ص ۴۳۸

(۱۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَقَدْرَ أَيْتُنِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَضَرَتِ الْعَصْرُ وَلَيْسَ مَعَنَامَاءٌ غَيْرُ فَضْلَةٍ فَجُعِلَ فِيْ اِنَاءٍ فَاُتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَدْخَلَ يَدَهُ فِيْهِ وَفَرَّجَ اَصَابِعَهُ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلٰى اَهْلِ الْوُضُوْءِ الْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ فَلَقَدْرَاَيْتُ الْمَاءَ يَتَفَجَّرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ وَشَرِبُوْا فَجَعَلْتُ لَا اٰلُوْ مَا جَعَلْتُ فِيْ بَطْنِيْ مِنْهُ فَعَلِمْتُ اَنَّهُ بَرَكَةٌ قُلْتُ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ اَلْفاً وَاَرْبَعَمِائَةٍ.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں دیکھا کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا لیکن ذرا سے بچے ہوئے پانی کے سوا اور کچھ نہ تھا جو ایک برتن میں جمع کر کے حضور کی خدمت میں پیش کر دیا گیا حضور نے اپنا مبارک ہاتھ اس میں ڈالدیا اور انگلیاں پھیلا دیں اور فرمایا وضو کرنے والے آئیں اور اللہ کی برکت سے فائدہ اٹھائیں جابر کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا پانی

آپ کی انگلیوں سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا ہے پس لوگوں نے وضو کیا اور پانی پیا اور میں نے اپنا پیٹ بھرنے میں کوئی کوتاہی نہ کی خوب پیٹ بھر کر پیا کیونکہ میرے عقیدے میں وہ پانی برکت والا تھا راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے پوچھا کہ اس وقت آپ لوگ کتنے تھے فرمایا چودہ سو۔

بخاری جلد۲ کتاب الاطعمۃ باب شرب البرکۃ والماء المبارک ص۸۴۲

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور سے بے پناہ عشق ومحبت اور آپ کو باعث فیض وبرکت جاننا اور آپ کی ہر ادا پر قربان رہنا ہی صحابہ کی زندگی تھی۔

(۱۶) عَنْ مَعَاذِبْنِ جَبَلٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلّٰى اللّٰهِ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ غَزْوَةِ تَبُوْكٍ (وقَصَّ الْحَدِيْثَ اِلىٰ اَنْ قَالَ) قَالَ اِنَّكُمْ سَتَأْتُوْنَ غَداً اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَيْنَ تَبُوْكٍ وَاِنَّكُمْ لَن تَأْتُوْهَا حَتّٰى يُضْحَى النَّهَارُ فَمَنْ جَاءَ هَامِنْكُمْ فَلَا يَمُسَّ مِنْ مَّاءِ هَا شَيْئاً حَتّٰى اٰتِىَ فَجِئْنَا هَا وَقَدْ سَبَقَنَا اِلَيْهَا رَجُلَانِ وَالْعَيْنُ مِثْلُ الشِّرَاكِ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِّنْ مَّاءٍ قَالَ فَسَأَلَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّٰى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَسَسْتُمَا مِنْ مَائِهَا شَيْئاً قَالَ نَعَم فَسَبَّهُمَا النَّبِيُّ صَلّٰى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُوْلَ قَالَ ثُمَّ غَرَفُوْا بِاَيْدِيْهِمْ مِنَ الْعَيْنِ قَلِيْلًا قَلِيْلًا حَتّٰى اِجْتَمَعَ فِيْ شَيْءٍ قَالَ وَغَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّٰى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ ثُمَّ اَعَادَهُ فِيْهَا فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ اَوْ قَالَ غَزِيْرٍ فَاسْتَقَى النَّاسُ ثُمَّ قَالَ يُوْشِكُ يَا مَعَاذُ اِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ اَنْ تَرىٰ مَاءَ هَا هُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَاناً.

حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ ہم لوگ جنگ تبوک کے سال حضور

کے ساتھ سفر پر نکلے (حضرت معاذ آگے حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کل تم لوگ تبوک میں واقع پانی کے چشمے تک پہونچ جاؤ گے اور تم لوگ دن چڑھے تک وہاں پہونچ جاؤ گے تو تم میں جو بھی پانی کے چشمے تک پہونچے وہ اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے جب تک کہ میں وہاں نہ پہونچ جاؤں، راوی کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس پر پہونچے اور دو آدمی ہم سے پہلے پہونچ چکے تھے اور چشمہ پانی کی کمی کے باعث تسمے کی طرح رس رہا تھا تو حضور نے ان دونوں سے پوچھا کیا تم نے پانی کو ہاتھ لگایا انہوں نے کہا ہاں اس پر حضور نے ان دونوں کو ڈانٹا اور وہ کہا جو اللہ نے چاہا پھر لوگوں نے چلووں سے چشمے کا پانی تھوڑا تھوڑا لے کر جمع کیا پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پانی میں اپنے ہاتھ اور منہ کو دھویا اور اس دھوون کو چشمے میں لوٹ دیا تو اس کی برکت سے بہت تیزی کے ساتھ چشمے سے پانی جاری ہو گیا اور لوگوں نے خوب پیا حضور نے ارشاد فرمایا اے معاذ اگر تمہاری زندگی رہی تو تم دیکھو گے یہ چشمہ اس زمین کو باغات وآبادیوں سے بھر دے گا۔

مسلم جلد۲ رکتاب الفضائل باب فی المعجزات ص ۲۴۶

(۱۷) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ لَقَدْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ یَحْلِقُهُ وَاَطَافَ بِهٖ اَصْحَابُهُ فَمَا یُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ اِلَّا فِیْ یَدِرَجُلٍ .

حضرت انس سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ بال کاٹنے والا حضور کے بال کاٹ رہا ہے اور صحابۂ کرام چاروں طرف گھیرے ہوئے ہیں اور ان کی خواہش یہ ہے کہ حضور کا کوئی بال زمین پر نہ گرے بلکہ کسی نہ کسی جانثار کے ہاتھ میں آئے۔

مسلم شریف جلد۲ رباب قربۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتبرکھم بہ ص ۲۵۶

ان دونوں احادیث کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں:

وَفِیْهِ التَّبَرُّکُ بِآثَارِ الصَّالِحِیْنَ وَبَیَانُ مَا کَانَتْ الصَّحَابَةُ عَلَیْهِمْ مِنَ التَّبَرُّکِ بِآثَارِهٖ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتَبَرُّکُهُمْ بِاِدْخَالِ یَدِهٖ الْکَرِیْمَةِ فِی الْآنِیَةِ وَتَبَرُّکُهُمْ بِشَعْرِهٖ الْکَرِیْمِ وَاِکْرَامُهُمْ اِیَّاهُ اَنْ یَّقَعَ شَیْءٌ مِنْهُ اِلَّا فِیْ یَدِ رَجُلٍ سَبَقَ اِلَیْهِ۔

یعنی ان حدیثوں سے نیک بندوں کی نشانیوں سے برکت حاصل کرنے کا ثبوت ملتا ہے اور یہ کہ صحابۂ کرام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار سے برکت حاصل کرتے تھے اور پانی میں آپ کا ہاتھ ڈلوا کر اور آپ کے بال سے برکت حاصل کرتے تھے اور آپ کا اس درجہ احترام فرماتے کہ انھیں آپ کے بالوں کا زمین پر گرنا گوارہ نہ تھا بلکہ وہ انہیں بڑھ کر ہاتھ میں لیتے تھے۔ (حاشیہ مسلم للامام النووی ص ۲۵۶)

(۱۸) عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَنْطَلِقَ اِلٰی اَرْضِ النَّجَاشِیْ فَذَکَرَ حَدِیْثَهٗ قَالَ النَّجَاشِیُّ اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ الَّذِیْ بَشَّرَبِهٖ عِیْسٰی بْنُ مَرْیَمَ وَلَوْ لَا مَا اَنَا فِیْهِ مِنَ الْمُلْکِ لَاَتَیْتُهٗ حَتّٰی اَحْمِلَ نَعْلَیْهِ۔

حضرت ابو بردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نجاشی شاہ حبشہ کے ملک میں جانے کا حکم دیا انہوں نے اپنا پورا قصہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ نجاشی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور یہ وہی ہیں جن کی خوشخبری حضرت عیسیٰ ابن مریم نے دی ہے اور اگر میرے ساتھ یہ بادشاہت کا مسئلہ نہ ہوتا تو ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ان کی جوتیاں اٹھاتا۔

سنن ابوداؤد کتاب الجنائز باب الصلوۃ علی المسلم بموت فی بلاد الشرک ص ۴۵۷

یہ حضرت نجاشی بادشاہ حبشہ ہیں جو حضور پر ایمان لائے فتح مکہ کے سال ان کی موت ہوئی اور حضور نے ان کی موت کی خبر مدینے شریف میں دی اور غائبانہ ان کی جنازے کی نماز ادا فرمائی جیسا بخاری و مسلم میں ہے سنن ابوداؤد میں بھی اس سے پہلی حدیث میں یہ سب مذکور ہے۔

(۱۹) عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ هٰذِهٖ جُبَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْرَجَتْ اِلَيَّ جُبَّةً طَيَالِسَةً كِسْرَوَانِيَّةً لَهَا لِبْنَةُ دِيْبَاجٍ وَفَرْجَيْهَا مَكْفُوْفَيْنِ بِالدِّيْبَاجِ فَقَالَتْ هٰذِهٖ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ حَتّٰى قُبِضَتْ فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى وَنَسْتَشْفِيْ بِهَا .

حضرت اسماء بنت ابی بکر سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک کسروانی جبہ نکالا جس کا گریبان دیباج کا تھا اور دونوں چاکوں میں دیباج کی گوٹ لگی ہوئی تھی اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ ہے یہ حضرت عائشہ کے پاس تھا جب ان کا وصال ہوگیا تو میں نے لیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو پہنتے تھے اور ہم اس کو دھوکر اس کا دھون بیماروں کو پلاتے ہیں اور اس ذریعے سے ان کی شفا چاہتے ہیں۔ مسلم شریف جلد۲ کتاب اللباس والزینۃ ص ۱۹۰

(۲۰) عَنْ سَهْلٍ اَنَّ امْرَاَةً جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ مَنْسُوْجَةٍ فِيْهَا حَاشِيَتُهَا قَالَتْ نَسَجْتُهَا بِيَدِيْ فَجِئْتُ لِاَكْسُوْكَهَا فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجاً اِلَيْهَا فَخَرَجَ اِلَيْنَا وَاِنَّهَا اِزَارُهُ فَحَسَّنَهَا فُلَانٌ فَقَالَ اَكْسِنِيْهَا مَا اَحْسَنَهَا فَقَالَ الْقَوْمُ مَا اَحْسَنْتَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجاً اِلَيْهَا ثُمَّ سَاَلْتَهُ وَعَلِمْتَ اَنَّهُ لَا يَرُدُّ قَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ مَاسَاَلْتُهُ لِاَلْبَسَهُ وَاِنَّمَا سَاَلْتُهُ

لِتَكُوْنَ كَفَنِىْ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهٗ.

حضرت سہل سے مروی ہے کہ ایک عورت نے ایک کنارے والی چادر حضور کی خدمت میں پیش کی اور عرض کیا کہ یہ میں نے آپ کے لئے اپنے ہاتھ سے بنی ہے تو حضور نے اس کو قبول فرمالیا اور آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی آپ اس کا تہبند باندھ کر ہم لوگوں میں تشریف لائے تو ایک صاحب کو وہ چادر نہایت اچھی معلوم ہوئی اور انہوں نے اس کو حضور سے مانگ لیا صحابۂ کرام نے ان سے کہا کہ تم نے اچھا نہیں کیا حضور کو آج کل اس کی ضرورت تھی اور تم کو معلوم ہے کہ حضور مانگنے والے کو منع نہیں فرماتے تو وہ صاحب کہنے لگے کہ میں نے وہ چادر خدا کی قسم اپنے پہننے کے لئے نہیں لی ہے بلکہ اس لئے مانگی ہے تا کہ وہ میرا کفن ہو جائے حضرت سہل راوی حدیث فرماتے ہیں کہ وہ چادر واقعی ان صاحب کے کفن میں کام آئی۔

بخاری جلد ۱ر کتاب الجنائز ص ۱۷۰

(۲۱) عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْراً مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَّهٗ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اَنْكَرْتُ بَصَرِىْ وَاَنَا اُصَلِّىْ لِقَوْمِىْ فَاِذَا كَانَتِ الْاَمْطَارُ سَالَ الْوَادِى الَّذِىْ بَيْنِىْ وَبَيْنَهُمْ لَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اٰتِىَ مَسْجِدَهُمْ فَاُصَلِّىْ لَهُمْ فَوَدِدْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّكَ تَاْتِىْ فَتُصَلِّىْ فِىْ بَيْتِىْ فَاَتَّخِذُهٗ مُصَلًّى فَقَالَ سَاَفْعَلُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ وَقَالَ عِتْبَانُ فَغَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَاْذَنَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنْتُ لَهٗ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ لِىْ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّىَ مِنْ بَيْتِكَ فَاَشَرْتُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَقَامَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَصَفَفْنَا وَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ۔

حضرت عتبان بن مالک سے مروی ہے اور یہ عتبان حضور کے ان اصحاب میں سے ہیں جو انصار کی جانب سے جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو آنکھوں سے نظر نہیں آتا اور قوم کو نماز پڑھاتا ہوں جب بارش ہوتی ہے تو راستے کی وادی پانی سے بھر جاتی ہے جو میرے اور ان کے درمیان واقع ہے اور مسجد میں جا کر ان لوگوں کو نماز پڑھانا میرے بس سے باہر ہو جاتا ہے لہٰذ میں چاہتا ہوں کہ حضور میرے غریب خانے پر تشریف لا کر کسی جگہ نماز پڑھ دیں اور میں اسی جگہ کو اپنی عبادت گاہ بناؤں حضور نے ارشاد فرمایا انشاء اللہ میں ایسا کروں گا۔

عتبان کا بیان ہے کہ اگلے دن دن چڑھے حضور تشریف لائے اور ان کے ساتھ جناب ابوبکر بھی تھے پھر حضور نے گھر میں آنے کی اجازت چاہی میں نے اجازت دیدی اور آپ گھر میں آ کر بیٹھے نہیں بلکہ فرمایا تم کس جگہ مجھ سے نماز پڑھوانا پسند کرتے ہو میں وہیں نماز پڑھوں تو میں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کر دیا پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر نماز شروع فرمائی آپ نے تکبیر کہی اور ہم لوگوں نے آپ کے پیچھے صفیں لگالیں حضور نے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا۔

بخاری جلد۲ باب کتاب الاطعمۃ ص ۸۱۳

اللہ کی عبادت کسی بھی جگہ کی جاسکتی ہے لیکن حضرت عتبان نے اپنے گھر میں اسی جگہ کو عبادت گاہ بنایا جہاں حضور سے انہوں نے نماز پڑھوائی۔ گویا ان کے عقیدے میں حضور سے فیض و برکت حاصل کرنا بھی ضروری تھا۔

(۲۲) عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ خَرَجْنَا وَفْداً اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَبَایَعْنَاهُ وَصَلَّیْنَا مَعَهُ وَاَخْبَرْنَاهُ اَنَّ بِاَرْضِنَا بِیْعَةً لَنَا

فَاسْتَوْ هَبْنَاهُ مِنْ فَضْلِ طُهُوْرِہٖ فَدَعَا بِمَاءٍ وَتَوَضَّأَ وَتَمَضْمَضَ ثُمَّ صَبَّهُ فِيْ اِدَاوَةٍ وَاَمَرَنَا فَقَالَ اُخْرُجُوْا فَاِذَا اَتَيْتُمْ اَرْضَكُمْ فَاكْسِرُوْا بِيْعَتَكُمْ وَانْضِحُوْا مَكَانَهَا بِهٰذَا الْمَاءِ وَاتَّخِذُوْهَا مَسْجِدًا قُلْنَا اِنَّ الْبَلَدَ بَعِيْدٌ وَ الْحَرَّ شَدِيْدٌ وَالْمَاءُ يَنْشِفُ فَقَالَ مُدُّوْهُ مِنَ الْمَاءِ فَاِنَّهُ لَا يَزِيْدُهُ اِلَّا طِيْبًا فَخَرَجْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا بَلَدَنَا فَكَسَرْنَا بِيْعَتَنَا ثُمَّ نَضَحْنَا مَكَانَهَا وَاتَّخَذْنَاهَا مَسْجِدًا فَنَادَيْنَا فِيْهِ بِالْاَذَانِ قَالَ وَالرَّاهِبُ رَجُلٌ مِنْ طَيٍّ فَلَمَّا سَمِعَ الْاَذَانَ قَالَ دَعْوَةُ حَقٍّ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ تَلْعَةً مِّنْ تَلَاعِنَا فَلَمْ نَرَهُ بَعْدُ .

حضرت طلق بن علی سے مروی ہے کہ ہم لوگ وفد کی شکل میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہم نے حضور کو بتایا کہ ہمارے یہاں ہمارا گرجا ہے تو ہم نے حضور سے آپ کے وضو کا دھوون مانگا آپ نے پانی منگایا وضو فرمایا کلی کی پھر اس پانی کو ایک برتن میں ڈال دیا اور ہم کو حکم دیا کہ تم لوگ جاؤ اور جب اپنے وطن پہونچو تو اس گرجا کو توڑ ڈالو، اور اس جگہ یہ پانی چھڑکو اور وہاں مسجد بناؤ ہم نے عرض کیا ہمارا وطن دور ہے اور گرمی سخت ہے اور پانی خشک ہونے والی چیز ہے تو حضور نے فرمایا اس میں اور پانی ملاتے رہنا اس کی خوبی بڑھتی رہے گی حضرت طلق بن علی کہتے ہیں کہ حضور سے رخصت ہو کر جب ہم وطن پہونچے تو ہم نے گرجا توڑ ڈالا اور حضور کے وضو کا دھوون اس جگہ چھڑک کر مسجد بنالی اور اذان پکاری گرجا کا راہب (عیسائی پادری) قبیلہ طی کا آدمی تھا اس نے اذان سنی تو کہنے لگا یہ پیغام حق ہے اور وہ زمین کے نچلے حصے میں اتر گیا اس کے بعد ہم نے اس کو کبھی نہ دیکھا۔

سنن النسائی جلد ۱ر باب اتخاذ البیع مساجد ص ۸۱

مشکوٰۃ باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ ص ۶۹

اس حدیث میں آپ نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان لوگوں کو آب وضو دینا اور گرجا کو توڑ کر اس جگہ مسجد بنانے سے قبل وہاں حضور کے آب وضو کو ان لوگوں کا چھڑکنا اور خود حضور کا اس کے لئے حکم فرمانا بتا رہا ہے کہ صحابۂ کرام حضور کے منسوبات سے فیض حاصل کرتے تھے اور یہ برکت وفیض حاصل کرنے کی تعلیم خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہی دی تھی۔

(۲۳) عَنْ زَارِعٍ وَكَانَ فِيْ وَفْدِ عَبْدِالْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ عَنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهُ.

حضرت زارع سے مروی ہے قبیلہ عبدالقیس کا وفد جب حضور سے ملنے آیا تھا ان کے ساتھ یہ بھی تھے کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ مدینے میں آئے تو ہم ایک دوسرے پر سبقت لینے کے لئے اپنی سواریوں سے جلدی جلدی اترتے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں کو چومتے اور آپ کے پیروں کو چومتے تھے۔

سنن ابوداؤد جلد۲ رباب قبلۃ الرجل ص ۷۰۹/ مشکوٰۃ باب المصافحۃ ص ۴۰۲

اس حدیث کو پڑھ کر آپ نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم آپ کا احترام یہاں تک کہ آپ کے ہاتھوں اور پیروں کو چومنا اور اس میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرنا یہ سب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک وسلم کا طریقہ کار تھا اور یہ امور ان میں رائج تھے اس حدیث سے علماء نے ارباب علم وفضل کے ہاتھوں اور پیروں کو چومنے کا جواز ثابت کیا ہے۔

(۲۴) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَلَسَ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ هُوَ وَاَصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ اسْقِنَا يَاسَهْلُ فَاَخْرَجْتُ لَهُمْ هٰذَا الْقَدَحَ فَاَسْقَيْتُهُمْ فِيْهِ فَاَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذٰلِكَ الْقَدَحِ فَشَرِبْنَا مِنْهُ قَالَ ثُمَّ اِسْتَوْهَبَهُ عُمَرُ بْنُ

عَبْدُالْعَزِیْزِ ذٰلِکَ فَوَهَبَهُ لَهُ .

حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سقیفہ بنوساعدہ میں صحابہ کے ساتھ جلوہ افروز ہوئے اور مجھ سے فرمایا اے سہل پانی پلاؤ تو حضرت سہل نے (ایک پیالہ جوان کے ہاتھ میں تھا اس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) کہ میں نے اس پیالے میں حضور اور آپ کے ساتھیوں کو پانی پلایا راوی کہتے ہیں کہ حضرت سہل نے پھر وہ پیالہ نکالا اور ہم لوگوں نے اس سے (حصول برکت کے لئے) پانی پیا پھر وہ پیالہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حضرت سہل سے مانگا تو انہوں نے انہیں کو دے دیا۔

بخاری جلد۲ / باب الشرب من قدح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۸۴۲

(۲۵) عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ قَالَ رَأَیْتُ قَدَحَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ وَکَانَ قَدِانْصَدَعَ فَسَلْسَلَهُ بِفِضَّةٍ قَالَ وَهُوَ قَدَحٌ جَیِّدٌ عَرِیْضٌ مِنْ نُضَارٍ قَالَ قَالَ اَنَسٌ لَقَدْ سَقَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذِهِ الْقَدَحِ اَکْثَرَ مِنْ کَذَا وَکَذَا قَالَ وَقَالَ ابْنُ سِیْرِیْنَ اِنَّهُ کَانَ فِیْهِ حَلْقَةٌ مِّنْ حَدِیْدٍ فَاَرَادَاَنَسٌ اَنْ یَّجْعَلَ مَکَانَهَا حَلْقَةً مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ فَقَالَ لَهُ اَبُوْ طَلْحَةَ لَا تُغَیِّرَنَّ شَیْئاً صَنَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَکَهُ .

حضرت عاصم بن احول کا بیان ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پانی پینے کا پیالہ حضرت انس کے پاس دیکھا ہے جو پھٹ گیا تھا اور وہ چاندی کے تاروں سے گانٹھا ہوا تھا ان کا بیان ہے کہ وہ پیالہ بہت عمدہ عریض اور بہترین لکڑی کا تھا حضرت انس کا بیان ہے کہ میں نے اس پیالے میں بے شمار مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پانی پلایا ہے ابن سیرین نے کہا کہ اس کے گرد لوہے کا ایک حلقہ تھا

حضرت انس نے چاہا کہ اس کی جگہ سونے یا چاندی کا حلقہ لگوا دیں حضرت ابوطلحہ نے اس سے منع فرمایا کہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنایا ہے اس کو بدلنے کی کوشش قطعاً نہ کرو۔ لہٰذا حضرت انس نے ارادہ ترک فرمایا۔

بخاری جلد ۲ ر باب الشرب فی الاقداح ص ۸۴۲

ان حدیثوں سے آپ نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ صحابۂ کرام حضور کی نشانیوں کو متبرک سمجھتے تھے اور ان کو باعث برکت جان کر اپنے پاس رکھتے تھے اور ان کا نہایت ادب فرماتے کہ اس میں کوئی تبدیلی بھی گوارہ نہ کرتے اور برکت کے لئے آپ کے پیالے سے پانی پیتے تھے۔

(۲۶) عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْھَا جِرَۃِاِلیٰ الْبَطْحَاءِ فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّی الظُّھْرَ رَکْعَتَیْنِ وَالعَصْرَ رَکْعَتَیْنِ وَبَیْنَ یَدَیْہِ عَنَزَۃٌ کَانَ تَمُرُّ مِنْ وَّرَائِھَا المَرأۃُ وَقَامَ النَّاسُ فَجَعَلُوْا یَأْخُذُوْنَ یَدَیْہِ فَیَمْسَحُوْنَ بِھِمَا وُجُوْھَھُمْ قَالَ فَاَخَذْتُ بِیَدَیْہِ فَوَضَعْتُھَا عَلیٰ وَجْھِیْ فَاِذَا ھِیَ اَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَاَطْیَبُ رَائِحَةً مِّنَ الْمِسْکِ.

حضرت ابوجحیفہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوپہر کے وقت بطحاء میں تشریف لائے اور دو دو رکعت ظہر اور عصر کی نماز پڑھی آپ کے سامنے ایک نیزہ گاڑ دیا گیا تھا اس کے پیچھے سے عورتیں گذر گئیں اور مرد کھڑے رہے پھر وہ لوگ حضور کے ہاتھوں کو لیکر اپنے چہرے پر ملنے لگے میں نے بھی حضور کا ہاتھ لیکر اپنے چہرے سے لگایا تو دیکھا وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا اور مشک کی خوشبو سے زیادہ مہک رہا تھا

بخاری جلد ۱ ر ص ۵۰۲ باب سنۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۲۷) عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ قَالَ فَخَرَجَ بِلَالٌ فَنَادیٰ بِالصَّلٰوۃِ ثُمَّ دَخَلَ فَاَخْرَجَ فَضْلَ وَضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ النَّاسُ عَلَیْہِ یَاْخُذُوْنَ مِنْہُ۔

حضرت ابوجحیفہ کہتے ہیں کہ پھر حضرت بلال نکلے اور اذان دی پھر حضور خیمے میں تشریف لے گئے اور اپنے وضو کا بچا ہوا پانی نکال کر باہر لائے تو میں نے دیکھا کہ صحابۂ کرام حضور کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو حاصل کرنے کے لئے اس پر گرے جا رہے ہیں۔

بخاری جلد ۱/ باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۵۰۳

ان احادیث سے آپ پر واضح ہو گیا ہوگا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم پاک کا غسالہ جانثاروں کے لئے نہایت باعث برکت اور لائق تعظیم و تکریم تھا اور آپ کے مبارک ہاتھوں کو چہروں پر لگا کر برکت حاصل کرتے تھے۔

بخاری اور مسلم کے حوالہ سے مشکوٰۃ میں اس حدیث کے اخیر میں یہ کلمات ہیں۔

فَمَنْ اَصَابَ مِنْہُ شَیْئًا تَمَسَّحَ بِہٖ وَمَنْ لَّمْ یُصِبْ مِنْہُ اَخَذَ مِنْ بَلَلِ یَدِ صَاحِبِہٖ۔

یعنی جس کو حضور کا دھوون مل گیا وہ اس کو بدن پر پھرا لیتا اور جس کو نہیں ملا اس نے اپنے کسی ساتھی کے ہاتھ کی تری لے لی۔

مشکوٰۃ بحوالہ بخاری و مسلم باب السترۃ ص ۴۷

سبحان اللہ ان احادیث کو پڑھ کر یہ کہنا ہی پڑے گا کہ واقعی صحابۂ کرام سب کے سب شمع نبوت کے پروانے تھے اور آپ کے دیوانے تھے۔

(۲۸) عَنْ عُثْمٰنَ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَوْھَبٍ قَالَ اَرْسَلَنِیْ اَھْلِیْ اِلیٰ اُمِّ سَلَمَۃَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ وَکَانَ اِذَا اَصَابَ الْاِنْسَانَ عَیْنٌ اَوْ شَیْءٌ بَعَثَ اِلَیْھَا

مَخضَبَۃٌ فَاخرَجَتَ مِنْ شَعْرَ رَسُولِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وَکَانَتُ تُمسِکُہٗ فِیْ جُلْجُلِ مِنْ فِضَّۃٍ فَخَضخَضتُہٗ لَہٗ فَشَرِبَ مِنْہُ قَالَ فَاطَّلَعْتُ فِی الْجُلْجُلِ فَرَأَیْتُ شَعْرَاتٍ حَمراء ۔

حضرت عثمان بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میرے گھر والوں نے مجھ کو ام المومنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ایک برتن میں پانی لیکر بھیجا اور جب بھی کسی شخص کو نظر لگ جاتی یا اسے کوئی پریشانی یا بیماری ہوتی تو حضرت ام سلمۃ کی خدمت میں لگن (بڑے برتن) میں پانی لیکر بھیجا جاتا تو حضرت ام سلمہ رسول للہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بال نکال کرلاتیں اور وہ ان کے پاس ایک چاندی کی کپی میں رہتا تھا پھر پانی میں ڈال کر ہلایا جاتا اور وہ شخص اس پانی کو پیتا راوی کہتے ہیں کہ میں نے برتن میں جھانک کر دیکھا تو مجھ کو چند سرخ رنگ کے بال دکھائی دئے۔

مشکوۃ باب الفال والطیر ۃ ص ۳۹۱ صحیح بخاری جلد ۲ ر

کتاب اللباس باب مایذکر فی الشیب ص ۸۷۵

یہ ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں اور یہ صحابۂ کرام کا زمانہ تھا جس میں حضور کے مبارک بال پانی میں ڈال کر اور ہلا کر مریضوں کو وہ پانی پلایا جاتا تھا اور اس دور میں یہ کہنے والا کوئی نہیں تھا کہ رسول اللہ کے تبرکات سے برکت وفیض حاصل کرنا شرک وبدعت ہے۔

(۲۹) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ اَمَرَ نَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نَتَصَدَّقَ وَوَافَقَ ذٰلِکَ عِنْدِیْ مَا لَاً فَقُلْتُ اَسْبَقُ اَبَا بَکْرٍ اِنْ سَبَقْتُہٗ یو ماً قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِکَ فَقَالَ اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قُلْتُ لَا اَسْبَقُہٗ اِلٰی شَیْئٍ اَبَداً ۔

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ دینے کا حکم دیا اتفاق سے ان دنوں میرے مالی حالات اچھے تھے میں نے دل میں سوچا کہ اگر کبھی میں حضرت ابوبکر سے آگے نکل سکتا ہوں تو وہ موقعہ آج ہے لہٰذا میں نے اپنے سارے مال کا آدھا لاکر حضور کی خدمت میں پیش کر دیا حضور نے مجھ سے پوچھا تم نے گھر والوں کے لئے کچھ چھوڑا میں نے عرض کیا ہاں فرمایا کتنا؟ میں نے عرض کیا اتنا ہی اور جناب ابوبکر اپنا سارا مال لیکر حاضر ہوئے حضور نے ان سے پوچھا اے ابوبکر اپنے گھر والوں کے لئے کیا باقی چھوڑ آئے ہو انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں نے گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑا ہے حضرت عمر فرماتے ہیں میں نے کہا کہ میں ابوبکر سے آگے کبھی نہیں نکل سکوں گا۔

ترمذی جلد ۲ / باب مناقب ابی بکر ص ۲۰۸

یعنی جناب صدیق اکبر نے صرف اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا بلکہ یہ فرمایا کہ میں نے گھر والوں کو اللہ و رسول کے بھروسے اور ان کے سہارے چھوڑا ہے۔ یہ ان کا عشق رسول بھی ہے اور خدائے تعالیٰ کے ساتھ ساتھ ذات محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر توکل و بھروسہ و اعتماد بھی، اور وہ سب خدائے تعالیٰ کی عطا ہے۔ کہ اس نے اپنے محبوب کو بے سہاروں کا سہارا بے کسوں کا کس اور بے بسوں کا بس بنایا ہے۔

(۳۰) عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلّٰی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَلَیْہِ فَنَزَلَ النَّبِیُّ صَلّٰی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی السِّفْلِ وَاَبُوْ اَیُّوْبَ فِی الْعُلُوِّ فَانْتَبَہَ اَبُوْ اَیُّوبَ لَیْلَۃً فَقَالَ نَمْشِیْ فَوْقَ رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَنَحَّوْا فَبَاتُوْا فِیْ جَانِبٍ ثُمَّ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلّٰی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلّٰی اللّٰہُ

تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السِفلُ اَرْفَقُ فَقَالَ لَا اَعلُوْ سَقِیفَۃً اَنْتَ تَحْتَہَا فَتَحَوَّ لَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْعُلُوّ وَاَبُوْ اَیُّوْبَ فِی السُّفْلِ فَکَانَ یَصْنَعُ لِنَبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَاماً فَاِذَ اجِیئَ بِہٖ اِلَیْہِ سَأَلَ عَنْ مَوْ ضِعِ اَصَابِعِہٖ فَیَتَتَبَّعُ مَوْ ضِعَ اَصَابِعِہٖ.

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے گھر مہمان ہوئے میں بالائی منزل میں رہتا اور حضور نیچے والی منزل میں ایک بار رات میں بیدار ہوا تو احساس ہوا کہ میں او پر چلتا ہوں اور حضور نیچے تشریف فرما ہیں اس خیال سے ایک کونے میں بیٹھ کر جاگتے ہوئی رات گذاری صبح کو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی حضور نے ارشاد فرمایا نچلی منزل میں ہمیں زیادہ آرام ہے عرض کیا حضور لیکن میں اس چھت پر کیسے رہ سکتا ہوں جس کے نیچے آپ ہوں اس کے بعد حضور اوپر کی منزل میں تشریف لے گئے اور ابوایوب نچلی منزل میں رہنے لگے حضور کیلئے کھانا تیار کرتے جب حضور کھانا تناول فرمالیتے بعد میں خود کھاتے بچے ہوئے کھانے کے بارے پوچھتے کہ حضور نے کدھر سے کھایا ہے پھر خاص اسی جگہ سے اٹھاتے۔

صحیح مسلم باب اباحۃ اکل الثوم جلد۲ رص ۱۸۳

حضرات! یہ اس وقت کا قصہ ہے جب حضور مکہ معظّمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے اور ابتداءً آپ کا قیام حضرت ابوایوب انصاری کے مکان میں ہوا تھا۔

اس حدیث شریف سے سبق حاصل کریں جو صرف ظاہری نماز روزہ اور احکام شرع کو ہی اسلام سمجھے ہوئے ہیں اور ان کی کتاب زندگی میں ادب و تعظیم کا کوئی باب نہیں بلکہ بے ادبی ان کی گھٹی میں پلادی گئی ہے۔

محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب اور آپ کی تعظیم اسلام میں کتنی ضروری ہے اور آپ کی شان میں بے ادبی کتنا بھیانک جرم ہے اس بارے میں قرآن میں خدائے تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے عمل برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

سورہ حجرات پارہ ۲۶ رکوع ۱۳

غور کریں کہ عمل (نماز روزہ وغیرہا) کو برباد کرنے کی وارننگ کس بات پر دی گئی ہے؟ ماننا ہی پڑے گا کہ ادب و تعظیم مصطفیٰ ایمان واسلام کی جان ہے اور بے ادب کے سارے اعمال وعبادات بیکار ہیں۔

قرآن کریم میں ایک اور مقام پر بالکل صاف صریح اور واضح الفاظ میں حضور کی تعظیم وتوقیر کا حکم خدائے تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔

بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشی اور ڈر سناتا۔ تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔

پارہ ۲۶ رکوع ۹ سورۃ فتح

(۳۱) عَنْ اَبِی مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ کَانَ یَضْرِبُ غُلَامَهٗ فَجَعَلَ یَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ فَجَعَلَ یَضْرِبُهٗ فَقَالَ اَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَتَرَکَهٗ الخ الحدیث

حضرت ابومسعود کے بارے میں مروی ہے کہ ایک دن آپ اپنے ایک غلام کو مار رہے تھے تو وہ کہنے لگا میں آپ کو اللہ کے نام کی دہائی دیتا ہوں تو وہ مارتے ہی رہے پھر اس نے کہا کہ رسول اللہ کے نام کی دہائی دیتا ہوں تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔

صحیح مسلم جلد ۲ باب صحبۃ المما لیک ص ۵۲

صحیح مسلم شریف کی اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بوقت مصیبت حضور کے نام کی دہائی جائز ہے اور حضرات صحابۂ کرام حضور سے کس قدر محبت اور عشق رکھتے تھے اس کا اندازہ صحابی رسول حضرت ابو مسعود کے اس طریقۂ کار سے لگائیے کہ پٹتے ہوئے غلام نے اللہ جل شانہ کے نام کا واسطہ دیا تو مارتے رہے اور جب حضور کے نام کی دہائی دی تو مارنا چھوڑ دیا کیونکہ حضور کا ادب اللہ جل شانہ سے محبت اور اس کی بندگی وفرماں برداری ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کے بھی محبوب ہیں اور خدائے تعالیٰ حضور کے ادب اور آپ کی تعظیم سے راضی ہوتا ہے خدائے تعالیٰ اگر ناراض ہو جائے تو حضور منالیں گے شفاعت فرمالیں گے لیکن اگر حضور خفا ہو جائیں تو دونوں جہاں میں کہیں ٹھکانہ نہیں ہے دیکھتے نہیں کہ خدائے تعالیٰ نے فرشتوں کو اپنی عبادت کا حکم نہ دیا تھا بلکہ حضرت آدم کی تعظیم کا حکم دیا تھا کیونکہ اللہ جل شانہ کی عبادت اور اس کی تسبیح تو پہلے ہی سے کرتے چلے آرہے تھے۔

(۳۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ یَقُوْلُ اِنَّ خَیَّاطاً دَعَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی طَعَامٍ صَنَعَہٗ فَذَھَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلیٰ ذٰلِکَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلِّم خُبْزاً وَمَرَقاً فِیْہِ دُبَّاءُ وَقَدِیْدٌ فَرَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَبِعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالِی الْقَصْعَۃِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ یَّوْمَئِذٍ .

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور کی کھانے کی دعوت کی فرماتے ہیں میں بھی حضور کے ساتھ گیا اس نے آپ کی خدمت میں روٹی شوربہ جس میں لوکی تھی اور پکا ہوا گوشت حاضر کیا میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیالے کے چاروں طرف لوکی کے کتلے تلاش فرما کر کھا رہے ہیں میں بھی اس دن سے لوکی کو پسند کرنے لگا۔

بخاری جلد ا رباب الخیاط ص ۲۸۱

کس قدر عشق تھا صحابۂ کرام کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ حضرت انس نے حضور کو لوکی شوق سے کھاتے دیکھا تو عمر بھر لوکی سے محبت کرتے رہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ بات جو آپ کو پسند تھی اس سے محبت کی جائے اور آپ کو اور جو بات ناپسند تھی اس سے نفرت کی جائے۔

(۳۳) عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةٌ تُسَمَّى الْعَضْبَاءُ لَا تُسْبَقُ فَجَاءَ اَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ فَسَبَقَهَا فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى عَرَفَهُ فَقَالَ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ اَلَّا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا وَضَعَهُ.

حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی کا نام عضباء تھا وہ سب سے آگے چلتی تھی ایک اعرابی اپنی اونٹنی پر بیٹھ کر آیا اور آگے نکل گیا تو یہ بات مسلمانوں کو بہت ناگوار گذری یہاں تک کہ حضور نے بھی صحابۂ کرام کی ناگواری کو جان لیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ جب وہ دنیا میں کسی چیز کو بلند کرتا ہے تو پھر اسے نیچے بھی گراتا ہے۔

بخاری جلد ا رباب ناقۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۴۰۲

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ سے ایسی محبت اور عقیدت رکھتے اور آپ کی بارگاہ میں ایسے باادب تھے کہ انہیں حضور کی سواری سے آگے کسی کی سواری کا نکل جانا گوارہ نہ تھا۔

(۳۴) عَنْ ثُمَامَةَ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِطْعًا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا عَلٰى ذٰلِكَ النِّطْعِ فَاِذَا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى

اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذَتْ مِنْ عَرَقِہٖ وَشَعْرِہٖ فَجَمَعَتْہُ فِی قَارُوْرَۃٍ ثُمَّ جَمَعَتْہُ فِیْ سُکٍّ قَالَ فَلَمَّا حَضَرَ اَنَس ابْنَ مَالِکٍ الْوَفَاۃُ اَوْصیٰ اِلیٰ اَنْ یُّجْعَلَ فِیْ حَنُوْطِہٖ مِنْ ذٰلِکَ السُّکِّ قَالَ فَجُعِلَ فِیْ حَنُوْطِہٖ.

حضرت ثمامہ سے مروی ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے گھر میں حضور کے لئے بستر بچھا دیتی تھیں تو آپ وہاں دوپہر میں آرام فرماتے جب حضور تشریف لے جاتے تو وہ آپ کے بال اور پسینے کو اٹھا کر ایک شیشی میں جمع فرما لیتیں پھر اسے خوشبو میں ملا لیتیں حضرت ثمامۃ فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلیم کے صاجزادے صحابی رسول حضرت انس کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھ کو وصیت کہ وہی خوشبو میرے کفن کو لگائی جائے اور وہی خوشبو ان کے کفن میں لگائی گئی۔

بخاری جلد۲ رکتاب الاستئذان باب من زار قوما فقال عندھم ص ۵۲۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا کوئی نہیں

جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی ذات وصفات میں یکہ وتنہا ہے اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں ایسے ہی اس نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی بے مثل بنایا ہے مخلوق میں آپ کے مثل آپ کی طرح اور آپ کے برابر کوئی نہ ہے نہ ہوا اور نہ ہوگا آپ سارے اوصاف میں سب سے جدا ہیں آپ کی شان نرالی ہے آپ کی ذات انوکھی ہے آپ کی ہر ادا بے مثال ہے آپ کو اپنے جیسا بشر کہنا یا سمجھنا کفر ہے قرآن وحدیث کی مخالفت ہے۔

اب اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهیٰ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِی الصَّوْمِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اِنَّکَ تُوَاصِلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاَیُّکُم مِثْلِی اِنِّی اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّی وَیَسْقِیْنِیْ۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بغیر کچھ کھائے پیئے روزے سے روزے ملا کر رکھنے سے منع فرمایا تو ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو اس طرح روزے رکھتے ہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں میرے جیسا کون ہے؟ میں تو اس حال میں رات گذارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا ہے پلاتا ہے۔

بخاری جلد ۱ باب الوصال ص ۲۶۳ مسلم جلد ۱ باب النھی عن الوصال ص ۳۵۱ مشکوۃ ص ۱۷۵ کتاب الصیام

یہ حدیث باختلاف بعض کلمات بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ

حضرت عبداللہ بن عمر حضرت انس بن مالک اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ان سارے حضرات سے مروی ہے۔

حضرت انس کی روایت کے الفاظ ہیں۔

قَالَ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِنْكُمْ

حضور نے فرمایا میں تم میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں۔

حضرت عائشہ سے مروی حدیث میں ہے

قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری شان تمہاری جیسی نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت میں ہے۔

لَسْتُ مِثْلَكُمْ

حضور نے فرمایا میں تمہارے جیسا نہیں۔

اور یہ ساری روایات بخاری جلد ۱/ باب الوصال ص ۲۶۳ اور مسلم جلد ۱/ باب النہی عن الوصال ص ۳۵۱ پر ہی ہیں۔

(۲) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم

حضرت علی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جیسا نہ آپ کے پہلے کوئی دیکھا نہ آپ کے بعد۔

ترمذی جلد ۲ باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۲۰۵ مشکوۃ ص ۵۱۷

(۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ كَانَ الْمَسْجِدُ مَسْقُوْفاً عَلٰى جُذُوْعٍ مِّنْ نَخْلٍ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ

يَقُوْمُ اِلىٰ جِذْعٍ مِّنْهَا فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ فَكَانَ عَلَيْهِ فَسَمِعْنَا لِذٰلِكَ الْجِذْعِ صَوْتاً كَصَوْتِ الْعِشَارِ حَتّٰى جَاءَ النَّبِيُّ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا فَسَكَنَتْ .

حضرت جابر سے روایت ہے کہ مسجد نبوی کی چھت جب کہ کھجور کے تنوں پر ڈالی ہوئی تھی تو خطبہ دیتے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھجور کے ایک ستون سے ٹیک لگایا کرتے تھے جب آپ کے لئے ممبر بنا دیا گیا تو آپ اس پر جلوہ افروز ہوئے تو میں نے سنا کہ اس کھجور کے ستون سے (حضور کی جدائی) میں اونٹنی کے بلبلانے کی جیسی آواز آرہی ہے یہاں تک کہ حضور نے اس کے قریب جا کر اس پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہوگیا۔

بخاری جلد ۱ ر باب علامات النبوۃ ص ۵۰۷

(۴) عَنْ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ قَالَ تَنَامُ عَيْنِيْ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ .

حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ وتر کی نماز بغیر پڑھے سو جاتے ہیں تو حضور نے ارشاد فرمایا اے عائشہ میری آنکھ سوتی ہے لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

بخاری جلد ۱ ر باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۵۰۴
مسلم جلد ۱ باب صلوۃ اللیل ورکعات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۵۴

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کی شان سب سے الگ ہے اور نیند میں بھی آپ باخبر رہتے ہیں اور آپ کی صرف آنکھ سوتی ہے دل بیدار رہتا ہے۔

(۵) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَلَّمْتُ عَلىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُوْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَاسُرَّا سْتَنَارَ وَجْهُهٗ کَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَکَانَ نَعْرِفُ ذٰلِکَ مِنْهُ.

حضرت کعب (جنگ میں شرکت سے اپنے رہ جانے کا قصہ بیان کرتے ہوئے) فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور کو سلام کیا اور آپ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ دمکنے لگتا جیسے کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس سے آپ کی خوشی کو جان جاتے۔

بخاری جلد ا/ باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۵۰۲

(۶) عَنْ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّهٗ سُئِلَ اَکَانَ وَجْهُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّیْفِ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ.

حضرت براء بن عازب سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ کا چہرہ تلوار کی مانند چمکتا تھا فرمایا نہیں بلکہ چاند کی طرح۔

بخاری جلد ا باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۵۰۲

اور صحابۂ کرام کا یہ چاند سے تشبیہ دینا بھی صرف اس لئے تھا کہ انسانوں کی نظر میں چاند سب سے زیادہ چمکدار ہے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو چاند سے کہیں زیادہ خوبصورت اور حسین تھے۔

اس بارے میں بھی حدیث میں ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ لَمْ اَرَشَیْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ

یہی حضرت براء فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیاہ خوبصورت کبھی کسی چیز کو نہ دیکھا۔

بخاری جلد ا/ باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۵۰۲

(۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَارَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْھِہٖ .

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت، حسین وجمیل نہ دیکھی ایسا لگتا تھا جیسا آپ کے چہرے میں سورج گردش کررہا ہے۔

ترمذی جلد۲/ابو المناقب ص ۲۰۵

(۸) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ قَالَ وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ .

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کب سے نبی ہیں تو حضور نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی روح اور جسم ابھی الگ الگ تھے (یعنی ابھی روح جسم میں ڈالی بھی نہیں گئی تھی)۔

ترمذی جلد۲/ابواب المناقب ص ۲۰۱
مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین ص ۵۱۳

(۹) عَنْ اُمِّ سُلَیْمٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْتِیْھَا فَیَقِیْلُ عِنْدَھَا فَتَبْسُطُ فَیَقِیْلُ عَلَیْہِ وَکَانَ کَثِیْرَ الْعَرَقِ فَکَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَہٗ فَتَجْعَلُہٗ فِی الطِّیْبِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ مَا ھٰذَا قَالَتْ عَرَقُکَ نَجْعَلُہٗ فِیْ طِیْبِنَا وَھُوَ مِنْ اَطْیَبِ الطِّیْبِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَرْجُوْ بَرَکَتَہٗ لِصِبْیَانِنَا قَالَ اَصَبْتِ (متفق علیہ)

حضرت ام سلیم سے مروی ہے کہ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف لاتے تھے اور ان کے گھر قیلولہ فرماتے (دوپہر میں آرام فرماتے) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسینہ بہت آتا تھا تو وہ حضور کا پسینہ جمع کر لیتی تھیں اور

اسکوخوشبو میں ڈال لیتی تھیں۔ حضور نے فرمایا اے ام سلیم کیا کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا پسینہ ہے جسے ہم خوشبو میں ڈال لیتے ہیں اور یہ ہر خوشبو سے عمدہ خوشبو ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ام سلیم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اپنے بچوں کے لئے اس سے برکت کی امید رکھتے ہیں حضور نے ارشاد فرمایا تم ٹھیک کرتی ہے۔

مشکوٰۃ باب اسماء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصفاتہ ص ۵۱۷
مسلم جلد۲ باب طیب عرقہ والتبرک بہ ص ۲۷

ہر انسان کا پسینہ بدبودار ہوتا ہے لیکن اللہ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انوکھی شان ہے کہ آپ کا پسینہ بھی ہر خوشبو سے بڑھ کر خوشبودار تھا واقعی آپ بے مثال ہیں آپ کا کوئی جواب نہیں۔

(۱۰) عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ صَلّٰى اللّٰه تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَزْهَرَ اللَّوْنِ كَانَ عَرَقُهُ اللُّؤْلُؤَ اِذَا مَشٰى تَكَفَّأَو لَا مَسِسْتُ دِيْبَاجَةً وَلَا حَرِيْرَةً اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلّٰى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمَمْتُ مِسْكَةً وَلَا عَنْبَرَةً اَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلّٰى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چمکدار رنگت والے تھے آپ کا پسینہ موتیوں کی طرح تھا چلتے تو ایسا لگتا جیسے اتر رہے ہیں اور آپ کی مبارک ہتھیلیاں موٹے اور باریک ریشم سے بھی زیادہ نرم تھیں مشک اور عنبر میں بھی میں نے حضور کی طرح مہک اور خوشبو نہ پائی۔

مسلم جلد۲ ر باب طیب ریحہ ص ۲۵۷
مشکوٰۃ باب اسماء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۵۱۶

(۱۱) عَنْ أَبِىْ عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قُلْتُ

لِلرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ صِفِي لَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بُنَيَّ لَوْرَائَيْتَهُ رَأَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً .

حضرت عمار بن یاسر کے پوتے حضرت ابوعبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے ربیع بنت معوذ بن عفرا سے گذارش کی ہے کہ حضور کی شان بیان کیجئے تو انہوں نے فرمایا کہ اگر تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتے تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے تم سورج کو نکلتے ہوئے دیکھ رہے ہو۔

مشکوۃ باب أسماء النبی وصفاتہ ص ۵۱۷

(۱۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي لَا عْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ

حضرت جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میں مکہ معظّمہ میں اس پتھر کو خوب پہچانتا ہوں جو اعلان نبوت سے قبل مجھ کو سلام کیا کرتا تھا۔

مسلم جلد ۲ / باب فضل نسب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتسلیم الحجر علیہ ص ۲۴۵

(۱۳) عَنْ اَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ عَلِمْتَ اَنَّكَ نَبِيٌّ حَتّٰى اِسْتَيْقَنْتَ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَانِي مَلَكَانِ وَأَنَا بِبَعْضِ بَطْحَاءِ مَكَّةَ فَوَقَعَ اَحَدُهُمَا اِلَى الْاَرْضِ وَكَانَ الْآخَرُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اَهُوَ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَزِنْهُ بِرَجُلٍ فَوُزِنْتُ بِهٖ فَرَجَحْتُهُ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِعَشَرَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِمِائَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِاَلْفٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَنْتَثِرُوْنَ عَلَيَّ مِنْ خِفَّةِ الْمِيْزَانِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ لَوْ وَزَنْتَهُ بِاُمَّتِهٖ لَرَجَحَهَا .

حضرت ابوذر غفاری سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ نے کیسے جانا کہ آپ نبی ہیں یہاں تک کہ آپ کو یقین ہو گیا حضور نے فرمایا کہ ایک بار جب میں مکہ معظمہ کے ایک پتھریلے علاقے میں تھا تو دو فرشتے آئے ایک زمین کی طرف چلا گیا اور دوسرا زمین و آسمان کے درمیان رہا تو ان میں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کیا یہ وہی ہیں اس نے کہا ہاں تو اس نے کہا ان کو ایک آدمی سے تولو میں تولا گیا پس میں ہی بھاری تھا پھر کہا دس سے تولو میں دس سے تولا گیا تب بھی میں بھاری تھا پھر کہا سو سے تولو میں تولا گیا اب بھی میں بھاری تھا پھر کہا ہزار سے تولو میں تولا گیا اب بھی میں ہی بھاری تھا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک ہزار بھی میرے مقابلے میں اتنے زیادہ ہلکے ہیں کہ پلہ ہلکا ہونے کی وجہ سے گویا وہ میرے اوپر گرے آرہے ہیں تو ان میں سے ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا اگر تم ان کو ان کی پوری امت سے تولو گے تب بھی یہ بھاری ہونگے۔

مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین ۵۱

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری بشریت اور ہے اور آپ کی حقیقت کچھ اور بظاہر دیکھنے میں تو آپ انسانوں کی طرح قد وقامت اور وزن رکھتے تھے اور آپ کی حقیقت ساری امت پر وزن کے اعتبار سے بھی بھاری ہے اور آپ کی امت کتنی بڑی ہے اس بارے میں خود خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ہم نے آپ کو سارے انسانوں کی طرف نبی ورسول بنا کر بھیجا ہے تو جو دیکھنے میں ایک انسان و بشر محسوس ہوتا ہے لیکن اس کا وزن سارے انسانوں سے کہیں زیادہ ہو اس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کون جان سکتا ہے

اللہ کا محبوب بظاہر تو بشر ہے ☆ جو اس کی حقیت ہے خدا ہی کو خبر ہے

(۱۴) عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ یَامُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِیْ اِلَیْکَ تَکْرِیْمًا لَکَ وَتَشْرِیْفاً لَکَ خَاصَةً لَکَ یَسْأَلُکَ عَمَّا هُوَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنْکَ یَقُوْلُ کَیْفَ تَجِدُکَ قَالَ اَجِدُنِیْ یَا جِبْرَئِیْلُ مَغْمُوْماً وَاَجِدُنِیْ یَا جِبْرَئِیْلُ مَکْرُوْباً ثُمَّ جَاءَ الْیَوْمَ الثَّانِیْ فَقَالَ لَهٗ ذٰلِکَ فَرَدَّ عَلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَمَا رَدَّ اَوَّلَ یَوْمٍ ثُمَّ جَاءَ الْیَوْمَ الثَّالِثُ فَقَالَ لَهٗ کَمَا قَالَ اَوَّلَ یَوْمٍ وَرَدَّ عَلَیْهِ کَمَا رَدَّ عَلَیْهِ وَجَاءَ مَعَهٗ مَلَکٌ یُقَالُ لَهٗ اِسْمٰعِیْلُ عَلیٰ مِائَةِ اَلْفِ مَلَکٍ کُلُّ مَلَکٍ عَلیٰ مِائَةِ اَلْفِ مَلَکٍ فَاسْتَأْذَنَ عَلَیْهِ فَسَأَلَهٗ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ جِبْرَئِیْلُ هٰذَا مَلَکُ الْمَوْتِ یَسْتَأْذِنُ عَلَیْکَ مَا اسْتَأْذَنَ عَلیٰ آدَمِیٍّ قَبْلَکَ وَلَا یَسْتَأْذِنُ عَلیٰ آدَمِیٍّ بَعْدَکَ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ فَاَذِنَ لَهٗ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِیْ اِلَیْکَ فَاِنْ اَمَرْتَنِیْ اَنْ اَقْبِضَ رُوْحَکَ قَبَضْتُ وَاِنْ اَمَرْتَنِیْ اَنْ اَتْرُکَهٗ تَرَکْتُهٗ قَالَ وَتَفْعَلُ یَا مَلَکَ الْمَوْتِ قَالَ نَعَمْ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاُمِرْتُ اَنْ اُطِیْعَکَ قَالَ فَنَظَرَ النَّبِیُّ صلی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. اِلیٰ جِبْرَئِیْلَ فَقَالَ جِبْرَئِیْلُ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدِ اشْتَاقَ اِلیٰ لِقَائِکَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِمَلَکِ الْمَوْتِ اِمْضِ لِمَا اُمِرْتَ بِهٖ فَقَبَضَ رُوْحَهٗ.

حضرت امام علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو ان کے پاس حضرت جبرئیل امین آئے اور عرض کیا یارسول اللہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ کے پاس بھیجا ہے آپ کا احترام اور عزت افزائی کے لئے رب تعالیٰ آپ سے اس کے بارے میں پوچھتا ہے جب کہ وہ آپ سے

زیادہ جانتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں حضور نے فرمایا اے جبرئیل میں خود کو غمگین وملول پاتا ہوں پھر حضور کی خدمت میں دوسرے دن حاضر ہوئے اور یہی عرض کیا حضور نے وہی جواب دیا جو پہلے دن دیا تھا پھر آپ کے پاس تیسرے دن آئے اور وہی عرض کیا حضور نے پھر وہی جواب دیا اور ان کے ساتھ ایک فرشتہ آیا جس کا نام اسمٰعیل ہے وہ ایک لاکھ فرشتوں کا سردار ہے اور ان میں کا ہر ایک ایک لاکھ کا سردار ہے اس نے حضور سے اجازت مانگی پھر آپ سے اسی کے متعلق پوچھا پھر حضرت جبرئیل نے ملک الموت کی طرف اشارہ کر کے کہا حضور یہ خدمت میں حاضری کی اجازت چاہتے ہیں اور انہوں نے نہ اس سے پہلے کسی آدمی سے اجازت مانگی ہے نہ بعد میں کسی سے اجازت لیں گے حضور نے ارشاد فرمایا انہیں اجازت دے دی جائے انہیں اجازت ملی پھر ملک الموت نے آپ کو سلام کیا اور عرض کیا حضور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تو اگر آپ حکم کریں تو میں آپ کی روح قبض کروں اور حکم فرمائیں تو نہ قبض کروں حضور نے ارشاد فرمایا اے ملک الموت تم میرا حکم مانو گے عرض کیا ہاں میرے لئے خدائے تعالیٰ کا یہی فرمان ہے کہ میں آپ کی اطاعت کروں تو حضور نے حضرت جبرئیل کی طرف دیکھا تو حضرت جبرئیل نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی ملاقات کے لئے مشتاق ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ملک الموت اپنا کام کرو تو انہوں نے آپ کی روح قبض کی۔

مشکوٰۃ باب وفاۃ النبی ص ۵۴۹

اس حدیث میں آپ نے ملاحظہ فرمایا خدائے تعالیٰ کا حضور کی مزاج پرسی فرمانا سو کروڑ فرشتوں کے سردار اسمٰعیل کا ان سب کے ساتھ حاضر خدمت ہونا اور اجازت مانگنا ملک الموت کا نہایت ادب واحترام کے ساتھ باریابی کی اجازت مانگنا فرماں برداری کرنا مرضی پا کر روح قبض کرنا یہ سب کیا ہے؟ کیا شان ہے کیا مقام کیا

مرتبہ کیسی بے مثالیت ہے اور کیسی لاجواب بشریت ہے۔

(۱۵) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُعَلّٰی قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ فَدَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اُجِبْہُ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ اُصَلِّیْ فَقَالَ اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہِ اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ .

صحابی رسول حضرت ابوسعید بن معلّٰی فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے پکارا میں نے نماز کی وجہ سے کوئی جواب نہیں دیا جب بعد میں میں حاضر خدمت ہوا تو حضور نے سبب پوچھا میں نے عرض کیا میں نماز پڑھ رہا تھا حضور نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے (قرآن شریف) میں یہ نہیں فرمایا ہے۔ اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ ، جب اللہ و رسول بلائیں تو جواب دو۔

بخاری جلد۲ رکتاب التفسیر ص۶۴۲ اور ص۶۶۹

باب تفسیر سورۃ الفاتحۃ وتفسیر سورۃ الانفال

صحیح بخاری کی اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ نماز پڑھتے وقت کسی کی بات کا جواب نہیں دیا جا سکتا اور نہ کسی کے بلانے پر آیا جائے گا اور ایسا کرے گا تو نماز باطل ہو جائے گی لیکن حضور کے بلانے پر آنا ضروری ہے اور حضور کی شان اوروں کی جیسی نہیں ہے اور آپ کے مثل کوئی نہیں۔

حیات انبیاء کا واضح بیان

اہل حق کا خیال یہ ہے کہ موت بالکل ختم ہو جانے کا نام نہیں ہے بلکہ روح کے جسم سے نکل جانے کا نام ہے کیونکہ موت کے معنی اگر یہ لئے جائیں کہ وہ روح اور جسم دونوں کے فنا ہو جانے اور مٹ جانے کا نام ہے تو سوال پیدا ہوگا، قبر میں عذاب وثواب کس کے لئے ہے تو ماننا پڑے گا کہ انسان مرنے کے بعد بھی ایک خاص قسم کی ایسی زندگی رکھتا ہے کہ جس کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام یا عذاب کا احساس کر سکے اس کے علاوہ احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ مردہ لوگوں کو پہچانتا ہے ان کی آواز سنتا ہے دیکھتا ہے جانتا ہے یہ تو ہر انسان کیلئے ہے لیکن خدائے تعالیٰ کے کچھ مخصوص بندے ایسے بھی ہیں جو بعد وصال بھی پوری طرح زندہ ہیں اور انھیں دنیا کے سے اختیارات وتصرفات وکمالات حاصل ہیں اور وہ جسم وروح دونوں کے ساتھ زندہ ہیں خاص کر محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو پردہ فرمانے کے بعد قطعا دنیا ہی کی طرح باحیات ہیں اور آپ کی دنیوی اور بعد وصال کی زندگی میں کوئی فرق نہیں ہے اور آپ کی یہ حیات برزخی دیگر انبیاء واولیاء سے اعلیٰ واشرف واکمل ہے آپ پر تھوڑی دیر کے لئے موت طاری کی گئی اور پھر حیات جاودانی عطا فرما دی گئی۔

اب اس سے متعلق احادیث ملاحظہ فرمایئے ان میں کچھ احادیث تو وہ ہیں جو عام لوگوں سے متعلق ہیں کہ وہ بھی مرنے کے بعد ایک قسم کا احساس وادراک رکھتے ہیں اور کچھ احادیث خاصان خدا خاص کر حضور سید الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد وصال حیات حقیقی وجسمانی کے ثبوت میں ہیں۔

یہاں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ قرآن کریم کی جن آیتوں یا حدیثوں میں

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے موت کا لفظ آیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے آپ پر موت طاری ہوئی اور بے شک موت وفنا سے بالکل پاک صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی ذات ہے اس طرح دونوں طرح کی آیات وحدیث پر عمل ہو جائیگا یعنی جن آیات یا احادیث میں آپ کے لئے موت کا ذکر ہے ان کا مطلب یہ لیا جائے کہ تھوڑی دیر کے لئے موت آئی ۔ اور جو آیات قرآنیہ اس کے بارے میں آئی ہیں اور جو احادیث ہم پیش کریں گے ان کا مطلب یہ لیا جائے کہ ایک آن کے لئے موت سے وابستگی کے بعد آپ باقاعدہ حیات ہیں ۔ یعنی موت بھی آئی اور حیات بھی ہیں ۔

(۱۵) عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوْا الصَّلٰوةَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ مَشْهُوْدٌ یَشْهَدُهُ الْمَلَآئِکَةُ وَاِنَّ اَحَداً لَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَأْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ یُرْزَقُ ۔

حضرت ابودرداء کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن میرے اوپر درود شریف پڑھا کرو یہ حاضری کا دن ہے اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جب بھی کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کا درود مجھ پر پیش ہوتا رہتا ہے جب تک وہ پڑھتا رہتا ہے حضرت ابودرداء کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا آپ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین کے لے حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسم کو کھائے اللہ کے نبی زندہ رہتے ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے ۔

ابن ماجہ باب ذکر وفاتہ ودفنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۱۱۵ مشکوۃ باب الجمعہ فصل ثالث ۱۲۱

یہ حدیث پاک اس عقیدے کیلئے بالکل صریح وصاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ظاہری اور بعد وصال میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں۔

(۱۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّيْ وَاضِعٌ ثَوْبِيْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ وَاَبِيْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُهُ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حَيَاءً مِّنْ عُمَرَ.

حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ میں اس حجرے میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور ہے یونہی ننگے سر آتی جاتی تھی اور کہتی تھی کہ ایک قبر میرے شوہر کی ہے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی) اور دوسری قبر میرے باپ کی ہے (یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی) اور جب سے اس میں حضرت عمر دفن کئے گئے ہیں تو جب کبھی میں اس میں آتی ہوں تو عمر سے حیا کی وجہ سے چادر خوب لپیٹ کر آتی ہوں۔

مشکوۃ باب زیارۃ القبور ص ۱۵۴

اس حدیث سے خوب واضح ہو گیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ یہی تھا کہ خدائے تعالیٰ کے مخصوص بندے بعد وصال اپنی قبروں سے ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے زندگی میں ملاحظہ فرماتے تھے ورنہ حضرت رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کی قبر انور پر باپ اور شوہر ہونے کی بنا پر بے حجاب اور حضرت عمر کے وہاں دفن ہونے کے بعد حجاب کے ساتھ آنے کا اور کیا مطلب ہے؟

(۱۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ.

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی تو وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے مجھ کو دنیوی زندگی میں دیکھا۔

مشکوۃ باب حرم المدینۃ ص ۱۴۱

(۱۸) عَنْ اَبِیْ ذَرٍ اَنَّہٗ وَجَدَ فِی السَّمٰوٰتِ آدَمَ وَاِدْرِیْسَ وَعِیْسیٰ وَاِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ وَذَکَرَ اَنَّہٗ وَجَدَ آدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی السَّمَاءِ الدُّنْیَا وَاِبْرَاھِیْمَ فِی السَّمَاءِ السَّادِسَۃِ قَالَ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرَئِیْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاِدْرِیْسَ قَالَ مَرْحَباً بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قَالَ ثم مَرَرْتُ بِمُوْسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ مَرْحَباً بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ ھٰذَا قَالَ ھٰذَا مُوْسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِیْسیٰ فَقَالَ مَرْحَباً بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ ھٰذا قَالَ ھٰذَا عِیْسیٰ بْنُ مَرْیَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ثُمَّ مَرَرْتُ بَابْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ مَرْحَباً بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ ھٰذَا قَالَ ھٰذَااِبْرَاھِیْمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ.

حضرت ابوذر غفاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معراج کی شب آسمانوں میں حضرت آدم، حضرت ادریس، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسی علیہم السلام سے ملاقات فرمائی اور یہ بھی ذکر کیا کہ انہوں نے آدم علیہ السلام کو پہلے آسمان پر اور ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر پایا تو حضور جب جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس سے گذرے تو انہوں نے حضور کے لیئے فرمایا کہ مبارک ہو یہ سفر معراج ان کو جو صالح نبی ہیں اور صالح بھائی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت موسیٰ کے پاس سے گذرے تو حضرت موسیٰ نے بھی حضور کو اسی طرح مبارک باد دی حضور نے پوچھا یہ

کون ہیں تو جناب جبرئیل نے عرض کیا حضور یہ حضرت موسیٰ ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا توانہوں نے بھی اسی طرح مبارک باد دی میں نے کہا یہ کون ہیں بتایا گیا یہ عیسیٰ ہیں بیٹے مریم کے پھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گذرا توانہوں نے کہا مبارکباد ی ہے ان کے لئے جو صالح نبی اور صالح فرزند ہیں میں نے کہا یہ کون ہیں بتایا گیا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

مسلم جلد ۱/ باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۹۳
مشکوۃ ص ۵۲۹/ بخاری جلد ۱/ باب علامات النبوۃ ص ۴۷۱ واللفظ لمسلم۔

اس حدیث کے یہ الفاظ ہم نے مسلم شریف سے نقل کئے ہیں اس کے علاوہ اس مفہوم کی حدیث یعنی شب معراج حضور کا انبیاء کرام سے ملاقات دعاوسلام اور بات چیت اور مبارک بادیاں کتب احادیث بخاری اور مسلم بلکہ تقریباً سبھی کتب احادیث میں مختلف مقامات پر مختلف اسناد سے مروی ہیں جس سے خوب اچھی طرح ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کرام بعد وصال بھی اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ہیں اور زمینوں، آسمانوں میں جہاں چاہتے ہیں رہتے ہیں آتے اور جاتے ہیں بلکہ اس حدیث کے آخری کلمات جو اختصار کے پیش نظر ہم نے نقل نہیں کئے ان میں یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر بار بار حضور نے رب تعالیٰ سے نماز میں تخفیف چاہی اور وہ پچاس سے پانچ وقت کی ہوئی۔ ان احادیث کو پڑھ کر یہ کہنا کہ انبیاء واولیاء معاذ اللہ مر کر فنا ہو گئے بالکل مٹ گئے یہ ایمان والوں کی بولیاں نہیں ہے۔

(۱۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَرَبَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خِبَائَهُ عَلیٰ قَبْرٍ وَهُوَ لَا یَحْسِبُ اَنَّهُ قَبْرٌ فَاِذَا فِیْهِ قَبْرُ اِنْسَانٍ یَقْرَءُ سُوْرَةَ الْمُلْكِ حَتّٰی خَتَمَهَا فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رُسُوْلَ اللّٰہِ ضَرَبْتُ خِبَائِی عَلیٰ قَبْرٍ وَاَنَا لَا اَحْسِبُ اَنَّہٗ قَبْرٌ فَاِذَا فِیْہِ اِنْسَانٌ یَقْرَءُ سُوْرَۃَ الْمُلْکِ حَتّٰی خَتَمَھَا.

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ حضور کے صحابہ میں سے ایک صاحب نے ایک جگہ قبر پر خیمہ لگالیا اور انہیں خبر نہ تھی کہ یہاں کوئی قبر ہے تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ کسی کی قبر ہے اور صاحب قبر سورۂ تبارک الذی کی تلاوت کررہے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے پوری سورۃ تلاوت کی یہ صاحب حضور کے خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ میں نے بھول سے ایک قبر پر خیمہ لگالیا تو میں نے دیکھا کہ قبر میں جو صاحب ہیں وہ سورۂ ملک کی تلاوت کررہے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے پوری سورۃ پڑھی:

ترمذی جلد۲ رص ۱۱۲/ باب فضائل القرآن مشکوۃ ص ۱۸۷

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مخصوص بندے اپنی قبروں میں حیات ہیں اور وہ اپنی قبروں میں خدائے تعالیٰ کی عبادت اور قرآن کی تلاوت بھی کرلیتے ہیں یعنی ان کی زندگی دنیا کی طرح ہے۔

(۲۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِوَادِیْ الْاَزْرَقِ فَقَالَ اَیُّ وَادٍ ھٰذَا قَالُوْا ھٰذَا وَادِی الْاَزْرَقِ قَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلیٰ مُوْسیٰ ھَابِطاً مِنَ الثَّنِیَّۃِ وَلَہٗ جُوَارٌ اِلیٰ اللّٰہِ بِالتَّلْبِیَّۃِ ثُمَّ اَتیٰ عَلیٰ ثَنِیَّۃِ ھَرْشیٰ فَقَالَ اَیُّ ثَنِیَّۃٍ ھٰذَا قَالُوْا ثَنِیَّۃُ ھَرْشیٰ قَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلیٰ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی عَلیٰ نَاقَۃٍ حَمْرَاءَ جَعْدَۃٍ عَلَیْہِ جُبَّۃٌ مِنْ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِہٖ خُلْبَۃٌ وَھُوَ یُلَبِّیْ.

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازرق گھاٹی سے گذرے فرمایا یہ کون سی گھاٹی ہے عرض کیا گیا ازرق فرمایا گویا میں موسیٰ

علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں جو پہاڑی سے نیچے اتر رہے ہیں اور بلند آواز سے عجز و انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے حج کا تلبیہ پڑھ رہے ہیں پھر حضور ہرشیٰ پہاڑی راستے پر تشریف لائے فرمایا یہ کون سا پہاڑی راستہ ہے عرض کیا گیا اس کا نام ہرشیٰ ہے تو حضور نے فرمایا گویا کہ میں متّیٰ کے بیٹے حضرت یونس علیہ السلام کو ایک پر گوشت سرخ اونٹنی پر دیکھ رہا ہوں وہ اون کا جبہ پہنے ہوئے ہیں ان کی اونٹنی کی مہار کھجور کی چھال سے بنی ہوئی ہے اور وہ حج کیلئے تلبیہ پڑھ رہے ہیں۔

مسلم جلد ا رباب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۹۴

یعنی جن انبیاء کرام کے وصال کو کئی کئی ہزار سال گذر چکے تھے ان کو حضور نے حج کے لئے تلبیہ پڑھتے ہوئے یعنی حج کو جاتے ہوئے ملاحظہ فرمایا۔

(۲۱)عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ اُحُدُ دَعَانِیْ اَبِیْ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَ مَااَرَانِیْ اِلَّا مَقْتُوْلاً فِیْ الاَوَّلِ مَنْ یُقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنِّی لَااَ تْرُکُ بَعْدِیْ اَعَزَّ عَلَیَّ مِنْکَ غَیْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ عَلَیَّ دَیْناً فَاقْضِ وَاسْتَوْ صِ بِاَخْوَاتِکَ خَیْراً فَاَصْبَحْنَا فَکَانَ اَوَّلَ قَتِیْلٍ وَدَفَنْتُ مَعَہٗ آخَرَ فِیْ قَبْرِہٖ ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِیْ اَنْ اَتْرُکَہٗ مَعَ آخَرَ فَاَسْتَخْرَجْتُہٗ بَعْدَ سِتَّۃِ اَشْھُرٍ فَاِذَا ھُوَ کَیُوْمٍ وَضَعْتُہٗ ھُنَیَّۃً غَیْرَ اُذُنِہٖ .

حضرت جابر سے مروی ہے کہ جب احد کا معرکہ در پیش آیا تو میرے باپ نے رات کو مجھے بلایا اور فرمایا کہ لگتا ہے کہ صبح کو جنگ میں شہید ہونے والے اصحاب رسول میں پہلا میں ہوں گا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھوڑ کر باقی لوگوں میں میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تم ہو میرے اوپر کچھ قرض ہے اس کو ادا کرنا اور اپنی بہنوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا حضرت جابر کہتے ہیں جب صبح کو جنگ ہوئی تو

سب سے پہلے میرے باپ ہی شہید ہوئے میں نے انہیں ایک دوسرے شخص کے ساتھ قبر میں دفن کر دیا پھر مجھ کو ناگوار معلوم ہوا کہ میرے باپ کسی اور کے ساتھ قبر میں دفن ہوں تو میں نے ٦ ماہ کے بعد قبر کو کھود کر انہیں نکالا تو وہ ایسے نکلے جیسے آج اور ابھی ابھی دفن کئے گئے ہوں بس ذرا کان متأثر تھا۔

بخاری جلد ۱ رباب ھل یخرج المیت من القبر ص ۱۸۰

اس حدیث سے بخوبی معلوم ہوا حضرت جابر کے والد حضرت عبداللہ ٦ / ماہ گذرنے کے بعد بھی قبر میں بالکل صحیح وسالم تر و تازہ تھے لہٰذا یہ کہنا درست ہے کہ خاصان خدا موت کے بعد بھی زندہ ہیں۔

(۲۲) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَبْدُ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی وَذَھَبَ اَصْحَابُہٗ حَتّٰی اَنَّہٗ یَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ.

حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انسان جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے اور لوگ لوٹنے لگتے ہیں تو وہ بخوبی ان لوگوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔

بخاری جلد ۱ رباب المیت یسمع خفق النعال ص ۱۷۸

(۲۳) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَۃُ وَاحْتَمَلَھَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِھِمْ فَاِنْ کَانَتْ صَالِحَۃً قَالَ قَدِّمُوْنِیْ وَاِنْ کَانَتْ غَیْرَ صَالِحَۃٍ قَالَتْ لِاَھْلِھَا یَاوَیْلَھَا اَیْنَ تَذْھَبُوْنَ بِھَا یَسْمَعُ صَوْتَھَا کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ لَصَعِقَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جنازہ تیار ہو جاتا ہے اور لوگ اسے کاندھے پر اٹھاتے ہیں اگر وہ اچھا ہے کہتا ہے مجھ کو جلد لے چلو اگر برا ہے تو گھر والوں سے کہتا

ہے ہائے مجھ کوتم کہاں لئے جارہے ہو اس کی آواز کوسوا انسانوں کے سب سنتے ہیں اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔

بخاری جلد ا/ باب قول المیت وھو علی الجنازۃ قدمونی ص ۱۷۶

(۲۴) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ هٰذِهٖ مَغَازِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وهُوَ يُلَقِّيْهِمْ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُنَادِیْ نَاسًا اَمْوَاتاً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ .

ابن شہاب نے کہا کہ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غزوات اور پھر غزوۂ بدر کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ مقتولین بدر سے خطاب کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے وہ پالیا جس کا تمہارے رب نے تم سے سچا وعدہ فرمایا تھا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ مردوں سے کلام کر رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کچھ ان سے کہہ رہا ہوں یہ تم سے زیادہ میری بات کو سن رہے ہیں۔

بخاری جلد ۲/ ابواب غزوۃ البدر ص ۵۷۳

(۲۵) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَيْفَ اَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَعْنِیْ فِیْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ قَالَ قُوْلِیْ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ .

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جب ہم قبروں کی زیارت کریں تو کیا پڑھیں

حضور نے ارشاد فرمایا یہ پڑھو السلام علی اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین الخ

اے مومنو اور مسلمانوں کے گھر والو تم پر سلام ہو اللہ تعالیٰ ہمارے پچھلے اور پہلے والوں پر رحم فرمائے ہم بھی انشاء اللہ تم سے آکر ملنے والے ہیں۔

مشکوۃ باب زیارۃ القبور ص ۱۵۴ مسلم جلد ا رکتاب الجنائز

(۲۶) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْئَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.

حضرت بریدہ سے مروی ہے کہ جب لوگ قبروں کی زیارت کو جاتے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں یہ الفاظ سکھاتے تھے۔

السلام علیکم اهل الدیار الخ.

اے مومنو! اور مسلمانوں کے گھر والو تم پر سلام ہو انشاء اللہ ہم بھی تم سے آکر ملنے والے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے آخرت میں عذاب سے عافیت مانگتے ہیں۔

مسلم جلد ا رکتاب الجنائز ص ۳۱۴ / مشکوۃ باب زیارۃ القبور ص ۱۵۴

ان احادیث کو پڑھ کر آپ کو لگے گا کہ حضور نے قبروں کی زیارت کے لئے جو دعا تعلیم فرمائی ہے کہ اس کا طریقہ ایسا ہے جیسے زندوں سے ملاقات کے وقت دعا سلام کرتے ہیں اور ماننا پڑے گا کہ مرنے کے بعد بھی انسان ایک خاص قسم کی زندگی کے ساتھ زندہ ہے۔

(۲۷) عن سعید بن عبد العزیز قال لما کان ایام الحرۃ لم یؤذن فی مسجد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلاثا و لم یقم و

لَمْ يَبْرَحْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَسْجِدَ وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلٰوةِ اِلاَّ بِهَمْهَمَةٍ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ ایام حرہ میں ۳ ر دن مسجد نبوی شریف میں نہ اذان ہوئی اور نہ تکبیر حضرت سعید بن مسیّب مسجد ہی میں رہے اور انہیں نماز کے وقت کا پتہ ایک گنگناہٹ کی آواز سے چلتا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور سے ہر نماز کے وقت آتی تھی۔

مشکوۃ باب الکرامات ص ۵۴۵

یہ واقعۂ حرہ ۶۳ھ کا وہ حادثۂ فاجعہ ہے کہ جب یزید پلید نے مسلم بن عقبہ کو ایک لشکر دیکر مدینے پر چڑھائی کرائی اور شہر رسول کو تاخت وتاراج کیا بے شمار مرد و عورت قتل کئے گئے آبروریزی بھی کی گئی مسجد نبوی شریف میں مسلسل ۳ ر دن تک اذان و جماعت نہ ہوئی مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیّب دیوانوں کی طرح مسجد شریف کے ایک کونے میں رہتے تھے یزیدی فوج نے انہیں پاگل سمجھ کر چھوڑ دیا تھا یہ اذان و نماز کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور سے گنگناہٹ کی آواز سنتے اور اس پر نماز ادا فرماتے۔

(۲۸) عَنْ كَعْبٍ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ يَطْلَعُ اِلاَّ نَزَلَ سَبْعُوْنَ اَلْفاً مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ حَتّٰى يَحُفُّوْا بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُوْنَ بِاَجْنِحَتِهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا اَمْسَوْا عَرَجُوْا وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ فَصَنَعُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا انْشَقَّتْ عَنْهُ الاَرْضُ خَرَجَ فِيْ سَبْعِيْنَ اَلْفاً مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَزُفُّوْنَهُ،

حضرت کعب سے روایت ہے کہ ہر دن ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کو گھیر لیتے ہیں اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب انہیں شام ہو جاتی ہے تو وہ چڑھ جاتے ہیں اور ان کی طرح اتنے ہی فرشتے اور اترتے ہیں وہ بھی اسی طرح کرتے ہیں یہاں تک کہ حضور جب قبر انور سے باہر تشریف لائینگے تو ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں جلوہ فرمائیں گے اور وہ فرشتے آپ کو پہنچائینگے۔

مشکوہ باب کرامات ص ۵۴۶

اس حدیث کے پیش نظر یقیناً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر انور میں باقاعدہ باحیات ہیں اسی لئے تو یہ سب اہتمام فرمایا جاتا ہے۔

(۲۹) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهُ لَايَزَالُ يُرَىٰ عَلىٰ قَبْرِهٖ نُوْرٌ.

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب حضرت نجاشی کا وصال ہوا تو لوگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ ان کی قبر پر ہمیشہ نور رہتا ہے یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی۔

مشکوۃ باب الکرامات ص ۵۴۵

ناظرین کرام! یہ سب احادیث کریمہ جن میں سے کسی میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایام حرہ میں ہر نماز واذان کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور سے گنگناہٹ کی آواز آتی تھی اور کسی میں یہ کہا گیا آپ کی قبر انور پر ستر ہزار فرشتے صبح وشام بدل بدل کر حاضر ہوتے ہیں اور آپ درود شریف پڑھتے رہتے ہیں اور اس عنوان کی اور حدیثیں جو آپ نے ملاحظہ فرمائیں ان سب کے باوجود کسی کلمہ گو مسلمان سے یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ یہ بکواس کرے کہ حضور مردہ ہیں یا مر کر مٹی میں مل گئے ہیں اور آپ کی قبر معاذ اللہ مٹی کا ڈھیر ہے ایسی باتیں کرنے والا کوئی کافر ہوسکتا ہے نہ کہ مسلمان۔

اب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کی زندگی سے متعلق ایک حدیث اور ملاحظہ فرمائیے۔

(۳۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرَ النَّائِمُ ذَاتَ يَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِيَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِيْهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهٖ وَلَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُهٗ مُنْذُ الْيَوْمِ فَاَحْصِىْ ذٰلِكَ الْوَقْتَ فَاَجِدُ قُتِلَ ذٰلِكَ الْوَقْتَ .

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ پریشان حال اور غبار آلود ہیں اور آپ کے دست پاک میں ایک بوتل ہے جس میں خون ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان یہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے آج کا دن مجھ کو اسے اکٹھا کرنے میں گذرا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب میں نے حساب لگایا تو یہ وہی دن وہی وقت تھا جس میں جناب حسین شہید کئے گئے۔

مشکوۃ باب مناقب اھل بیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۵۷۲

اس حدیث سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پردہ فرمانے کے بعد باقاعدہ زندہ وجاوید ہیں وہیں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ عالم میں کہیں بھی جاسکتے ہیں۔ جیسے کہ بوقت شہادت امام حسین آپ کربلا میں تھے۔

(۳۱) عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَهٗ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ .

حضرت براء سے مروی ہے کہ حضور کے صاحبزادے حضرت سیدنا ابرہیم کا وصال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کے لئے ایک

جنت میں دودھ پلانے والی مقرر کردی گئی ہے۔

مشکوۃ باب مناقب اھل البیت ص ۵۶۸

ناظرین یہ حضرت سیدنا ابراہیم ان کا بچپن میں ہی وصال ہوگیا تھا جن کے لئے حضور نے فرمایا کہ ان کے لئے جنت میں دودھ پلانے والی مقرر کردی گئی ہے۔

عَنْ عُرْوَۃَ لَمَّاسَقَطَ عَلَیْکُمُ الْحَائِطُ فِیْ زَمَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ عَبْدِالْمَلِکِ أَخَذُوْا فِیْ بِنَائِهٖ فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ فَفَزِعُوْا وَظَنُّوْا أَنَّهَاقَدَمُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَا وَجَدُوْا أَحَدًایَعْلَمُ ذَالِکَ حَتّٰی قَالَ لَهُمْ عُرْوَۃُلاوَاللّٰهِ مَا هِیَ قَدَمُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا هِیَ اِلَّاقَدَمُ عُمَرَ.

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنھما جس حجرۂ مبارکہ میں دفن ہیں اسکی ایک دیوار گر گئی تو لوگوں نے ازسرنو بنانا شروع کیا تو انھیں ایک قدم دکھائی دیا تو لوگ گھبرا گئے اور سمجھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا قدم مبارک ہے اور کوئی جانکار نہیں ملتا تھا عروہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ قسم خدائے تعالی کی یہ رسول اللہ کا قدم نہیں ہے بلکہ یہ حضرت عمر کا قدم ہے.

بخاری جلد اول باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۸۶

حضرات یہ واقعہ اموی بادشاہ ولید ابن عبدالملک کے دور کا ہے ولید کا دور حکومت ۸۶ھ سے ۹۶ھ تک دس سال ہے ۸۸ھ میں اسکے حکم سے حاکم مدینہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مسجد نبوی شریف اور روضۂ رسول پاک کی تعمیر و توسیع کا کام کیا تھا اسی دوران حجرۂ مبارک کی ایک دیوار گرنے پر جو قدم ظاہر ہوا اسکو حضرت عروہ بن زبیر نے فرمایا یہ حضرت عمر فاروق کا قدم ہے حضرت فاروق اعظم کی شہادت ۲۴ھ ہوئی تھی تقریبا ۶۵ سال کے بعد بھی انکا مبارک قدم صحیح و سالم تھا اسی لئے حضرت عروہ نے اسکو پہچان لیا۔

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اس کے محبوب بندوں کو وسیلہ بنانا

اس عنوان سے متعلق احادیث اتنی زیادہ ہیں کہ ان سب کو شمار کرنا اور لکھنا نہایت مشکل ہے چند احادیث آپ آنے والے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

اللہ جل شانہ کا قرب اس کی رضا حاصل کرنے اور اپنے گناہوں کی مغفرت کرانے کے لئے اللہ والوں اور اس کے نیک بندوں کو وسیلہ بنانا امت مسلمہ میں ہمیشہ سے رائج رہا ہے۔

خود خداوند قدوس قرآن کریم میں اس کا حکم فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا .

ترجمہ: اگر وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں (گناہ کریں) تو اے محبوب وہ تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت چاہیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا مہربان پائینگے۔

پارہ ۵ رکوع ۶

اس آیت کریمہ میں خدائے تعالیٰ نے براہ راست اپنی طرف رجوع کرنے کا حکم نہ دیکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کا حکم دیا ہے اور اس کے ساتھ حضور بھی ان گناہگاروں کی سفارش فرمائیں تو اللہ تعالیٰ معاف فرماتا ہے اور ایک آیت میں تو صاف ارشاد فرمایا جاتا ہے۔

وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

ترجمہ اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (پارہ ۶ رکوع ۹)

اس آیت کی تفسیر میں حاشیہ صاوی علی الجلالین میں ہے

وَمِنْ جُمْلَةِ ذٰلِکَ مَحَبَّةُ اَنْبِیَاءِ اللّٰہِ وَاَوْلِیَائِہٖ

یعنی آیت میں مذکور وسیلے کے معنیٰ میں انبیاء واولیاء کی محبت بھی داخل ہے آیت کریمہ کی اس تفسیر سے ان لوگوں کی غلط فہمی بھی دور ہوگئی جو کہتے ہی کہ وسیلہ صرف اعمال صالحہ نماز روزہ وغیرہ احکام شرع ہیں ان کے ذریعے سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے صحیح بات یہ کہ نیک کام نماز روزہ وغیرہا بھی وسیلہ ہیں اور جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہم تک نماز روزہ پہونچایا وہ سب سے بڑھ کر وسیلہ ہیں ان سے محبت وعقیدت نہ رکھنے والے اور ان کو وسیلہ نہ بنانے والوں کی نماز اور روزے بھی نا قابل قبول ہیں قرآن عظیم میں دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمۃ سارے جہان کے لئے۔

پارہ ۱۷ رکوع ۷

اس آیت کا صاف اور واضح مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو بھی کائنات میں جو کچھ عطا فرماتا ہے وہ سب حضور کا صدقہ اور وسیلہ ہے کیونکہ آپ ہر شئی کے لئے اللہ کی رحمت ہیں۔

ایک اور مقام پر خدائے تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی تعریف یوں فرماتا ہے۔

اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ.

وہ مقبول بندے جنہیں کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈھتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اس کی رحمت سے امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ (پارہ ۱۵ رکوع ٦ سورہ بنی اسرئیل ع)

یہ عقیدہ رکھنا بھی نہایت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ وسیلے کامحتاج نہیں ہے نہ اسے وسیلے کی ضرورت بلکہ وہ کسی بات میں ہرگز کسی کامحتاج نہیں نہ اسے کسی کی ضرورت بلکہ ہرایک کواس کی ضرورت ہے بات صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے بغیر وسیلے کے بھی دے سکتا ہے لیکن وسیلہ اس کو پسند ہے اور اپنے محبوبوں کے ذریعے عطافرمانا اس کی مرضی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ جس طرح پروردگار عالم بادلوں کے وسیلے سے بارش سورج کے وسیلے سے دھوپ اور چاند کے وسیلے سے چاندنی عطا فرماتا ہے بچوں ں کو ماں باپ کے ذریعے پیدا فرماتا اور انہیں کے ذریعے انھیں پالتا اور روٹی روزی عطا فرماتا ہے اور اس سے اس کی ذات میں کوئی نقص نہیں آتا نہ اس کی شان میں کوئی فرق آتا ہے بس یوں ہی سمجھئے کہ اس کی مرضی یہ ہے کہ کائنات عالم کے خزانے ظاہری اور باطنی نعمتیں جس کو بھی ملیں وہ بارگاہ حبیب خدا محمد مصطفیٰ سے ملیں اور انہیں کے غلاموں نیک بندوں کے وسیلے سے ملیں اس سے اس کی شان میں کوئی فرق اور کوئی عیب نہیں آتا اور اس کی شان اور پروردگاری میں ہرگز ہرگز کوئی کمی نہیں آتی اور ایسا عقیدہ ہرگز توحید کے منافی نہیں۔

یہ خیال عجیب ہے کہ نماز روزہ تو اللہ تک پہونچنے کا وسیلہ ہوں اور جو نماز روزے اور احکام الٰہیہ کا بھی وسیلہ ہیں وہ وسیلہ نہ ہوں جب کہ نماز روزہ وغیرہ نیک کام جو ہم کرتے ہیں ہمیں پتہ نہیں کہ یہ قبول بھی ہوتے ہیں یا نہیں لیکن جو اللہ کے رسول ہیں جن کو اللہ ہی نے نماز روزہ احکام شرع سکھانے کے لئے بھیجا ہے وہ یقیناً اللہ کے یہاں مقبول ہیں بلکہ اس کے محبوب ہیں ان کے وسیلے کو شرک کہنا ہرگز اسلامی عقیدہ نہیں ہے اور یہ مسلمانوں کی بولی نہیں ہے۔

اب وسیلۂ انبیاء واولیاء سے متعلق احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَغْزُوْ فِیْهِ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیُقَالُ فِیْکُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُقَالُ نَعَمْ فَیُفْتَحُ عَلَیْهِ ثُمَّ یَاْتِیْ زَمَانٌ فَیُقَالُ فِیْکُمْ مَنْ صَحِبَ اَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُقَالُ نَعَمْ فَیُفْتَحُ ثُمَّ یَاْتِیْ زَمَانٌ فَیُقَالُ فِیْکُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُقَالُ نَعَمْ فَیُفْتَحُ.

حضرت ابوسعید سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشادفرمایا کہ ایک ایسا زمانہ آئیگا جب لوگ فوج درفوج ہوکر جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائیگا کہ تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو جواب میں کہا جائے گا ہاں تو اس کی برکت ووسیلے سے جنگ میں فتح ہوگی پھر ایک زمانہ آئے گا اور لوگ جہاد کریں گے تو ان سے معلوم کیا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے حضور کے صحابہ کو دیکھا ہو جواب ہوگا ہاں تو اس کے وسیلے سے جنگ میں کامیابی ملے گی، پھر ایک زمانہ آئے گا اور لوگ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائیگا کہ تم میں کوئی ایسا ہے جس نے حضور کے صحابہ کی صحبت حاصل کرنے والوں کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو جواب ہوگا ہاں ہے تو اس کے ذریعے کامیابی حاصل ہوگی۔

بخاری جلد ۱، باب من استعان بالضعفاء والصالحین فی الحرب ص ۴۰۶

یہ حدیث صاف طور پر بتا رہی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام تو اللہ ہی جانے آپ کے غلاموں اور غلاموں کے غلاموں کی شان یہ ہے کہ ان کے وسیلے سے جنگوں میں اسلامی فوجوں کو فتح حاصل ہوتی ہے۔

(۲) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ

وَسَلَّمَ يَقُولُ الْاَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُونَ رَجُلاً كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا يُسْتَسْقیٰ بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمُ الْاَعْدَاءُ وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ .

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ ابدال ملک شام میں ہوں گے اور وہ چالیس ہوں گے جب ان میں سے ایک دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو ان کی جگہ خدائے تعالیٰ دوسرے کو بھیج دیتا ہے ان کی برکت سے بارشیں برستی ہیں ان کے وسیلے سے دشمنوں پر فتح ہوتی اور ان کے توسل سے شام والوں سے عذاب دور ہوتا ہے۔

مشکوۃ باب ذکر الیمن والشام ص ۵۸۲

(۳) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّ رُجُلاً ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَنِيْ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَکَ قَالَ فَادْعُهُ قَالَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوْئَهٗ وَيَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْکَ بِنَبِيِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلیٰ رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضیٰ لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ .

حضرت عثمان بن حنیف سے مروی ہے کہ ایک صاحب جو نابینا تھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میری آنکھیں ٹھیک ہو جائیں یعنی میری بینائی واپس آجائے حضور نے ارشاد فرمایا کہ تم چاہو تو میں دعا کروں اور اگر چاہو تو صبر کرو اور یہ صبر کرنا زیادہ اچھا ہے وہ صاحب عرض کرنے لگے حضور دعا فرمادیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ اچھی طرح وضو کریں اور پھر یہ دعا کریں۔

اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی حضرت محمد کو وسیلہ بنا کر متوجہ ہوتا ہوں جو رحمت والے نبی ہیں اور یا رسول اللہ میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب سے دعا کرتا ہوں تا کہ میری یہ حاجت پوری ہو اور اے اللہ تو حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

ترمذی جلد۲/ فی احادیث شتی من ابواب الدعوات ص ۱۹۷
مشکوۃ باب جامع الدعا ص ۲۱۹

اس حدیث میں نابینا صحابی کا حضور کی خدمت میں اپنی حاجت براری کے لئے جانا وسیلہ ہے اور حضور نے ان کو جو دعا تعلیم فرمائی اس میں بھی اپنے وسیلے سے دعا مانگنے کا حکم دیا بلکہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو وسیلہ بنانے آپ کی طرف متوجہ ہونے بلکہ آپ کے حاضر کے صیغے سے پکارنے کا بھی ذکر ہے۔

(۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ کَانَ اِذَا قُحِطُوْا اِسْتَسْقیٰ بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا فَتَسْقِیْنَا وَاَنَا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَیُسْقَوْنَ.

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب مدینہ منورہ میں سوکھا پڑتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس بن عبدالمطلب کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگتے تھے اور کہتے تھے یا اللہ ہم تیرے نبی کے وسیلے سے بارش مانگتے تھے تو ہم پر بارش ہوتی تھی اب ہم تیرے رسول کے چچا کے وسیلے سے بارش مانگتے ہیں تو تو ہم کو سیراب کردے حضرت انس کہتے ہیں کہ حضرت عمر کی اس دعا سے خوب بارش ہوتی۔

بخاری جلد ۱/ ابواب الاستسقاء ص ۱۳۷ مشکوۃ ص ۱۳۲

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام اور بزرگان دین کی شان کو گھٹانے والے لوگوں کے سامنے صحیح بخاری کی یہ حدیث پڑھی جاتی ہے جس میں

صاف ہے کہ حضرت عمر نے حضرت عباس کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگی تو یہ لوگ اس میں تاویل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بجائے حضرت عباس حضور کے چچا کے وسیلے سے حضرت عمر کے دعا مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ وسیلہ زندوں کا ہے مردوں کا نہیں حضور تھے تو ان کے وسیلے سے مانگتے تھے اب حضور نہیں ہیں تو آپ کے چچا کے وسیلے سے حالانکہ حدیث کا صاف مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق ذہن دینا چاہتے ہیں کہ حضور تو حضور آپ کے رشتہ داروں کے وسیلے سے بھی دعا مانگی جاسکتی ہے اور حضرت عباس کا وسیلہ بھی حضور کا وسیلہ ہے کیونکہ ان کو وسیلہ اس لئے بنایا گیا کہ وہ حضور کے قریبی اور چچا ہیں تو یہ حضور کا ہی وسیلہ ہے۔

علاوہ ازیں اس حدیث کی شرح فرماتے ہوئے علامہ ابن حجر عسقلانی نے ابن ابی شیبہ کے حوالے سے اسناد کو صحیح بتاتے ہوئے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں سوکھا پڑ گیا تو ایک صاحب حضور کی قبر انور پر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ اپنی امت کے لئے بارش مانگئے لوگ ہلاک ہورہے ہیں تو حضور ایک صحابی کو خواب میں نظر آئے اور فرمایا کہ عمر کے پاس جاؤ اور ان سے استسقاء کیلئے کہو فتح الباری جلد ۲ ص ۶۳۹ مطبع دارالسلام ریاض: تو اب صاف ظاہر ہو گیا ہ یہ سب حضور ہی کے کرم اور وسیلہ سے ہوا اور بعد وصال بھی وسیلہ جائز ہے۔

(۵) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ اِبْنَ عُمَرَ يَتَمَثَّلُ بِشَعْرِ اَبِي طَالِبٍ .

وَاَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ☆ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

قَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا سَالِمٌ عَنْ اَبِيْهِ وَرُبَمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلٰى وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَنْزِلُ

حَتّٰی یَجِیْشَ کُلُّ مِیْزَابٍ۔

حضرت عبداللہ بن دینار روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو ابوطالب کا یہ شعر پڑھتے سنا۔

وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ☆ ثِمَالُ الْیَتَامیٰ عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ

وہ گوری رنگت والے جن کے چہرے کے وسیلے سے بارش مانگی جاتی ہے وہ یتیموں کی فریاد سننے والے اور محتاج وضعیف لوگوں کو سہارا ہیں۔

حضرت سالم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کبھی ایسا ہوتا کہ میں شاعر کے اس شعر کو ذہن میں لاتا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس چہرے کو دیکھتا جس کے وسیلے سے بارش مانگی جاتی ہے تو آپ منبر سے اتر بھی نہ پاتے کہ اتنی بارش ہوتی کہ پرنالے بہہ جاتے اور وہ شعر ابوطالب کا ہے۔

بخاری جلد ا/ ابواب الاستسقاص ۱۳۷

انبیاء واولیاء کے وسیلے کے منکرین کے سامنے جب قرآن کی آیت ﴿وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ﴾ اللہ تک پہونچنے کیلئے وسیلہ ڈھونڈھو: جس میں صاف وسیلہ کا حکم ہے پڑھی جاتی ہے تو اللہ والوں کے مخالف کہتے ہیں کہ آیت کریمہ میں وسیلے کا مطلب نیک کام نماز روزہ وغیرہا ہیں نیک بندے نہیں اور جب ایسی احادیث پڑھ کر سناؤ جن میں بندگان خدا کو وسیلہ بنایا گیا ہو تو تاویل کرتے ہیں کہ زندوں کا وسیلہ ہے مردوں کا نہیں ادھر ادھر بھاگتے بدکتے ہیں اور خدا کے نیک بندوں کی شان گھٹانے کی پوری کوشش کرتے ہیں اور اپنی ساری قابلیت اسی میں خرچ کرتے ہیں اس کتاب کے گذشتہ صفحات میں آپ اس سلسلے کی احادیث ملاحظہ فرما چکے کہ خدا والے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی زندہ ہیں

ان کی زندگی اور موت میں اس قسم کا فرق پیدا کرنا قرآن وحدیث کے خلاف ہے بلکہ عام لوگ بھی مر کر کہ بالکل فنا نہیں ہو جاتے موت تو جسم سے روح کے نکلنے کا نام ہے ختم ہونے کا نام نہیں اللہ کی شان تو نہایت بلند ہے خاص کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو بعد وصال بھی مکمل طور پر زندہ وجاوید ہیں۔

بزرگان دین کا وسیلہ بنانا شرک کیسے ہوسکتا شرک تو یہ ہے کہ جو باتیں خدائے تعالیٰ کے لئے خاص ہے وہ کسی اور میں مانی جائے تو اتنی بات تو نہایت انپڑھ ہر مسلمان جانتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اثر کرنے نفع پہونچانے کا وسیلہ اور ذریعہ نہیں بلکہ وہ تو خود دینے بخشنے والا نفع نقصان پہونچانے والا ہے نہ کہ وسیلہ وذریعہ وسیلہ تو صرف مخلوق ہی ہوسکتی ہے۔

اور شرک کے معاملے میں زندے اور مردے کا فرق کرنا بھی بیکار بات ہے جو بات خدائے تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس کو دوسرے کے لئے ماننا بہر حال شرک ہے خواہ وہ دوسرا زندہ ہو یا مردہ جیسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت اور پوجا کرنا شرک ہے تو اگر زندہ کی پوجا وعبادت کرے گا تب بھی مشرک اور مردے کی کرے گا تب بھی جیسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو اللہ کی طرح قادر وخالق وقدیم ماننا شرک ہے تو اگر کوئی مردے کو مانے گا تب بھی اور زندہ کو مانے گا تب بھی شرک ہی ہوگا تو جو لوگ زندوں کے وسیلے کے قائل ہیں لیکن بعد وصال ان کے وسیلے کو شرک کہتے ہیں تو گویا کہ انہوں نے زندوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک اور ساجھی مان لیا ہے لیکن مردوں کو نہیں تو یہ خود ہی مشرک ہیں خدائے تعالیٰ انہیں سمجھ عطا فرمائے اگر چہ ان لوگوں کی اصلاح کے لئے ہمارا اتنا بیان کافی ہے لیکن مزید ان کی تسلی کے لئے ایک حدیث بھی نقل کردیں جس سے صاف ظاہر ہو جائے کہ بعد وصال یعنی دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا جائز ہے۔

(۶) عَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ قَالَ قُحِطَ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ قَحْطاً شَدِیْدًا فَشَکَوْا اِلٰی عَائِشَةَ فَقَالَتْ اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْهُ کُوًی اِلَی السَّمَاءِ حَتّٰی لَا یَکُوْنَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطَراً حَتّٰی نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰی تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّیَ عَامَ الْفَتَقِ.

حضرت ابوجوزا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مدینے میں سخت قحط پڑ گیا لوگوں نے حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شکایت کی آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کو دیکھو اور اس کے ٹھیک اوپر آسمان کی جانب چھت میں سوراخ کر دو یہاں تک کہ قبر انور اور آسمان کے بیچ کوئی پردہ نہ رہے لوگوں نے ایسا ہی کیا تو اس زور کی بارش ہوئی کہ خوب سبزہ اگا ہریالی چھا گئی اور اونٹ موٹے ہو گئے یہاں تک کہ ان کی چربی پھٹی جاتی تھی اور اس سال کو خوشحالی کا سال کہا جانے لگا۔ (مشکوۃ باب الکرامات ص ۵۴۵)

اس حدیث سے ظاہر ہے بعد وصال حضور کو اور حضور کی قبر انور کو ان لوگوں نے بارش مانگنے کے لئے وسیلہ بنایا جو سب صحابہ یا تابعین تھے اور خود ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ نے یہ ترکیب بتائی تو ظاہر ہو گیا کہ صحابۂ کرام بعد وصال بھی وسیلے کے قائل تھے۔

(۷) عَنْ اُمَیَّةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ یَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِیْکِ الْمُهَاجِرِیْنَ.

حضرت امیہ بن خالد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مہاجرین درویشوں کے وسیلے سے جنگوں میں فتح کی دعا مانگتے تھے۔

مشکوۃ باب فضل الفقراء ص ۴۴۷

(۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا اَرَادَ سَفَراً اَوْقَدِمَ مِنْ سَفَرٍ جَاءَ قَبْرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّیٰ عَلَیْہِ وَدَعَا ثُمَّ انْصَرَفَ.

حضرت عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب سفر کو نکلتے یا سفر سے واپس آتے تو پہلے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور پر حاضری دیتے حضور پر درود پڑھتے اور وہاں سے دعا مانگتے پھر لوٹ جاتے۔

مُوَطَّا اِمَام مالک بروایۃ امام محمد باب قبر النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وما یُستحب من ذلک ص ۳۹۶

حضرت عبداللہ بن عمر کا سفر سے آتے اور جاتے وقت قبر انور پر کھڑے ہوکر درود شریف پڑھنا اور دعا مانگنا یقیناً بعد وصال آپ کی قبر انور کو اور بعد وصال آپ کو وسیلہ بنانا ہے ورنہ دعا ہر جگہ مانگی جاسکتی ہے قبر انور پر دعا مانگنے کا آخر اور کیا مطلب ہے۔

(۹) عَنْ سَعْدِبْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِکُمْ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں روزی ملتی ہے یہ سب تم میں کے ضعیف لوگوں کا وسیلہ ہے۔

صحیح بخاری باب من استعان بالضعفاء والصالحین فی الحرب جلد ا ر ص ۴۰۵

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ہمارے اس عنوان کے تحت ذکر کردہ پہلی حدیث اور اس حدیث کے لئے مشہور و معروف محدث حضرات امام بخاری

اپنی جامع وصحیح میں جو باب لائے ہیں یعنی" من استعان بالضعفاء والصالحین فی الحرب" اس کا ترجمہ ہی یہ ہے کہ۔ جنگوں میں کمزوروں و نیکوں کے وسیلے سے مدد چاہنا۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلاً جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ یَخْطُبُ بِالْمَدِیْنَةِ فَقَالَ قُحِطَ الْمَطَرُ فَاسْتَسْقِ رَبَّکَ فَنَظَرَ اِلَی السَّمَاءِ وَمَا نَرٰی مِنْ سَحَابٍ فَاسْتَسْقٰی فَنَشَأَ السَّحَابُ بَعْضُهٗ اِلٰی بَعْضٍ ثُمَّ مُطِرُوْا حَتّٰی سَالَتْ مَثَاعِبُ الْمَدِیْنَةِ فَمَا زَالَتْ اِلَی الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ مَا تَقْلَعُ ثُمَّ قَامَ ذٰلِکَ الرَّجُلُ اَوْ غَیْرُهٗ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فَقَالَ غُرِقْنَا فَادْعُ رَبَّکَ یَحْبِسُهَا عَنَّا فَضَحِکَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا فَجَعَلَ السَّحَابُ یَتَصَدَّعُ عَنِ الْمَدِیْنَةِ یَمِیْنًا وَشِمَالًا یُمْطِرُ مَا حَوَالَیْنَا وَلَا یُمْطِرُ مِنْهَا شَیْءٌ یُرِیْهِمُ اللّٰهُ کَرَامَةَ نَبِیِّهٖ وَاِجَابَةَ دَعْوَتِهٖ

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب کہ آپ نماز جمعہ کے لئے خطبہ دے رہے تھے اس نے عرض کی یارسول اللہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط پڑ گیا ہے لہٰذا آپ اپنے رب سے پانی مانگئے تو آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور آسمان پر بادل کا نام ونشان نہ تھا لیکن آپ نے دعا مانگی تو بادل کے ٹکڑے ایک دوسرے سے آکر ملنے لگ پھر بارش ہونے لگی یہاں تک کہ مدینے کی گلیوں میں خوب پانی بہنے لگا اور بارش لگا تار اگلے جمعے تک ہوتی رہی پھر وہی آدمی یا کوئی اور اس وقت کھڑا ہوا جب حضور خطبہ دے رہے تھے اور عرض گذار ہوا کہ یارسول اللہ ہم تو ڈوبنے لگے لہٰذا آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ اس بارش کو روک لے حضور مسکرائے اور فرمایا اے اللہ ہمارے اردگرد برسا ہم پر نہ برسا یہ دو تین

دفعہ کہا کہ بادل چھٹنے لگے اور مدینہ طیبہ کے ادھر ادھر جانے لگے اور ہمارے ارد گرد بارش ہونے لگی اور ہمارے اوپر بند ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ یونہی اپنے نبی کی شان اور برکت اور دعا کی قبولیت دکھاتا ہے۔

بخاری جلد ۲ کتاب الآداب باب التبسم والضحک ص ۹۰۰

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ صحابی نے خود دعا نہ کر کے حضور سے بارش کی دعا کرائی یہی وسیلہ ہے اور حضور کی شان محبوبیت کا یہ عالم ہے کہ جو آپ کے منہ سے نکل جائے وہ فوراً وجود میں آجائے۔ حدیث کے آخری کلمات بار بار پڑھنے کے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی شان اور آپ کی کرامت و برکت لوگوں کو دکھاتا ہے۔ فصلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم

شفاعت کا بیان

قیامت کے دن حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیاء، اولیاء اور علماء گنہ گاروں کی شفاعت فرمائینگے

شفاعت بھی جنت میں جانے اور خدائے تعالیٰ کی مغفرت حاصل کرنے کا وسیلہ ہے اور وسیلے کے منکرین کو شفاعت سے متعلق احادیث سے سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ جب قیامت کے دن نجات اور جنت شفاعت و وسیلے سے ملی گی تو دنیا میں وسیلہ شرک کیسے ہوسکتا ہے جنت سب سے بڑی نعمت ہے تو جب وہ شفاعت و وسیلے سے حاصل ہوگی تو اور خدائے تعالیٰ کی نعمتیں اگر اللہ والوں کے توسل سے مانگی جائیں تو اس میں ہرگز کوئی تعجب کی بات نہیں اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے وہ جو چاہے کرسکتا ہے انسان کو مرتے ہی جنت یا جہنم میں بھیج دیتا۔ لیکن فرشتوں سے نیکی اور بدی لکھواتا ہے حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے قبر میں نکیرین سے سوالات کرواتا ہے حالانکہ اس پر سب ظاہر ہے پھر پچاس ہزار سال کا دن قیامت قائم فرمائے گا حساب کتاب کرائیگا نیکی بدی تولی جائے گی پھر حضور اور حضور کے غلاموں کی شفاعت اور سفارش سے جنت عطا فرمائے گا آخر یہ سب کیوں؟ ظاہر ہے اس کو وسیلے پسند ہیں اور وہ تو قادر مطلق ہے ایک سکنڈ کے کروڑویں حصے سے کم میں بلا واسطہ ڈائرکٹ خود ہی سب کچھ کرسکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ قیامت کا دن اس نے رکھا ہی اس لیئے ہے کہ جو لوگ دنیا میں نہیں دیکھ سکے کافر یا بد مذہب رہے ان کو اپنے محبوب اور ان کے غلاموں کی شان دیکھائے اور اپنے بیگانے دوست و دشمن سارے انسان بلکہ ساری مخلوق بول اٹھے کہ کیا شان ہے کیا مقام ہے؟ کیا مرتبہ ہے؟ کیسی انوکھی بادشاہت ہے؟ کس قدر

خدائے تعالیٰ کی عطا اور اس کا فضل ہے۔

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

شفاعت سے متعلق خود قرآن کریم میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے

مَنْ ذَالَّذِیْ یُشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ

کون ہے جو اس کے حضور شفاعت کرے مگر اس کی اجازت سے

پارہ ۳/سورہ بقر رکوع ۲

یعنی قرآن کریم سے بھی شفاعت ثابت ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ شفاعت وہی کرے گا جس کو خدائے تعالیٰ یہ منصب عطا فرمائے گا اور بیشک سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

شفاعت اگرچہ وسیلہ ہی ہے لیکن ہم اس کو عنوان بنا کر اس کی احادیث کو اس کی خاص اہمیت کے پیش نظر الگ سے قلمبند کر رہے ہیں۔

(۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ دَعْوَۃٍ فَرُفِعَ اِلَیْہِ الذِّرَاعُ وَکَانَتْ تُعْجِبُہٗ فَنَھَسَ مِنْھَا نَھْسَۃً وَقَالَ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ھَلْ تَدْرُوْنَ بِمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ فِیْ صَعِیْدٍ وَاحِدٍ فَیُبْصِرُ ھُمُ النَّاظِرُ وَیُسْمِعُھُمُ الدَّاعِیْ وَتَدْنُوْ مِنْھُمَ الشَّمْسُ فَیَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ اَلَا تَرَوْنَ اِلیٰ مَا اَنْتُمْ فِیْہِ اِلیٰ مَا بَلَغَکُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ اِلیٰ مَنْ یَشْفَعُ لَکُمْ اِلیٰ رَبِّکُمْ فَیَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ اَبُوْکُمْ اٰدَمُ فَیَاْتُوْنَہٗ فَیَقُوْلُوْنَ یَاٰدَمُ اَنْتَ اَبُوْ الْبَشَرِ خَلَقَکَ اللّٰہُ بِیَدِہٖ وَنَفَخَ فِیْکَ مِنْ رُّوْحِہٖ وَاَمَرَ الْمَلٰئِکَۃَ فَسَجَدُوْا لَکَ وَاَسْکَنَکَ الْجَنَّۃَ اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلیٰ رَبِّکَ اَلَا تَریٰ مَا نَحْنُ فِیْہِ وَمَا بَلَغَنَا فَیَقُوْلُ رَبِّیْ غَضِبَ

اَلْيَوْمَ غَضَباً لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَنَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُ نَفْسِي نَفْسِي اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِي اِذْهَبُوْا اِلٰى نُوْحٍ فَيَاتُوْنَ نُوْحاً فَيَقُوْلُوْنَ يَا نُوْحُ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَسَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْداً شَكُوْراً اَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا بَلَغَنَا اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَباً لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ نَفْسِي نَفْسِي اِئْتُوْا النَّبِيَّ فَيَأْتُوْ نِيْ فَاَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ ۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ایک دعوت میں ہم حضور کے ساتھ تھے تو آپ کی خدمت میں بکری کی دست کا گوشت پیش کیا گیا اور یہ آپ کو بہت پسند تھا آپ اس میں سے توڑ کر تناول فرمانے لگے اور ارشاد فرمایا میں قیامت کے روز سارے انسانوں کا سردار ہوں تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ ایک صاف میدان میں سب اگلوں اور پچھلوں کو جمع کیوں فرمائے گا؟ تاکہ دیکھنے والا سب کو دکھا دے اور سنانے والا سب کو اپنی آواز پہونچا دے اور سورج بالکل ان کے نزدیک آجائے گا، اس وقت بعض لوگ کہیں گے کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ کس حال میں ہو کیسی مصیبت میں پھنس گئے ہو ایسے شخص کو تلاش کیوں نہیں کرتے جو تمہارے رب کے حضور تمہاری شفاعت کرے کچھ لوگ کہیں گے ہم سب کے باپ تو آدم علیہ السلام ہیں لہٰذا ان کی خدمت میں چلیں عرض کریں گے اے حضرت آدم آپ سب انسانوں کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص اپنے دست قدرت سے بنایا اور آپ میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور فرشتوں سے آپ کے لئے سجدہ کرایا اور آپ کو جنت میں ٹھہرایا گیا اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت نہیں فرمائیں گے؟ وہ فرمائیں گے میرا رب آج ایسا غضب وجلال میں ہے کہ ایسا نہ پہلے ہوا نہ بعد میں ہوگا مجھ کو اس نے ایک درخت سے منع فرمایا تھا تو

مجھ سے اس کے حکم میں لغزش واقع ہوئی لہٰذا مجھ کو اپنی جان کی پڑی ہے مجھ کو اپنی پڑی ہے تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ تم حضرت نوح کے پاس چلے جاؤ تو لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ اے نوح آپ اہل زمین کے سب سے پہلے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام عبد شکور رکھا کیا آپ دیکھتے نہیں ہم کس مصیبت میں ہیں کیا آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال میں پہونچ گئے کیا آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت نہیں فرمائیں گے وہ کہیں گے میرے رب نے آج ایسا اظہار غضب فرمایا ہے کہ ایسا نہ اس سے پہلے فرمایا نہ بعد میں فرمائے مجھ کو اپنی فکر ہے مجھ کو اپنی جان کی پڑی ہے (اس روایت میں باقی حدیث جس میں حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے پاس جانے کا ذکر ہے اس کو چھوڑ کر فرمایا) کہ حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے تم ان کے پاس جاؤ جو مخصوص نبی ہیں یہاں تک کہ لوگ میرے پاس آئیں گے میں عرش کے نیچے سجدہ کروں گا تو مجھ سے فرمایا جائے گا اے محبوب اپنا سر اٹھاؤ اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی اور مانگو تم کو عطا فرمایا جائے گا (یعنی جو تم کہو گے وہ ہو گا)

بخاری جلد ا کتاب الانبیاء ص ۴۷۰/ مسلم جلد ا/ باب اثبات الشفاعۃ ص ۱۱۱/ ترمذی جلد ۲/ باب ما جاء فی الشفاعۃ ص ۶۶

اس حدیث کے الفاظ ہم نے بخاری کتاب الانبیاء سے نقل کئے ہیں اس کے علاوہ بخاری ہی میں باب صفۃ الجنۃ والنار ص ۹۷۱ پر اور مسلم شریف اور ترمذی کی روایات میں حضرت آدم اور حضرت نوح کے بعد حضرت ابرہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہم الصلوۃ والسلام کی خدمات میں لوگوں کے جانے کا ذکر ہے۔

(۲) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُخْرَجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ فَيَدْخُلُوْنَ

اَلْجَنَّةَ وَيُسَمُّوْنُ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ .

حضرت عمران بن حصین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری شفاعت سے کچھ لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے اور جنت میں ان کا نام جہنم والے ہوگا۔ (یعنی جہنم سے آنے والے)۔

بخاری جلد۲ ص ۹۷۱ باب صفۃ الجنۃ والنار

یعنی لوگ جہنم میں داخل ہو جائیں گے اس کے بعد بھی شفاعت جاری رہے گی یہاں تک کہ آپ کی شفاعت سے جو لوگ جہنم میں جا چکے ہوں گے وہ وہاں سے نکال کر جنت میں لائے جائینگے۔

(۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ وَبَكٰی فَقَالَ اللّٰهُ يَا جِبْرَئِيْلُ اِذْهَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ فَاَسْئَلْهُ مَايُبْكِيْكَ فَاَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ فَسَاَلَهٗ فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ وَهُوَ اَعْلَمُ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی يَا جِبْرَئِيْلُ اِذْهَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِیْ اُمَّتِكَ وَلَانَسُوْءُكَ .

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور عرض کیا اے اللہ میری امت میری امت اور آپ رونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو حکم دیا محبوب کے پاس جاؤ حالانکہ اللہ جانتا ہے اور ان سے معلوم کرو کہ تم کس بات سے رو رہے ہو تو حضرت جبرئیل حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رونے کا سبب بتایا اور وہ پروردگار سب کچھ جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل سے فرمایا جاؤ اور محبوب سے کہہ دو کہ ہم تمہاری امت کے معاملے میں تم کو راضی اور

خوش کر دیں گے اور تم کو غمگین نہیں ہونے دینگے۔

مسلم جلد ا رباب دعاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لامتہ ص ۱۱۳

(۴) عِنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَابِهَا لِاُمَّتِهٖ وَخَبَأْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کو ایک مقبول دعا مانگنے کا حق دیا گیا جوانہوں نے اپنی امت کے لئے مانگ لی اور میں نے اپنی اس مخصوص دعا کو بروز قیامت اپنی امت کی شفاعت کے لئے بچائے رکھا ہے۔

مسلم جلد ا رباب اثبات الشفاعۃ ص ۱۱۳

(۵) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ شَفَعَتِ الْمَلٰئِكَةُ وَالنَّبِيُّوْنَ وَالْمُؤْ مِنُوْنَ وَلَمْ يَبْقَ اِلَّا اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ .

(بروز قیامت) خدائے تعالیٰ فرمائے گا فرشتے اور انبیا اور مومنین شفاعت کر چکے اب صرف ارحم الراحمین باقی رہا پھر اپنے دست قدرت کی ایک مٹھی بھر کر جہنم سے لوگوں کو نکالے گا۔

(مسلم جلد:ا، بَابُ رُؤْيَةُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ الْآخِرَةِ رَبَّهُمْ، ص:۱۰۳/ مشکوٰۃ، ص:۴۹۰، باب الحوض والشفاعۃ)

(۶) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِي الْجَدْعَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْ لُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِيْ اَكْثَرُمِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ

حضرت عبداللہ بن ابی الجدعاء سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کے ایک شخص کی شفاعت سے اتنے لوگ جنت میں داخل ہونگے جن کی تعداد قبیلہ بنی تمیم کے افراد سے بھی زیادہ ہوگی۔

ترمذی جلد۲/ باب ماجاء فی الشفاعۃ ص ٦٧

مشکوٰۃ ص ۴۹۴ باب الحوض والشفاعۃ

(۷) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثَلٰثَۃٌ اَلاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّھَدَاءُ.

سدینا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بروز قیامت تین قسم کے لوگ شفاعت فرمائینگے پہلے انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔

ابن ماجہ باب ذکر الشفاعۃ ص ۳۳۰ مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعۃ ۴۹۴

(۸) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْفِئَامِ مِنَ النَّاسِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَشْفَعُ لِقَبِیْلَۃِ وَمِنھُمْ مَنْ یَشْفَعُ لِلْعُصْبَۃِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰی یَدْخُلُوْا الْجَنَّۃَ .

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کے کچھ لوگ کئی گروہوں کی اور کچھ کسی جماعت کی اور کچھ کسی خاندان کی اور کچھ کسی ایک شخص کی شفاعت کرینگے یہاں تک کہ یہ لوگ ان کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوجائیں گے۔

ترمذی جلد۲/ باب ماجاء فی الشفاعۃ ص ٦٧

ان چار مذکورہ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے آپ کے بہت سے غلام بھی ایسے ہوں گے جن کی شفاعت سے

اللہ جل شانہ خلق کثیر کو جنت عطا فرمائے گا۔ اور ان میں علماء کرام اور شہیدان اسلام کا خاص مقام ہوگا۔

(۹) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ ․

حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری شفاعت میری امت کے ان لوگوں کے لئے ہے جن سے گناہ کبیرہ سرزد ہوئے (یعنی میری شفاعت سے ان کے گناہ معاف ہوں گے)

ترمذی جلد۲ / باب ماجاء فی الشفاعۃ ص ۶۶ مشکوۃ ص ۴۹۴

شفاعت کے بارے میں احادیث کتب احادیث میں اتنی زیادہ ہیں کہ ان کو شمار کرنا مشکل ہے ہم یہاں صرف اتنی ہی احادیث پر اکتفا کرتے ہیں حالانکہ اس بارے میں احادیث تواتر کو پہونچ چکی ہیں اسی لئے علماء کرام نے فرمایا کہ شفاعت کا منکر اسلام سے خارج ہے۔

اولیاء کرام کے فضائل

جس طرح حضور نبی کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان نہایت بلند و بالا اور عقل وادراک سے ماوراء ہے آپ کے امتی بھی سب یکساں اور برابر نہیں ہیں ان میں خاصان خدا بندگان صالحین بزرگان دین علم و فضل تقوی وطہارت عبادت وریاضت والوں کا مقام سب سے جدا الگ تھلگ ہے اور خدائے تعالیٰ نے ان کو وہ مرتبے عطا فرمائے ہیں جن کو سمجھنا مشکل ہے ان کے خداداد کمالات تک عام ذہن وفکر کی رسائی آسان نہیں ہے۔

اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ قَالَ مَنْ عَادَ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُهٗ فَکُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یَبْصُرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنْ اِسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی رکھی اس کے لئے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور بندہ میرے پسندیدہ فرائض کے ذریعہ میرا قرب حاصل نہیں کرتا ہاں بندہ کثرت نوافل سے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ ایک منزل وہ آتی ہے کہ میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ

پکڑتا ہے اس کا پیر ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور وہ جو مانگتا ہے میں اسے دیتا ہوں اور وہ میری پناہ چاہے تو میں اس کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہوں۔

بخاری جلد۲ / باب التواضع ص ۹۶۳

اس حدیث کی شرح میں امام جلال الدین سیوطی توشیح میں فرماتے ہیں۔

حَتّٰی کَاَنَّهٗ سُبْحَانَهٗ یَنْزِلُ نَفْسُهٗ مِنْ عَبْدِهٖ مَنْزِلَةَ الْآلَاتِ الَّتِیْ یَسْتَعِیْنُ بِهَا.

خلاصہ یہ کہ اللہ کے ولی کا سننا اللہ تعالیٰ کا سننا ہے۔ اس کا دیکھنا خدا کا دیکھنا اس کی پکڑ خدا کی پکڑ اور اس کا چلنا خدائی فعل ہے اور اس کی مخالفت و برائی اللہ تعالیٰ سے جنگ اور لڑائی ہے۔

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادیٰ جِبْرَئِیْلُ اَنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَا نًا فَاَحْبِبْهُ فَیُحِبُّهٗ جِبْرَئِیْلُ فَیُنَادِیْ جِبْرَئِیْلُ فِیْ اَهْلِ السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَا نًا فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ.

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو محبوب بناتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو تم بھی اس سے محبت کرو تو جناب جبرئیل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر حضرت جبرئیل آسمان دنیا میں پکارتے ہیں اے آسمانوں میں رہنے والو اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے تو تم سب اس سے محبت کرو تو آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اللہ زمین والوں میں اس کی محبت و مقبولیت بٹھا دیتا ہے۔

بخاری جلد۱ / باب ذکر الملائکۃ ص ۴۵۶

مسلم جلد۲ / باب اذا احب اللہ عبداً ص ۳۳۱

(۳) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهٗ لَا يَزَالُ يُرٰى عَلٰى قَبْرِهٖ نُوْرٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ .

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ حضرت نجاشی کا وصال ہوا تو ہم لوگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ ان کی قبر پر ہمیشہ نور رہتا ہے اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

مشکوۃ باب الکرامات ۵۴۵

(۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ فِيْمَا مَضٰى قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ وَاِنَّهٗ اِنْ كَانَ فِیْ اُمَّتِیْ هٰذِهٖ فَاِنَّهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پچھلی امتوں میں مُحَدَّث (جن پر الہام ہو) ہوا کرتے تھے اور اس امت میں ان میں جو لوگ ہوں گے ان میں عمر بن خطاب ہیں۔

بخاری جلد ار کتاب الانبیاء ص ۴۹۳

حاشیئے میں امام کرمانی کی ''الکوکب الدری'' اور امام یعقوب بمیانی کی ''الخیر الجاری'' کے حوالے سے ہے۔

اَلْمُحَدَّثُ الْمُلْهَمُ يُلْقَى الشَّيُّ فِیْ رَوْعِهٖ الخ .

یعنی محدث وہ ہے جس کے دل میں کوئی بات ڈالی جائے اور جس پر الہام ہو اور اس کے دل میں جو بات پیدا ہو وہی ہو جائے بعض نے کہا محدث وہ ہے جس کی زبان سے جو بات نکلے وہ درست ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ محدث وہ ہے جس سے فرشتے باتیں کرتے ہوں اور یہ محدث ولایت کا عظیم منصب ہے۔

حاشیہ بخاری للشیخ احمد علی سہارنفوری ص ۴۹۳

(۵) عَنْ اُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِذَا اَتٰى عَلَيْهِ

اِمْدَادُ اَهْلِ الْيَمَنِ سَاَلَهُمْ اَفِيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ حَتّٰى اَتٰى عَلٰى اُوَيْسٍ فَقَالَ اَنْتَ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَانَ بِكَ بَرَصٌ فَبَرَأْتَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ لَكَ وَالِدَةٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَأْتِىْ عَلَيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اِمْدَادِ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ كَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهٗ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ فَاسْتَغْفِرْ لِىْ فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ اَيْنَ تُرِيْدُ قَالَ الْكُوْفَةَ قَالَ اَلَا اَكْتُبُ لَكَ اِلٰى عَامِلِهَا قَالَ اَكُوْنُ فِىْ غَبْرَاءِ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَىَّ الخ الحديث .

حضرت اسیر بن جابر سے روایت ہے کہ حضرت عمر کی خلافت کے زمانے میں جب یمن سے امدادی فوجیں آئیں تو حضرت عمر فاروق نے ان لوگوں سے پوچھا کیا تم لوگوں میں اویس بن عامر ہیں؟ یہاں تک کہ حضرت عمر نے حضرت اویس سے ملاقات کی اور پوچھا کیا تم اویس بن عامر ہو انہوں نے عرض کیا ہاں میں اویس بن عامر ہوں پوچھا کیا قبیلہ مراد کی شاخ قرن سے ہو عرض کیا ہاں۔ پھر پوچھا کیا تم کو سفید داغ کی بیماری تھی اور وہ ٹھیک ہوکر ایک درہم کے برابر رہ گئی ہے۔

عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا کیا تمہاری والدہ ہیں۔

جواب دیا ہاں ہیں۔

پھر حضرت عمر فاروق نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ:

تمہارے پاس یمن سے آنے والی امدادی فوج میں اویس بن عامر قرن خاندان سے ہوں گے ان کو سفید داغ کی بیماری تھی جو ٹھیک ہوکر ایک درہم کے برابر

رہ گئی ہوگی ان کی ماں ہوگی۔ جس کے ساتھ ان کا سلوک بہت اچھا ہوگا اور ان کا مرتبہ یہ ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر کسی بات کی قسم کھا جائیں تو خدائے تعالیٰ اِن کی بات کو پورا فرما دے گا حضور نے ارشاد فرمایا اے عمر اگر تم سے ہو سکے تو تم ان سے اپنے لئے استغفار کرانا۔ تو تم میرے لئے دعائے مغفرت کرو تو انہوں نے حضرت عمر کے لئے دعائے مغفرت کی۔

پھر حضرت عمر نے ان سے معلوم کیا آپ کہاں رہنا چاہتے ہیں عرض کیا کوفہ میں حضرت عمر نے فرمایا آپ فرمائیں تو میں آپ کے بارے میں کوفے کے گورنر کو کچھ لکھدوں (تاکہ وہ آپ کا خیال رکھے۔) انہوں نے کہا مجھ کو یہی فقیری اور درویشی کی زندگی پسند ہے۔

مسلم جلد۲/ باب فضائل الاویس القرنی ص ۳۱۱

اس حدیث سے حضرت سیدنا اویس قرنی کے فضائل ومناقب اور آپ کے کمالات، خداداد شان وشوکت وعظمت کا پتہ چلتا ہے اور یہ کہ اگر وہ قسم کھا کر یہ فرما دیں کہ فلاں بات ہونا ہے۔ تو خدائے تعالیٰ آپ کی قسم کو پورا فرما دے۔
اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا سمندر بھی جوش مار رہا ہے کہ آپ نے سب کچھ پہلے ہی بتا دیا تھا اور حضرت اویس کی زندگی کے حالات اور ان کے حضرت عمر کے دور خلافت میں مدینے آنے کی بات بتادی تھی۔
واقعی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو قیامت تک کی ہونے والی ہر بات کا علم دے دیا ہے۔

(٦) عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِی الْمَهْدِ اِلَّا ثَلٰثَةٌ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ وَصَاحِبُ جُرَيْجٍ وَكَانَ جُرَيْجٌ رَجُلًا عَابِداً الخ الحديث .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین لوگ ہیں جنہوں نے بچپن میں کلام کیا ایک حضرت عیسیٰ بن مریم اور دوسرا جریج والا بچہ اور جریج ایک عبادت گذار آدمی تھے انہوں نے ایک عبادت گاہ بنالی تھی ایک دن وہ اپنی عبادت گاہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کی ماں آئی اور انہیں آواز دی تو انہوں نے دل میں سوچا ایک طرف ماں ہے اور ایک طرف نماز پھر وہ نماز پڑھتے رہے اور ماں کو جواب نہ دیا اس کے بعد دوبار ایسا ہی ہوا اور وہ ہر مرتبہ نماز پڑھتے رہتے اور ماں کو جواب نہ دیا تو ان کی ماں نے کہا اے اللہ جریج کو اس وقت تک موت نہ آئے جب تک وہ کسی بدکار عورت کا منہ نہ دیکھ لے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھر جریج اور ان کی عبادت کا بنی اسرائیل میں خوب چرچا ہو گیا۔

ایک بدکار عورت تھی جس کے حسن و جمال کا بڑا چرچا تھا وہ بولی اگر تم لوگ چاہو تو میں جریج کو مصیبت میں پھنسا دوں آخر ایک دن اس نے خود کو جریج کے سامنے پیش کر دیا لیکن انہوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور اس کی طرف منہ اٹھا کر نہ دیکھا۔

ایک چرواہا جو جریج کی عبادت گاہ میں ٹھہرتا تھا اس سے اس بدکار عورت نے زنا کرایا اور اس سے وہ حاملہ ہو گئی جب بچہ پیدا ہوا تو شور مچا دیا کہ یہ جریج کا بچہ ہے۔

لوگ جریج کے پاس آئے اور ان کو عبادت گاہ سے نکال کر عبادت خانے کو ڈھا دیا اور ان کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا جریج نے کہا تم لوگ مجھ کو کیوں مار رہے ہو لوگوں نے کہا تم نے فلاں بدکار عورت سے زنا کیا ہے اور اس سے تمہارا بچہ پیدا ہوا ہے جریج نے کہا اس بچے کو لاؤ بچہ لایا گیا جریج نے اس کے پیٹ میں کونچا مارا اور کہا اے بچے تیرا باپ کون ہے بچے نے کہا فلاں چرواہا میرا باپ ہے۔

یہ کرامت دیکھ کر لوگ جریج کے ہاتھ پاؤں چومنے لگے اور کہا ہم آپ کے لئے سونے کا عبادت خانہ بنا کر دینگے جریج نے کہا نہیں تم جیسا تھا ویسا ہی بنا دو تو لوگوں نے ویسا ہی تیار کر دیا۔ حضور نے فرمایا تیسرا بچہ وہ ہے جو اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا اور سامنے سے ایک خوبصورت تنومند نوجوان گھوڑے پر سوار ہو کر گذرا بچے کی ماں نے کہا اے اللہ میرا بیٹا بھی اسی کی طرح بنے بچے نے یہ سنکر دودھ پینا چھوڑ دیا اور منہ اٹھا کر اس خوبصورت جوان کی طرف دیکھ کر کہا اے اللہ تو مجھ کو اس کی طرح نہ بنا اور پھر ماں کا دودھ پینا شروع کر دیا۔

پھر ایک لڑکی کو لوگ مارتے پیٹتے لے جا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اس نے زنا کیا ہے اور چوری کی ہے اور وہ کہتی جا رہی تھی اللہ میرے لئے کافی ہے اور وہ سب سے اچھا مددگار ہے تو وہ ماں بولی اے اللہ تو میرے بیٹے کو اس کی طرح نہ بنانا بچے نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور منہ اٹھا کر کہا اے اللہ تو مجھ کو اس لڑکی کی طرح بنانا پھر ماں اور بیٹے میں بات چیت ہوئی ماں بولی ہائے میری قسمت خوبصورت سوار کو دیکھ کر میں نے دعا کی اے اللہ تو میرے بیٹے کو ایسا ہی بنانا تو تو کہتا ہے اے اللہ تو مجھ کو اس کی طرح نہ بنانا اور جب مار پیٹ کھاتی زنا اور چوری کے الزام میں پھنسی ایک لڑکی کو دیکھ کر میں نے دعا کی کہ میرا بچہ ایسا نہ ہو تو تو کہتا ہے اے اللہ مجھ کو اسی طرح بنا دے۔

ماں کی یہ بات سن کر بچے نے اپنی ماں سے کہا وہ خوبصورت مرد سوار ایک ظالم و جابر شخص ہے اس لئے میں نے دعا کی ہے یا اللہ تو مجھ کو اس کی طرح نہ بنا اور وہ باندی جس پر زنا اور چوری کا الزام لگا کر مار رہے ہیں وہ زنا اور چوری سے پاک ہے لہٰذا میں نے دعا کی یا اللہ تو مجھ کو اسی کی طرح بنانا۔ (یعنی ظالم نہ بنانا مظلوم بنانا)

مسلم جلد ۲ رباب تقدیم برالوالدین علیٰ التطوع بالصلوٰۃ ص ۳۱۴

اس حدیث میں ایک اللہ کے ولی حضرت جریج کا گود کے بچے سے کلام کرانا

اور بچے کا بولنا اور یہ بتانا کہ میرا باپ جریج نہیں بلکہ چرواہا ہے یہ سب باتیں بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کو بڑے اختیارات عطا فرمائے ہیں۔

حضور پیران پیر سیدنا غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مشہور کرامت ہے کہ آپ بچپن میں رمضان میں دن میں اپنی ماں کا دودھ نہیں پیتے تھے بیان کی جاتی ہے تو کچھ لوگ اس کو غلط کہتے ہیں اور یہ ان کی عقل میں نہیں آتا لیکن یہ مسلم شریف شاید ان کی آنکھیں کھول دے جس میں ہے کہ قوم نبی اسرائیل کے بچے نے کلام بھی کیا اور یہ بھی جان لیا کہ خوبصورت سوار کون ہے کیسا ہے اور وہ مظلوم باندی کون ہے اور کیسی ہے اس حدیث کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں۔

وَفِيْهِ اَنَّ كَرَامَاتِ الاَوْلِيَاءِ تَقَعُ بِاخْتِيَارِ هِمْ وَطَلَبِهِمْ

یعنی اس حدیث سے پتہ چلا کہ کرامات اولیاء کرام کے اختیار میں ہیں یعنی جب چاہیں جو چاہیں کرامت دکھادیں۔

فضائل اولیاء کرام کی کئی احادیث وسیلے کے بیان میں بھی آچکی ہیں یہاں صرف ایک حدیث اور ملاحظہ فرمائیں۔

(۷)عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِالْخُدْرِیِّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ.

مؤمن کی باطن کو دیکھنے والی تیز نظر سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے

ترمذی جلد۲ رباب تفسیر سورۃ الحجر ص ۱۴۰

اس حدیث سے خوب واضح ہوگیا کہ اولیاء کرام روشن ضمیر ہوتے ہیں کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں اسی لئے دور و قریب کی چیزوں کو دیکھنا کس کے دل میں کیا ہے یہ جان لینا یہ سب اولیاء کرام کے علوم میں داخل ہے۔

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ

فضائل اولیاء کرام کے بیان میں ہم نے جو احادیث بیان کی ہیں یہ انھیں کے لئے ہیں جو واقعی اللہ کے ولی ہوں اور اللہ کے ولی اور اللہ والے وہ ہیں جو خود بھی اللہ کے راستے پر چلتے ہیں اور دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے چلاتے ہیں ورنہ آج کل کے بہت سے مکار پیر جھوٹے صوفی نام کے ولی جو نماز روزہ وغیرہ احکام شرع کی پابندی نہیں کرتے خدا اور رسول کے فرامین کو قرآن، وحدیث وفقہ کی باتوں کو یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ ہم طریقت والے ہیں اور یہ شریعت کہ باتیں ہیں یا ہم فقیری لائن کے ہیں یہ مولویوں کی باتیں ہیں یہ لوگ ولی تو کیا ہوں گے مسلمان تک نہیں ہیں کیونکہ شریعت کا انکار اور اس کی مخالفت اللہ جل شانہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت ہے۔ قرآن وحدیث کی مخالفت ہے۔

قرآن کریم میں اللہ جل شانہ نے فرمایا۔

اے محبوب کہہ دو اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرا کہنا مانو جو میرا کہنا مانے گا وہی اللہ تعالیٰ کا پیارا ہو جائیگا۔

پارہ ۳ رکوع ۴

• کچھ وہ ہیں جو مریدوں سے خود کو سجدے کراتے ہیں ان کے مرید ان کی تصویروں کو رکھتے ہیں اور ان تصویروں پر ہار پھول ڈالتے ہیں اگر بتیاں اور لوبان سلگاتے ہیں ان کے مرید بکتے ہیں ہم نے اپنے پیر کو دیکھ لیا یہی ہماری نماز ہے ایسے لوگ گمراہ ہیں۔

شان اقدس میں گستاخی کا اسلامی حکم

گذشتہ صفحات میں آپ بخاری شریف کی وہ حدیث ملاحظہ فرما چکے جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے وہ میرا دشمن ہے اور اس کے لئے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اس سے صاف ظاہر ہے اپنے محبوب بندوں کی شان میں بے ادبی و گستاخی اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔

اس لئے علماء کرام نے فرمایا ہے کہ ایسی بولی بولنے سے بھی بچنا چاہئے جس میں بے ادبی و گستاخی کا شبہ ہو اور ایسے لوگوں سے بھی دور رہنا چاہئے جن سے بے ادبی و گستاخی کی بو آتی ہو۔ کیونکہ بے ادب دوسروں کو بھی بے ادب بنا دیتا ہے قرآن کریم میں اللہ جل شانہ کا فرمان ہے۔

اے ایمان والوں نبی کی آواز پر اپنی آواز کو اونچا نہ ہونے دو اور ان سے اس طرح زور سے بات چیت نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمارے سارے اعمال ختم کر دیئے جائیں اور تم کو پتہ بھی نہ چل سکے۔

پارہ ۲۶ / رکوع ۱۲

آواز سے آواز اونچا کرنا کوئی زیادہ بڑی بات نہیں مانی جاتی لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی بارگاہ میں اتنی چھوٹی سی بے ادبی بھی پسند نہیں اور اس پر سزا سنائی کہ تمارے سارے اعمال نماز روزہ عبادت وریاضت سب پر پانی پھر جائے گا۔

اس سے ظاہر ہوا کہ نماز روزہ عبادت وریاضت تقوی اور طہارت سب اسی کی ہے جو باادب ہو ورنہ قرآن کی اس آیت کے پیش نظر بے ادب آدمی کی عبادت اس کے منہ پر ماردی جائیگی اور اس کی کوئی نیکی نہیں رہے گی۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض باتیں صحیح ہوتی ہیں نامناسب الفاظ کے استعمال سے وہ بے ادبی و گستاخی مانی جاتی ہیں جیسے موت کے لئے عموماً مہذب لوگوں میں یہ

نہیں کہا جاتا کہ فلاں صاحب مر گئے بلکہ انتقال کر گئے۔ گذر گئے خدا کو پیارے ہو گئے وغیرہ وغیرہ۔

اچھے بھلے ماحول میں اگر کسی کے باپ دادا وغیرہ اقارب کے لئے اس کے سامنے یہ کہہ دیا جائے کہ تمہارے باپ مر گئے یا کب مرے یا کیسے مرے تو اس کو یقیناً تکلیف ہوگی۔

اس سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بزرگان دین کے لئے منہ بھر کے کہہ دیتے ہیں کہ وہ مر گئے یا مر کر مٹی میں مل گئے جیسا کہ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے مر گئے کا لفظ جب باپ دادا کے لئے نہیں بولا جاتا تو انبیاء واولیاء کیلئے کیونکر مناسب ہوگا۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جس کی توہین کرنا ہو اس سے جو مرتبے میں زیادہ ہے اس کا نام لیکر اور اس کے مرتبے کا اظہار کر کے چھوٹے کی توہین کی جاتی ہے جیسے کسی ضلع مجسٹریٹ یعنی کلکٹر سے یہ کہا جائے کہ گورنر کے سامنے آپ کی کوئی ویلو واوقات نہیں ہے اور آپ کی شان وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے تو یقیناً اس کو تکلیف ہوگی اور اسی کلکٹر سے یہ کہا جائے کہ آپ پورے ضلع کے مالک ہیں آپ کے ماتحت اتنے بڑے بڑے آفیسر اور انسپکٹر انجینئر ہیں تو اس کو یہ بات اچھی لگے گی حالانکہ بات پہلی بھی درست ہے لیکن اس کا اس کے سامنے ذکر کرنا اس کی بے ادبی ہے:

ایسے ہی کچھ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کے وحدہ لاشریک لہ ذو الجلال والاکرام مرتبے کو اللہ والوں کی شان گھٹانے اور ان کی توہین کرنے کا بہانہ بنا لیا ہے مثلاً یہ کہنا کہ انبیاء اولیاء معاذ اللہ اللہ کی بارگاہ میں ذلیل ہیں یا ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں۔ یا ان کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جو اللہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے وہ مجبور محض

ہیں انہیں کسی بات کا اختیار نہیں وہ ایک ذرے کے بھی مالک نہیں ہر شی کا مالک اللہ ہی ہے یہ سب جملے بے ادبی کے ہیں گستاخوں اور بے ادبوں کی بولیاں بلکہ کافروں کا طریقہ ہے۔

بلکہ اس کے بجائے یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں انبیاء واولیاء کو بڑے بڑے اختیارات اپنے کرم سے عطا فرمائے ہیں ایسے اختیارات کہ وہ جو چاہیں کر دکھائیں اور انہیں مجبور نہیں بلکہ مختار بنایا ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں ذلیل وکمتر نہیں بلکہ اس کے محبوب ہیں اس کے یہاں عظیم وجلیل ہیں یہ باادب لوگوں اور اہل ایمان کی بولیاں ہیں۔

بہر حال ادب اور بے ادبی کا فرق جاننا اور باادب رہنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کفر وارتداد ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔

اب اندریں سلسلہ احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اَعمیٰ کَانَتْ لَهٗ اُمُّ وَلَدٍ تَشْتِمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِیْهِ فَیَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِیْ وَیَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ قَالَ فَلَمَّا کَانَتْ ذَاتَ لَیْلَةٍ جَعَلَتْ تَقَعُ فِیْ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتَشْتِمُهٗ فَاَخَذَ الْمِغْوَلَ فَوَضَعَهٗ فِیْ بَطْنِهَا وَاتَّکَأَ عَلَیْهَا فَقَتَلَهَا فَوَقَعَ بَیْنَ رِجْلَیْهَا طِفْلٌ فَلَطَخَتْ مَاهُنَاکَ بِالدَّمِ فَلَمَّا اَصْبَحَ ذُکِرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ اَنْشُدُ اللّٰهَ رَجُلًا فَعَلَ مَا فَعَلَ لِیْ عَلَیْهِ حَقٌّ اِلَّا قَامَ فَقَامَ الْاَعْمٰی یَتَخَطَّی النَّاسَ وَهُوَ یَتَزَلْزَلُ حَتّٰی قَعَدَ بَیْنَ یَدَیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا صَاحِبُهَا کَانَتْ تَشْتِمُکَ وَتَقَعُ فِیْکَ فَاَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِیْ وَاَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ وَلِیَ مِنْهَا اِبْنَانِ مِثْلُ اللُّؤْلُؤَتَیْنِ وَکَانَتْ بِیْ رَفِیْقَةً

فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتِمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ فَاَخَذْتُ الْمِغْوَلَ فَوَضَعْتُ فِي بَطْنِهَا وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى قَتَلْتُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوْا اَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صاحب جو نابینا تھے ان کی ایک باندی جس سے ان کے بچے بھی تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرتی اور آپ کی عیب جوئی کرتی تھی وہ اس کو منع فرماتے ڈانٹتے لیکن وہ باز نہیں آتی تھی ایک رات وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی اور عیب جوئی کرنے لگی انہوں نے ایک خنجر لیا اور اسکے پیٹ میں بھونک کر اس کو مار ڈالا اور بچہ اس کے پیروں کے درمیان گر گیا اور وہاں جو کچھ تھا وہ سب خون میں لت پت ہو گیا جب صبح ہوئی تو یہ بات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ذکر کی گئی آپ نے لوگوں کو جمع فرمایا اور فرمایا میں قسم دیتا ہوں اس شخص کو جس نے ایک کرنی کی ہے اس پر میرا حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے تو وہ نابینا صاحب کھڑے ہو گئے اور لوگوں کے درمیان چلتے ہوئے حضور کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور وہ کانپ رہے تھے عرض کیا یا رسول اللہ وہ میں نے کیا ہے آپ کو برا بھلا کہتی تھی عیب جوئی کرتی تھی منع کرنے سے مانتی نہیں تھی اس سے میرے دو بیٹے ہیں جو موتیوں کی طرح خوبصورت ہیں اور مجھ سے پیار کرتی تھی گذشتہ دن سے اس نے آپ کو برا بھلا کہنا شروع کیا تو میں نے اس کے پیٹ میں خنجر بھونک کر اس کو مار ڈالا یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آگاہ رہو کہ اس کا خون معاف ہے (یعنی اس کے قتل پر کوئی مواخذہ نہیں)

سنن ابوداؤد کتاب الحدود جلد ۲ باب الحکم فی من سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۵۹۹

(۲) عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ اَغْلَظَ رَجُلٌ لِاَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ

فَقُلْتُ اَقْتُلُهٗ فَانْتَهَرَنِیْ وَقَالَ لَیْسَ هٰذَا لِاَحَدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابی بررزہ اسلمی سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہا (آپ کی شان میں سخت الفاظ استعمال کئے) تو میں نے عرض کیا کیا میں اس کو قتل کر دوں؟ حضرت ابوبکر نے مجھ کو اس سے منع فرمایا اور یہ فرمایا یہ قتل کرنے کا حکم تو صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کے گستاخوں کے لئے ہے۔

سنن نسائی جلد۲ کتاب المحاربۃ باب الحکم فی من سب النبی صلی اللہ تعالیٰ سلم ص ۱۵۳
سنن ابوداؤ جلد۲ / باب الحکم فی من سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۶۰۰

اس حدیث سے معاذ اللہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور دوسرے صحابۂ کرام اور بزرگان دین کی شان میں گستاخی کی اجازت ہے کیونکہ حدیث میں صرف قتل سے منع کیا گیا جو اسلام میں سب سے آخری سزا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی سب سے بڑا گناہ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کا تو کہنا ہی کیا کسی بھی صحابی رسول بلکہ کسی بھی اللہ کے مقبول بندے کی بارگاہ میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والا گمراہ بددین ملعون ومردود ہے اولیاء کرام کے فضائل کے بیان میں ہم نے بخاری شریف جلد۲ باب التواضع ص ۹۶۳ کی وہ حدیث لکھ دی ہے جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی رکھی اس کے لئے میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔

اور ترمذی جلد۲ باب من سب اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۲۲۶ پر خاص صحابۂ کرام کے گستاخوں کے لئے کئی حدیثیں اور وعیدیں ہیں جن میں ایک

حدیث میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے صحابہ سے محبت کی تو خاص مجھ سے محبت کی اور جس نے ان کی دشمنی اختیار کی تو وہ مجھ سے دشمنی ہے اور جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی عنقریب وہ عذاب میں گرفتار ہوگا۔

(۳) عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَاَسْلَمَ وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَادَ نَصْرَانِيًّا فَكَانَ يَقُوْلُ مَا يَدْرِىْ مُحَمَّدٌ اِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهٗ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ فَدَفَنُوْهُ فَاَصْبَحَ وَلَقَدْ لَفَظَتْهُ الاَرْضُ قَالُوْا هٰذَافَعَلَ مُحَمَّدٌ وَاَصْحَابُهٗ لِمَا هَرَبَ مِنْهُمْ نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا فَاَلْقَوْهُ فَحَفَرُوْا فَاَعْمَقُوْا فِىْ الْاَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوْا فَاَصْبَحَ وَلَقَدْ لَفَظَتْهُ الْاَرْضُ فَقَالُوْا هٰذَا مافَعَلَ مُحَمَّدٌ وَاَصْحَابُهٗ نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا لِمَا هَرَبَ مِنْهُمْ فَاَلْقَوْهُ فَحَفَرُوْا لَهٗ فَاَعْمَقُوْا لَهٗ فِىْ الاَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوْا فَاَصْبَحَ وَلَقَدْ لَفَظَتْهُ الاَرْضُ فَعَلِمُوْا اَنَّهٗ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَاَلْقَوْهُ .

حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک عیسائی مسلمان ہوا اور اس نے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھ لی پھر وہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی بارگاہ میں وحی کی کتابت کرنے لگا اس کے بعد وہ عیسائی ہوگیا اور کہتا تھا کہ محمد وہی جانتے ہیں جو میں نے لکھ دیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو موت دیدی اور لوگوں نے اسے دفن کر دیا اگلے دن اس کی لاش زمین پر باہر پڑی ملی کہنے لگے یہ محمد اور ان کے ساتھیوں نے کیا ہوگا کیونکہ یہ ان کے پاس سے بھاگ کر آ گیا تھا اس لئے ان لوگوں نے ہمارے آدمی کی

قبر کھود ڈالی دوسرے دن ان لوگوں نے اس کے لئے اور گہری قبر کھودی لیکن اگلی صبح وہ پھر زمین پر پڑا ملا کہنے لگے یہ محمد اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے کیونکہ یہ ان کے پاس سے بھاگ آیا تھا تیسرے دن ان لوگوں نے اس کے لئے جتنی ان کے بس کی بات تھی اتنی گہری قبر کھودی۔ صبح ہوئی تو پھر دیکھا کہ لاش باہر پڑی ہے اب وہ لوگ سمجھے کہ یہ انسانوں کا کام نہیں ہے (یعنی یہ سب کچھ غیب سے ہو رہا ہے) تو اسے وہیں پڑا رہنے دیا۔

بخاری جلد ۱ باب علامات النبوۃ ص ۵۱۱

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ گستاخ رسول کو ہر شی پہچانتی اور اس سے نفرت کرتی ہے زمین نے بھی اس بے ادب کو قبول نہ کیا اور بار بار دفنانے کے باوجود وہ اسے باہر نکال کر پھینک دیتی تھی۔

(۴) عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ بَعَثَ رَجُلًا فَكَذَبَ عَلَيْهِ فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوُجِدَ مَيِّتًا وَقَدِ انْشَقَّ بَطْنُهٗ وَلَمْ تَقْبَلْهُ الْاَرْضُ .

حضرت اسامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھ پر وہ بات تھوپی جو میں نے نہ کہی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے یہ اس طرح ہوا کہ آپ نے ایک شخص کو بھیجا تو اس نے آپ پر جھوٹ باندھا تو حضور نے اس کیلئے بددعا فرمادی تو وہ مردہ پایا گیا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا تھا اور زمین نے اس کو قبول نہ کیا۔

مشکوۃ باب المعجزات فصل ثالث ص ۵۴۳

(۵) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ اِنِّي لَوَاقِفٌ فِي الصَّفِّ

يَوْمَ بَدْرٍ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِي فَإِذَا أَنَا بِغُلَامَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ حَدِيْثَةٌ أَسْنَانُهُمَا تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُوْنَ بَيْنَ أَضْلَعَ مِنْهُمَا فَغَمَزَنِيْ أَحَدُهُمَا فَقَالَ أَيْ عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَاجَهْلٍ قُلْتُ نَعَمْ فَمَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِيْ قَالَ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَئِنْ رَأَيْتُهُ لَا يُفَارِقُ سَوَادِيْ سَوَادَهُ حَتّٰى يَمُوْتَ الْأَعْجَلُ مِنَّاقَالَ فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ وَغَمَزَنِي الْآخَرُ فَقَالَ لِيْ مِثْلَهَا فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلٰى أَبِيْ جَهْلٍ يَجُوْلُ بَيْنَ النَّاسِ فَقُلْتُ أَلَا تَرَيَانِ هٰذَا صَاحِبُكُمُ الَّذِيْ تَسْأَلَانِيْ عَنْهُ قَالَ فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفِهِمَا فَضَرَبَاهُ حَتّٰى قَتَلَاهُ الخ الحديث .

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جنگ بدر کے دوران صف میں ٹھہرا ہوا تھا کہ مجھے اپنے داہنے اور بائیں انصار کے دو بچے نظر آئے جو نوعمر تھے میں نے تمنا کی کہ میں ان جیسے بہادروں کے درمیان ہوتا، ان دونوں میں سے ایک نے مجھے اشارہ کیا اور پوچھا اے چچا! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں میں نے کہا ہاں پہچانتا ہوں لیکن تمہیں اس سے کیا کام ہے اے میرے بھتیجے، وہ بولا مجھے خبر ملی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے اس کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میرا جسم اس کے جسم سے جدا نہ ہوگا یہاں تک کہ ہم دونوں میں جس کی پہلے لکھی ہوئی ہے وہ مر نہ جائے حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں مجھ کو اس کی اس بات پر تعجب ہوا پھر مجھ کو دوسرے نے اشارہ کیا اور اس نے بھی وہی بات کہی ،اسی درمیان میری نظر ابوجہل پر پڑ گئی جو لوگوں کے درمیان گھوم رہا تھا تو میں نے ان سے کہا دیکھتے نہیں ہو تمہارا نشانہ وہ ہے جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھ رہے ہو حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں پھر وہ تلوار لے کر

اس کی طرف جھپٹے، اسے مارا اور قتل کر دیا۔

بخاری جلد ا / کتاب الجھاد باب من لم یخمس الاسباب ص ۴۴۴
مسلم جلد ۲ / باب استحقاق القاتل سلب القتیل ص ۸۷
مشکوۃ باب قسمۃ الغنائم ص ۳۵۲

(٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ اَشْرَفَ فَاِنَّهٗ قَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَةَ فَقَالَ يَا رُسُوْلَ اللّٰهِ اَتُحِبَّ اَنْ اَقْتُلَهٗ قَالَ نَعَمْ .

حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا کعب بن اشرف کیلئے کون ہے؟ اس نے اللہ ورسول کو ایذا دی ہے حضرت محمد بن مسلمہ کھڑے ہو گئے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو قتل کر دوں فرمایاں ہاں۔

بخاری جلد ۲ / ص ۵۷٦

حاشیہ میں امام کرمانی کے حوالے سے ہے

(٧) كَعْبُ بْنُ الاَشْرَفِ اليَهُوْدِيُّ القُرْظِيُّ الشَّاعِرُ كانَ يَهْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی کعب بن اشرف یہودی بنو قریضہ سے تھا اور یہ شاعر تھا اور شاعری میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرتا تھا۔

حاشیہ بخاری ص ۵۷٦

اس کے بعد یہ حدیث نہایت طویل ہے جس میں حضرت محمد بن مسلمہ کے کعب ابن اشرف گستاخ رسول کو قتل کرنے کا پورا قصہ ہے کہ انہوں نے کس طرح اس کے ٹھکانے پر جا کر اسے قتل کیا۔ ہمارے دیئے ہوئے حوالے کے ذریعہ جو چاہے وہ

بخاری شریف میں تلاش کر کے پڑھے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی اور گستاخی اسلام میں سب سے بڑا گناہ ہے۔ اور اس کی سزا قتل ہے۔ اس بارے میں دلائل کی اتنی کثرت ہے کہ امت مسلمہ میں ہر دور میں اس بات پر اجماع رہا ہے یعنی ہر دور کے علماء کا اس پر اتفاق رہا ہے اس بارے میں کچھ لوگ یہ بھی کہتے سنے گئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کئی مرتبہ ایذا دینے الوں کو معاف فرما دیا ہے ۔لہٰذا ہم بھی ایسا ہی کریں۔

یہ بہت بڑا دھوکہ ہے در اصل بات یہ ہے کہ وہ حضور کا اپنا معاملہ تھا آپ کو معاف کرنے کا حق تھا معاف بھی فرمایا اور سزائیں بھی دیں لیکن دوسروں کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ حضور کے گستاخوں کو معاف کریں اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کسی باپ کو اس کے بیٹوں کے سامنے یا استاد کو شاگردوں کے سامنے یا پیر کو مریدوں کے سامنے کوئی گالیاں دے تو وہ باپ استاد اور پیر اگر معاف کر دیں کچھ نہ کہیں انہیں حق حاصل ہے۔لیکن اولاد شاگرد یا مرید اگر اس موقع پر خاموش رہیں گے تو یقیناً ان پر لعن طعن کی جائیگی اور انہیں بے غیرت کہا جائے گا اور ان کی خاموشی کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھ جائیگا ور ہر شخص انہیں برا کہے گا یہ کیسے ضمیر فروش لوگ ہیں کہ ان کے سامنے ان کے باپ کو گالیاں دی گئیں اور انہوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔

اسلام اور تصور بدعت

مسلمانوں میں کچھ امور رائج ہو گئے ہیں جو بالکل اسی شکل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے زمانے میں نہ تھے اگر چہ بعد میں ان کا رواج ہوا لیکن ان میں کوئی دینی اسلامی مصلحت ہے اور خلاف شرع کوئی بات بھی ان میں نہیں پائی جاتی اور وہ نہ قرآن وحدیث کے کسی حکم کے خلاف ہیں تو ان کو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ان کو بدعت وگمراہی کہنا سراسر نادانی ہے جیسے بزرگوں کے نام پر صدقہ وخیرات کرنا یا احباب وعام مسلمین کو کھلانا پلانا جسے نیاز دلانا کہتے ہیں فاتحہ دلانا، قرآن خوانی کرنا، عرس کرنا، محفل میلاد شریف کا انعقاد، اذان کے بعد نماز کی یاد دہانی کے لئے مساجد میں صلوۃ پکارنا، قبروں پر اذان دینا، بارہویں شریف کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کی خوشی منانا وغیرہا یہ سب کام اچھے ہیں اور ان کو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جب کہ ان میں کوئی ایسی زیادتی نہ ہو جو خلاف شرع ہو اور شریعت اسلامیہ کے دائرے میں ہی کئے جائیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب باتیں اس لئے گناہ ہیں کہ یہ حضور کے زمانے میں نہ تھیں تو ایسا بھی نہیں ہے کہ اس زمانے میں ان کا کوئی وجود نہ تھا بلکہ ان کی اصل اور حقیقت اس زمانے میں بھی تھی یعنی کسی نہ کسی شکل میں یہ حضور کے زمانے میں بھی پائے جاتے تھے۔ اور بدعت یعنی نیا کام گمراہی تبھی ہوتا ہے جب کہ وہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی بھی شکل میں نہ ہو اور اس کو کرنے میں کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہو آنے والے صفحات میں ان کی اصل سے متعلق احادیث بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔

اگر اسلام میں ہر وہ کام بدعت وگمراہی ہے جو حضور کے زمانے میں نہ تھا تو مدارس قائم کرنا، چندے کرنا، علم نحو وصرف بلاغت وفصاحت پڑھنا، مدارس میں

سالانہ ختم بخاری کے جلسۂ دستار بندی، مساجد پر مینار بنانا، علم اصول حدیث وفقہ پڑھنا، اعراب یعنی زبر زیر اور پیش سے مزین کیا ہوا قرآن پڑھنا پڑھانا اور چھاپنا، چالیس دن مقرر کر کے تبلیغ کے لئے نکلنا یہ سب کام بھی حضور کے زمانے میں نہ تھے لہٰذا یہ بھی گمراہی ہو جائیں گے۔

خلاصہ یہ کہ احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ ہر نیا کام گمراہی نہیں اگر اس کی اصل حضور کے زمانے میں ہو اور اس کو کرنے میں کوئی دینی بھلائی یا اسلام اور مسلمانوں کا نفع ہو۔

اب اس سلسلے میں احادیث ملاحظہ فرمائیں

(۱) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِيْ الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِيْ الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ۔

حضرت جریر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ نکالا تو اس کا اجر وثواب ملے گا اور جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کا ثواب بھی اس کو ملے گا اور اس کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائیگی اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ نکالا تو اس پر اس کا گناہ ہوگا اور جتنے اس پر چلیں گے ان سب کا گناہ بھی اس پر ہوگا۔ ان کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائیگی۔

مسلم جلد ۱ر کتاب الزکاۃ باب الحث علی الصدقۃ۔ ص ۳۲۷

۔ مشکوۃ کتاب العلم ص ۳۳

اس حدیث کی شرح میں امام نووی المتوفی ۶۷۶ھ فرماتے ہیں۔

وَفِیْ ھٰذَاالْحَدِیْثِ تَخْصِیْصُ قَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَاَنَّ الْمُرَادَ بِہٖ الْمُحْدَثَاتُ الْبَاطِلَۃُ وَالْبِدَعُ الْمَذْمُوْمَۃُ وَاَنَّ الْبِدَعَ خَمْسَۃُ اَقْسَامٍ وَاجِبَۃٌ وَمَنْدُوْبَۃٌ وَمُحَرَّمَۃٌ وَمَکْرُوْھَۃٌ وَمُبَاحَۃٌ۔

یعنی اس حدیث سے حضور کے فرمان کہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے کی تخصیص ہو جاتی ہے اور بیشک اس حدیث میں حضور نے ان نئے کاموں کو گمراہی فرمایا ہے جو باطل ہوں اور ان بدعتوں کو جو مذموم اور بری ہوں۔ اور بدعت کے پانچ اقسام ہیں واجب، مندوب، حرام، مکروہ، مباح، حاشیہ مسلم۔

اس سے خوب ظاہر ہو گیا کہ امام نووی کا مسلک یہی تھا کہ بدعت کی ۵ قسمیں ہیں جن میں کچھ بدعتیں واجب ہیں کچھ مستحب کچھ حرام کچھ مکروہ اور کچھ مباح۔

(۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَا نًا وَّاحْتِسَاباً غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ قَالَ ابْنُ شِھَابٍ فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِکَ ثُمَّ کَانَ الْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِکَ فِیْ خِلَافَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَۃِ عُمَرَ وَعَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِالْقَارِیِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَیْلَۃً فِیْ رَمَضَانَ اِلَی الْمَسْجِدِ فَاِذَا لنَّاسُ اَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُوْنَ یُصَلِّی الرَّجُلُ لِنَفْسِہٖ وَیُصَلِّی الرَّجُلُ فَیُصَلِّی بِصَلَاتِہٖ الرَّھْطُ فَقَالَ عُمَرُ اِنِّی اَرٰی لَوْجَمَعْتُ ھٰؤُلَاءِ عَلٰی قَارِیٍٔ وَاحِدٍ لَکَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَھُمْ عَلٰی اُبَیِّ ابْنِ کَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَہٗ لَیْلَۃً اُخْرٰی وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوۃِ

قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے بنیت ثواب یقین کے ساتھ رمضان میں تراویح کی نماز پڑھی اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں ابن شہاب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور بات اتنے ہی تک رہی اور حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت میں اور حضرت عمر کے شروع دور خلافت میں بھی یہی چلتا رہا (یعنی با قاعدہ با جماعت تراویح کی نماز نہیں پڑھی جاتی تھی) عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر کے ساتھ ایک دن رمضان کی رات میں مسجد میں گیا تو لوگوں کو الگ الگ نماز پڑھتے دیکھا کوئی اکیلا پڑھ رہا ہے کسی کے ساتھ چند لوگ نماز پڑھ رہے ہیں حضرت عمر نے فرمایا میری رائے میں اگر میں ان لوگوں کو ایک امام کے ساتھ جمع کر دیتا تو بہتر ہوتا۔ پھر اس خیال کو عملی جامہ پہنایا اور سب کو حضرت ابی بن کعب کی امامت پر جمع فرما دیا حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں پھر میں اگلی رات حضرت عمر کے ساتھ مسجد گیا تو دیکھا کہ سب لوگ نماز تراویح ایک ہی امام کے ساتھ با جماعت ادا کر رہے ہیں حضرت عمر نے دیکھ کر فرمایا یہ بدعت (نیا کام) بہت اچھا ہے۔

بخاری جلد ا رباب فضل من قام رمضان ص ۲۶۹ مشکوۃ ص ۱۱۵

اس حدیث سے خوب واضح ہو گیا کہ حضرت عمر کے نزدیک ہر نیا کام بدعت وگمراہی نہیں اور یہ کہ بدعت اور نئے کام کچھ اچھے بھی ہوتے ہیں۔

(۳) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَبُوْ بَكْرٍ مَقْتَلَ اَهْلِ الْيَمَامَةِ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهٗ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّ عُمَرَ اَتَانِیْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ وَاِنِّیْ اَخْشٰی اِنْ اِسْتَحَرَّ الْقَتْلُ

بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبُ كَثِيْرٌ مِنَ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَرٰى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِذٰلِكَ وَرَأَيْتُ فِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ رَأٰى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفُوْنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ اَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا اَمَرَنِيْ بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ اَبُوْبَكْرٍ يُرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ اَجْمَعُهٗ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰى وَجَدْتُ آخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ مَعَ اَبِيْ خُزَيْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ لَمْ اَجِدْهَا مَعَ اَحَدٍ غَيْرِهٖ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ حَتّٰى خَاتِمَةِ بَرَائَةٍ وَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ اَبِيْ بَكْرٍ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيٰوتَهٗ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ ۔

حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے زمانے میں حضرت ابوبکر نے مجھ کو بلایا میں گیا تو دیکھا کہ حضرت عمر بھی ان کے پاس بیٹھے ہیں حضرت ابوبکر نے مجھ سے فرمایا کہ یہ عمر میرے پاس آئے اور کہا کہ یمامہ کی لڑائی میں قرآن کے قاری بہت تعداد میں شہید ہو گئے ہیں اور مجھ کو خطرہ ہے کہ یونہی لڑائیوں میں قاری شہید ہوتے رہے تو قرآن کا بہت سا حصہ ہاتھ سے چلا جائیگا میری رائے ہے کہ آپ قرآن کو جمع کرنے کا حکم دیں ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ میں نے عمر کے اس

کہنے پر ان سے کہا کہ آپ وہ کام کیسے کریں گے جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو تو عمر نے مجھ سے کہا لیکن کام ہے تو اچھا تو عمر بار بار یہ بات مجھ سے کہتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا اور میری رائے بھی اب وہی ہے جو عمر کی رائے ہے راوی حدیث زید بن ثابت فرماتے ہیں پھر مجھ سے حضرت ابوبکر نے فرمایا تم جوان آدمی ہو اور صاحب عقل ودانش بھی ہو اور ہم کو تم پر اعتبار ہے تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں وحی لکھتے رہے تو کوشش کر کے تم قرآن کو جمع کرو زید کہتے ہیں خدا کی قسم اگر وہ لوگ مجھ کو پہاڑ ہٹانے کا حکم دیتے تو وہ بھی میرے لئے اس سے آسان تھا میں نے کہا آپ لوگ وہ کام کیسے کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو ان لوگوں نے فرمایا لیکن کام ہے تو اچھا پھر اللہ نے میرا سینہ کھول دیا جس طرح ابوبکر اور عمر کا سینہ اس کام کے لئے کھول دیا تھا پھر میں نے قرآن کریم کو کھجور کی شاخوں پتھر کے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں سے تلاش کر کے جمع کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ سورۂ توبہ کی آخری آیات لقد جائکم رسول سے لیکر آخر سورۂ براءت تک حضرت خزیمہ انصاری کے پاس تھیں اور کسی کے پاس نہ تھیں حضرت زید فرماتے ہیں کہ یہ جمع شدہ نسخہ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس رہا پھر ان کے وصال کے بعد حضرت عمر کے پاس اور ان کے وصال کے بعد ان کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ کے پاس،

بخاری جلد۲ / باب جمع القرآن ص ۷۴۵ مشکوۃ ص ۱۹۳

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی لمعات میں فرماتے ہیں۔

وَفِيْهِ اَنَّهٗ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ وَمِنَ الْبِدْعَةِ مَا هُوَ وَاجِبٌ

كَتَعَلُّمِ النَّحْوِ وَالصَّرْفِ وَمِنْهُ مَا هُوَ مُسْتَحَبٌّ

یعنی اس حدیث سے ثابت ہے کہ وہ کام یعنی جمع قرآن بدعت حسنہ ہے اور

بدعتیں کچھ واجب ہوتی ہیں جیسے نحو وصرف پڑھنا اور کچھ مستحب۔

(۴) عَنِ السَّائِبِ بْنِ یزِیْدَ قَالَ کَانَ النِّدَاءُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوَّلَهُ اِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ عَلیٰ الْمِنبَرِ عَلیٰ عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ فَلَمَّا کَانَ عُثْمَانُ وَکَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلیٰ الزَّوْرَاءِ .

حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے کہ پہلے جمعہ کی ایک اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر تشریف لاتے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور میں۔ تو جب حضرت عثمان غنی کی خلافت کا زمانہ آیا اور آبادی زیادہ ہوئی تو انہوں نے مقام زوراء پر ایک اذان کا اضافہ فرمایا۔

بخاری جلد ۱ ر باب الاذان یوم الجمعۃ ص ۱۲۴

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ کسی دینی مصلحت یا ضرورت سے اگر کوئی عمل ایجاد کیا جائے تو وہ گمراہی نہیں جیسے کہ حضرت عثمان نے عوام کی زیادتی کے پیش نظر جمعہ میں ایک اذان کا اضافہ کیا۔

(۵) عَنْ بِلَالِ بْنِ حَارِثِ الْمُزَنِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْیٰی سُنَّةً مِنْ سُنَّتِیْ قَدْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ فَاِنَّ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یُنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئاً وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا یَرْضَاهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ کَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَیْئاً . رواہ الترمذی وابن ماجه

حضرت بلال بن حارث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری سنت کو رائج کیا جب کہ میرے بعد لوگ اس کو بالکل

چھوڑ چکے تھے تو اس کو اس پر عمل کرنے والے سارے لوگوں کا ثواب ملے گا اور ان کے ثواب میں کوئی کمی نہ کی جائے گی اور جس نے کسی ایسی بدعت (نئے کام) کو ایجاد کیا جو گمراہی ہے تو اس پر سب عمل کرنے والوں کا گناہ ہوگا۔ اور ان کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہیں آئے گی۔

ترمذی جلد۲ / باب الاخذ بالسنۃ ص ۹۲

مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص ۳۰

اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدعت کے آگے ضلالۃ کی قید لگا کر واضح فرمایا کہ ہر بدعت اور نیا کام گناہ نہیں بلکہ وہی جو ضلالۃ اور گمراہی ہو۔ گویا کہ بدعت کی تقسیم حسنہ اور سیئہ کی طرف خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری مکی فرماتے ہیں۔

وَقَيْدُ الْبِدْعَةِ بِالضَّلالَةِ لِإِخْرَاجِ الْبِدْعَةِ الْحَسَنَةِ .

یعنی بدعت کے ساتھ ضلالۃ کا لفظ اس لئے لایا گیا تا کہ بدعت حسنہ کو شامل نہ ہو۔

مرقات جلد ۱ / ص ۲۰۲ مطبوعہ بمبئی

ایصال ثواب اور فاتحہ خوانی

جولوگ دنیا سے گذر چکے ان کے نام پر صدقہ وخیرات کر کے اس کا ثواب انہیں پہونچانا بلاشبہ جائز اور احادیث سے ثابت ہے جو کھانے پینے کی چیز خیرات کی جائے اس کو سامنے رکھ کر بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا ثواب فلاں کو پہونچے اور سامنے نہ رکھا جائے یونہی اس کی روح کو ثواب پہونچانے کی نیت سے صدقہ کر دیا جائے دونوں طرح جائز ومستحسن ہے۔

(۱) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّيْ اِفْتَلَتَتْ نَفْسَهَا وَلَمْ تُوْصِ وَاَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَلَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ .

حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا اور وہ کوئی وصیت نہ کر سکی میں سمجھتا ہوں اگر اس کو بولنے کا موقع ملتا تو ضرور صدقہ کرتی تو اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اس کو ثواب ملے گا فرمایا ہاں ملے گا۔

مسلم جلد ۱، باب وصول ثواب الصدقۃ عن المیت ص ۳۲۴

(۲) عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ قَدْ مَاتَتْ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَلْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْراً وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ .

رواہ ابوداؤد والنسائی

حضرت سعد بن عبادۃ سے مروی ہے کہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا تو کونسا صدقہ بہتر ہے حضور نے ارشاد فرمایا پانی افضل ہے تو

انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور فرمایا یہ کنواں میری ماں کے لئے ہے یہ حدیث ابوداؤد ونسائی میں ہے۔

مشکوۃ باب فضل الصدقۃ ص ۱۶۹

چونکہ حضرت سعد نے کنویں کے سامنے کھڑے ہوکر یہ فرمایا کہ یہ میری ماں کے لئے ہے لہٰذا کھانے پینے کی چیز جو صدقہ کی جائے اس کو سامنے رکھ کر یہ کہنا کہ اس کا ثواب فلاں کو پہونچے یہ ہرگز خلاف شرع نہیں بلکہ صحابۂ رسول کا طریقہ ہے۔

تنبیہ:۔ افضل صدقہ وہ ہے جس کی ضرورت زیادہ ہو چونکہ عرب میں پانی کی قلت کے پیش نظر اس کی ضرورت سخت رہتی تھی لہٰذا حضور نے پانی کو افضل صدقہ فرمایا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ .

حضرت انس سے مروی ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان روٹیوں اور گھی پر کچھ پڑھا جو اللہ نے چاہا کہ آپ پڑھیں۔

بخاری جلد ا رباب علامۃ النبوۃ ص ۵۰۵

یہ حدیث تفصیل کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیارات کے بیان میں گذر چکی ہے وہاں دیکھ لی جائے۔

اولیاء کرام کے نام کے جانوروں کا حکم

بعض مقامات پر لوگ اولیاء کرام کے نام کے جانور ذبح کرتے ہیں اور اس کا گوشت مسلمانوں کو کھلاتے ہیں اور اس کا ثواب کسی بزرگ کی روح کو پہونچاتے ہیں یہ بلاشبہ جائز ہے جیسے حضور سیدنا غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کا مرغا یا بکرا اور سید احمد کبیر کی گائے۔

کچھ لوگ اس کو حرام قرار دیتے ہیں وہ کہتے ہیں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کا فرمان ہے کہ جس پر غیر خدا کا نام لیا گیا ہو اس کو نہ کھاؤ یہ ان کی بھول ہے کیونکہ قرآن کریم میں جس جانور کو حرام قرار دیا گیا وہ وہ ہے جس پر بوقت ذبح اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا گیا ہو اور جو جانور بزرگوں کے نام سے منسوب ہوتے ہیں ان پر ذبح کرتے وقت صرف اللہ کا نام ہی لیا جاتا ہے اور بسم اللہ پڑھ کر ہی ذبح کیا جاتا ہے ہاں اگر ذبح کرتے وقت اللہ کے نام کے بجائے کوئی کسی اور کا نام لے کر ذبح کرے تو یقیناً وہ جانور حرام اور مردار ہوگا۔

یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے عقیقہ میں جانور کسی بچے کی طرف سے ذبح کیا جاتا ہے لیکن ذبح کرتے وقت صرف اللہ کا نام ہی لیا جاتا ہے اور بسم اللہ پڑھ کر ہی ذبح کیا جاتا ہے ایسے ہی قربانی کسی انسان کی طرف سے ہوتی ہے لیکن بوقت ذبح اللہ کا نام ہی لیا جاتا ہے ایسے ہی ایصال ثواب کسی بزرگ کی روح کیلئے ہوتا ہے اور بوقت ذبح بسم اللہ ہی پڑھی جاتی ہے اب اس کے ثبوت میں حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلیٰ اَحَدٍ مِّنْ نِسَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلیٰ خَدِیْجَةَ وَمَا رَأَیْتُهَا وَلٰکِنْ کَانَ النَّبِیُّ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ ذِكْرَ هَا وَرُبَمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ .

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور کی بیویوں میں جتنا رشک مجھ کو خدیجہ سے ہوتا اتنا کسی سے نہ تھا حالانکہ میں نے خدیجہ کو دیکھا تک نہ تھا اور اکثر ایسا ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکری ذبح فرماتے' اور اس کے گوشت کے ٹکڑے کر کے حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کے یہاں بھجواتے۔

بخاری جلد ا ر باب تزویج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدیجہ وفضلھا ص ۵۳۹

حضرت خدیجہ کے وصال کے بعد حضرت عائشہ سے حضور نے نکاح فرمایا تھا حضرت خدیجہ کا ذکر حضور بہت فرماتے تھے اس پر حضرت عائشہ کو رشک ہوتا تھا اور حضور حضرت خدیجہ کے نام کی بکری ذبح فرما کر اس کا گوشت ان کی سہیلیوں کو بھیجواتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ دنیا سے جا چکے ہیں ان کا ذکر کرنا یادگار منانا عرس کرنا ان کے نام پر جانور ذبح کر کے لوگوں کو کھلانا سب جائز اور حدیث سے ثابت ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَ وَاَخَذَ الْكَبْشَ فَاَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّةِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحّیٰ بِهٖ .

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنبہ منگایا اس کو پکڑ کر لٹایا پھر اس کو ذبح فرمایا پھر فرمایا اللہ کے نام سے اے اللہ اس کو قبول فرما محمد کی طرف سے، آل محمد کی طرف سے اور امت محمد کی جانب سے پھر اس سے دوپہر کا کھانا کھلایا۔

مسلم جلد ۲ ر باب الاضاحی ص ۱۵۶

رحمت عالم کی یوم پیدائش پر خوشی اور محفل میلاد

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کا ذکراوراس پر خوشی منانا یعنی محفل میلاد شریف کا انعقاد جب کہ اس میں کوئی خلاف شرع بات نہ پائی جائے یقیناً جائز و مستحسن باعث خیر وبرکت ہے کچھ لوگ اس کو ناجائز وحرام اور بدعت ضلالہ کہتے ہیں جب کہ میلاد شریف میں اللہ جل شانہ کی حمد اس کے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت اورآپ کی ولادت کا ذکر نظم ونثر میں بیان کیا جاتا ہے اخیر میں بطور تعظیم کھڑے ہوکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام پڑھا جاتا ہے اور یہ سب باتیں احادیث سے ثابت ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) عَنْ عُرْوَةَ وَثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِاَبِىْ لَهَبٍ كَانَ اَبُوْ لَهَبٍ اَعْتَقَهَا فَاَرْضَعَتِ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ لَهَبٍ اُرِيَهُ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حِيْبَةٍ قَالَ لَهٗ مَا ذَا لَقِيْتَ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ اَنِّىْ سُقِيْتُ فِىْ هٰذِهٖ بِعِتَاقَتِىْ ثُوَيْبَةَ.

حضرت عروہ کا بیان ہے کہ ثویبہ ابولہب کی باندی تھیں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔ جب ابولہب مر گیا تو اس کے گھر والوں نے اس کو خواب میں برے حال میں دیکھا پوچھا کیسی گذری اس نے جواب دیا تم لوگوں سے جدا ہوکر سخت عذاب میں ہوں سوا اس کے کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کے سبب اس میں مجھ کو پانی پلایا جاتا ہے۔

بخاری جلد ۲ ر کتاب النکاح ص ۷۶۴

عمدۃ القاری اور فتح الباری میں ہے:

یہ اس وجہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے اور

ثویبہ نے ابولہب کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تھی تو ابولہب جو حضور کا چچا تھا اس نے بھتیجے کی پیدائش کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔

فتح الباری جلد ۹ ص ۱۱۸ اعمدۃ القاری جلد ۲ رص ۹۵

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ ابولہب جیسے کافر کو بھی حضور کی پیدائش پر خوش ہونے سے اس کے عذاب میں آسانی کی جاتی ہے لہٰذا حضور کی پیدائش کی خوشی منانا یقیناً اللہ جل شانہ کو نہایت پسند ہے۔

(۲) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِماً يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ يُنَافِحُ وَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا نَافَحَ اَوْ فَاخَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رواه البخاری

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد نبوی شریف میں حضرت حسان بن ثابت کے لئے منبر رکھواتے اور حضرت حسان اس پر کھڑے ہو کر حضور کی شان وعظمت میں نعت شریف پڑھتے اور آپ کے دشمنوں کی برائی اور مذمت فرماتے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے بے شک اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعے حسان کی مدد فرماتا ہے جب تک وہ رسول اللہ کی نعت پڑھتے ہیں اور ان کے مخالفین کی برائی بیان کرتے ہیں۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا۔

مشکوۃ باب البیان والشعر ص ۴۱۰

حدیث کے یہ کلمات ہم نے مشکوۃ سے نقل کئے ہیں اور یہ حدیث بعض الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مسلم شریف میں بھی ہے مسلم میں حضرت حسان کے وہ اشعار

بھی روایت کئے گئے ہیں جو انہوں نے مسجد نبوی شریف میں منبر پر کھڑے ہو کر پڑھے تھے ان اشعار کی تعداد ۱۳ / ہے دیکھئے مشکوۃ باب البیان والشعر ص ۴۱۰
صحیح مسلم جلد ۲ / باب فضائل حسان بن ثابت ص ۳۰۱

اس حدیث میں مذکور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضرت حسان شاعر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے مسجد شریف میں منبر بچھوانا اور جناب حسان کا اس پر کھڑے ہو کر حضور کی شان میں نظم پڑھنا اور حضور کا اس پر خوش ہونا یہ سب باتیں بتاتی ہیں میلاد شریف کی محفل منعقد کر کے منبر بچھا کر اس پر حضور کا ذکر نعت وسلام سب جائز ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راضی وخوش کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

(۳) عَنِ الْعِرْبَاضِ ابْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اِنِّىْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِىْ طِيْنَتِهٖ وَسَاُخْبِرُكُمْ اَوَّلَ اَمْرِىْ دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ وَبِشَارَةُ عِيْسٰى وَرُءْيَا اُمِّىَ الَّتِىْ رَأَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِىْ وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ.

حضرت عرباض بن ساریہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک آخری نبی لکھا تھا جب کہ آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں لوٹ رہے تھے میں تم کو اپنی پہلی حالت بتاؤں میں ابراہیم کی دعا ہوں اور عیسیٰ کی بشارت اور اپنی ماں کا وہ نظارہ ہوں جو انھوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا ان کے لئے ایسا نور ظاہر ہوا جس سے انھیں ملک شام کے محل چمک گئے۔

مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین ص ۵۱۳

اس حدیث سے واضح ہے کہ حضور نے خود اپنا میلاد پڑھا اپنی پیدائش کا ذکر کیا۔

(۴) عَنِ الْبَرَاءِ فِىْ حَدِيْثِ الْهِجْرَةِ ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَیْتُ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِفَرِحُوْا بِشَیٍٔ فَرِحَھُمْ بِہٖ حَتّٰی رَأَیْتُ الْوَلَائِدَوَالصِّبْیَانَ یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْجَاءَ.

حضرت براء سے مروی ہے: وہ ہجرت کی حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے مدینے والوں کو اتنا خوش ہوتے کسی بات پر کبھی نہ دیکھا جتنا خوش وہ حضور کے تشریف لانے پر تھے یہاں تک کہ چھوٹے بچوں اور بچیوں کو میں نے دیکھا کہ وہ خوش ہوکر کہتے تھے یہ اللہ کے رسول ہیں جو ہمارے یہاں تشریف لائے ہیں۔

بخاری جلد ا/ باب مقدم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

واصحابہ الی المدینۃ ص ۵۵۸ مشکوۃ ص ۵۴۶

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر خوش ہونا اور خوشی منانا اہل ایمان کا طریقۂ کار ہے جب مدینے شریف میں آنے کی خوشی اہل مدینہ نے منائی تو دنیا میں آپ کی تشریف آوری کی خوشی دنیا والوں کو منانا چاہئے۔

(۵) عَنِ الْعَبَّاسِ قَالَ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھِمْ ثُمَّ جَعَلَھُمْ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھِمْ فِرْ قَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھِمْ قَبِیْلَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ بُیُوْتاً فَجَعَلَھُمْ فِیْ خَیْرِ ھِمْ بَیْتاً فَاَنَا خَیْرُھُمْ نَفْساً وَخَیْرُ ھُمْ بَیْتاً.

حضرت عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ممبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں فرمایا

میں محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھ کو ان میں سب سے اچھوں میں بنایا پھر ان اچھوں کی دو جماعتیں کیں تو ان میں سب سے اچھی جماعت میں مجھ کو بنایا پھر ان اچھوں کے قبیلے کیے تو سب سے اچھے قبیلے میں مجھ کو بنایا پھر اس اچھے قبیلے کے گھرانے کیے تو سب سے اچھے گھرانے میں مجھ کو پیدا فرمایا تو میں اپنی ذات کے اعتبار سے بھی سب سے اچھا ہوں اور اپنے گھرانے کے اعتبار سے بھی۔

ترمذی جلد۲ / باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ص۲۰۱ مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین ص ۵۱۳

اس حدیث شریف سے خوب ظاہر ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر خود ہی اپنا میلاد شریف پڑھا اور اپنی پیدائش کا ذکر خود اپنی زبان سے فرمایا۔

خلاصہ یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ کی پیدائش پر خوش ہونا خوشی کا اظہار کرنا مسلمان کا ایمانی تقاضہ ہے اور اس کے لئے محفلیں منعقد کر کے صحیح روایات کے ساتھ نظم ونثر میں آپ کی ولادت کا ذکر کرنا ورآپ کے فضائل ومناقب بیان کرنا ہرگز کوئی غیر اسلامی کام نہیں ہے اور جو اسے غیر اسلامی کہے وہ بہت بڑا محروم القسمت اور بدنصیب ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ کی پیدائش کے ذکر کی تو یہ شان ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ نے سب سے پہلے روز ازل میں انبیاء کرام کی محفل میں فرمایا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے۔

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور

حکمت دوں پھر تشریف لائے تم میں وہ رسول (حضرت محمد) کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کیا کہ ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے کے گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

پارہ ۳ سورہ آل عمران رکوع ۹

یہ عالم ارواح کی بات جب کہ اللہ تعالیٰ نے سارے انبیاء کرام کو جمع کر کے ان کی محفل میں حضور کی تشریف آوری کا ذکر آمنے سامنے فرمایا اور آپ کی برتری اور فضیلت سب پر ظاہر فرمائی اور سب سے آپ پر ایمان لانے کا وعدہ لیا۔

(٦) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَیْنِ فَقَالَ فِیْهِ وُلِدْتُ وَفِیْهِ اُنْزِلَ عَلَیَّ.

حضرت ابوقتادۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیر کے دن کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسی دن میری پیدائش ہوئی اور اسی دن سے میرے اوپر نزول قرآن کی ابتدا ہوئی۔

صحیح مسلم جلد ا رکتاب الصیام ص ٣٦٨/ مشکوۃ باب صیام التطوع ص ١٧٩

یعنی حضور نے اپنی ولادت کے دن کے روزے کو پسند فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ حضور کی ولادت کے دن کی یادگار کسی شرعی طریقے سے منانا جائز ہے اور اس پر خوشی کا اظہار حضور کو پسند ہے بلکہ اور بھی خدائے تعالیٰ کے مخصوص بندوں سے جو دن منسوب ہوں ان کو بطور یادگار قائم کرنا جائز ہے۔

(٧) عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَتِ الْیَهُوْدُ لِعُمَرَ اِنَّكُمْ تَقْرَؤُوْنَ آیَةً لَوْ نَزَلَتْ فِیْنَا لَاتَّخَذْنَاهَا عِیْدًا فَقَالَ عُمَرُ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ حَیْثُ اُنْزِلَتْ وَاَیْنَ اُنْزِلَتْ وَاَیْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اُنْزِلَتْ یَوْمَ

عَرَفَةَ وَاِنَّا وَاللّٰهِ بِعَرَفَةَ قَالَ سُفْیٰنُ وَاَشُکُّ کَانَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمْ لَا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ .

حضرت طارق ابن شہاب سے روایت ہے کہ یہودیوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ یہ جو آیت پڑھتے ہیں یہ اگر ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن عید منایا کرتے حضرت عمر نے فرمایا میں خوب جانتا ہوں یہ آیت کب نازل ہوئی اور جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو حضور کہاں تھے یہ آیت عرفات میں نازل ہوئی اور خدا کی قسم ہم عرفات میں تھے راوی کہتے ہیں کہ شاید وہ جمعے کا دن بھی تھا اور وہ آیت (اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ) الخ ہے۔

(بخاری جلد۲/ص ۶۶۲ باب تفسیر سورۃ المائدۃ)

یعنی حضرت عمر نے یہودیوں کو یہ جواب دیا کہ اس آیت کے نزول کے روز ہم عید مناتے ہیں جمعہ بھی ہماری عید ہے اور ۹/ ذی الحجہ کو جس کو عرفہ کہتے ہیں اس دن تو لاکھوں مسلمان میدان عرفات میں جمع ہوتے ہیں حضرت عمر نے ان یہودیوں سے یہ نہیں فرمایا کہ خدائے تعالیٰ جس دن کوئی نعمت نازل فرمائے اس دن عید اور خوشی منانا ہمارے اسلام میں بدعت و گناہ ہے۔

حضرات غور کیجئے سورہ مائدہ کی آیت (الیوم اکملت لکم) جو چھٹے پارے میں ہے اس کے نزول کے دن پر عید اور خوشی منانا حدیث سے ثابت ہے تو جس دن وہ رسول تشریف لائے ہوں جن پر قرآن نازل ہوا اس دن خوشی منانا کیسے ناجائز و گناہ ہو سکتا ہے کتب تفاسیر میں ہے۔ تَضَمَّنَ جَوَابُ عُمَرَ اَنَّهُمْ جَعَلُوْا صَبِیْحَتَهَا عِیْدًا .

یعنی عمر کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس دن کو عید بنالیا ہے۔

صاوی علی الجلالین جلد ا ص ۲۵۱

بدمذہب اور گمراہوں کی پہچان

مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص۳۰ پر اور ابوداؤد کے حوالے سے ایک حدیث مشہور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت تہتر گروہوں میں بٹ جائے گی جن میں سے بہتّر گروہ جہنمی ہوں گے اور صرف ایک جنتی۔ عرض کیا گیا حضور جنتی فرقے کی پہچان کیا ہے فرمایا جو میرے اور میرے صحابہ کی روش اختیار کرے گا وہ جنتی ہے۔

اس حدیث کے پیش نظر ہم چند احادیث قلم بند کرینگے جن کو پڑھ کر آپ آج کے دور میں گمراہوں اور باطل فرقوں کو پہچان سکیں۔

(۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ کَانَ یَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمْ اِنْطَلَقُوْا اِلیٰ آیاتٍ نَزَلَتْ فِی الْکُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ خارجیوں کو مخلوق میں سب سے برا جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان لوگوں نے قرآن کریم کی ان آیتوں کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں انہیں مسلمانوں پر چسپاں کر دیا۔

بخاری جلد۲ رباب قتال الخوارج والملحدین الخ ص۱۰۲۴

خارجی وہ لوگ تھے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شرک کا فتوی لگایا تھا حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ کے درمیان اختلافات کو دور کرنے کے لے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص کو حَکَم اور فیصل بنایا گیا تھا تو خارجیوں نے یہ کہا کہ اللہ کے علاوہ کوئی حَکَم یعنی فیصلہ کرنے والا نہیں ہے اور قرآن کی وہ آیت پڑھی ﴿اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ یعنی اللہ کے علاوہ کوئی حَکَم نہیں لہٰذا علی معاذ اللہ انسانوں کو حَکَم مان کر مشرک ہوگئے اور جب ان لوگوں کو قرآن کی وہ آیتیں پڑھ کر

سنائی گئیں جن میں سے ایک میں ہے۔

فَابْعَثُوْ حَکَماً مِنْ اَھْلِہٖ وَحَکَماً مِنْ اَھْلِھَا

یعنی جب میاں بیوی میں جھگڑا ہو تو دونوں کی طرف سے ایک ایک حکم فیصل جھگڑا نمٹانے کے لئے مقرر کرلیا جائے اور دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَاشَجَرَ بَیْنَھُمْ

یعنی اے محبوب یہ لوگ اس وقت تک ایمان والے نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے اختلافات میں آپ کو حکم اور فیصل نہ مان لیں پہلی آیت میں میاں بیوی کا اختلاف دور کرنے کے لئے ذمہ دار سوجھ بوجھ والوں کو حکم بنانے اور دوسری میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلمکو مطلقا حکم ماننے کا حکم ہے لیکن ان لوگوں نے ان آیتوں پر کوئی توجہ نہ دی اور اپنی ضد پر قائم رہے اور حضرت علی پر شرک کا فتوی لگا کر لشکر اسلام سے نکل گئے اور خارجی کہلائے۔ ان لوگوں نے حقیقی اور مجازی، ذاتی اور عطائی کے فرق کو نہ سمجھا اور گمراہ و بددین ہوئے بات دراصل یہ ہے کہ حقیقت میں حکم اللہ ہی کے لئے ہے اور اس کی ہر صفت ذاتی ہے کسی کی عطا سے نہیں ہے لیکن اللہ کی عطا اور اس کی بخشش سے اس کے بندے بھی حکم ہوتے ہیں اور اس کے محبوب کی شان تو یہ ہے کہ ان کا حکم اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ہے اس طرح دونوں طرح کی آیات درست ہیں اور یہ کہنا کہ اللہ کی عطا سے بھی کوئی حکم نہیں ان آیتوں کو جھٹلانا ہے جن میں میاں بیوی کے جھگڑے دور کرنے کے لئے حکم بنانے اور حضور کو حکم ماننے کا حکم دیا گیا ہے اور ایسے ہی آج وہابیت زدہ تمام فرقوں نے یہی طریقہ بنا رکھا ہے انبیاء اکرام، اولیاء عظام سے اگر کوئی محبت کرے، انہیں خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنائے، انہیں مدد کے لئے پکارے تو یہ لوگ وہ قرآن کی آیات پڑھ کر پڑھ کر سناتے ہیں جو کافروں مشرکوں کے حق میں نازل ہوئی تھیں۔ جب کہ وہ بتوں کو معبود جان کر انہیں پکارتے اور ان سے مدد

مانگتے تھے، کافروں اور مسلمانوں کے فرق کو نہیں جانتے اور بتوں اور اللہ کے مقدس بندوں کو ایک ہی صف میں لا کر کھڑا کر دیتے ہیں انہیں کی پہچان حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ بتائی کہ وہ لوگ جو کافروں پر ان کے بتوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیتوں کو اہل ایمان پر چسپاں کر دیتے ہیں۔

(۲) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیَخْرُجُ قَوْمٌ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ حُدَّاثُ الاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الاَحْلَامِ یَقُوْلُوْنَ مِنْ خَیْرِ قَوْلِ الْبَرِیَّةِ لَا یُجَاوِزُ اِیْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ فَاَیْنَمَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ فِیْ قَتْلِهِمْ اَجْراً لِمَنْ قَتَلَهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ .

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اخیر زمانے میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو باعتبار عمر کم ہوں گے عقلوں سے پیدل ہوں گے ان کی باتیں سب سے بہتر ہوں گی ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا دین سے ایسے نکلے ہوئے ہوں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے تو تم انہیں جہاں پاؤ قتل کر وان کے قتل کرنے میں ہر قتل کرنے والے کو قیامت کے روز ثواب ملے گا۔

بخاری جلد۲ / باب قتال الخوارج الخ ص ۱۰۲۴

اور اسی صفحہ پر اس کے بعد کی حدیث میں بھی ہے:

یُحَقِّرُ اَحَدُکُمْ صَلَاتَهٗ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِیَامَهٗ مَعَ صِیَامِهِمْ .

یعنی تم لوگ اپنی نمازوں اور روزوں کو ان کے نماز اور روزے کے مقابلے نہایت کمتر خیال کرو گے۔

ان احادیث کو سامنے رکھ کر آپ غور کریں گے تو دیکھیں گے کہ واقعی آج

باطل فرقوں میں یہ نشانیاں پائی جاتی ہیں ان کی باتیں بظاہر بڑی بھلی معلوم ہوتی ہیں عام طور سے لوگ کہتے ہیں کہ انھوں نے بہت اچھی اچھی باتیں بتائیں اور حضور نے ارشاد فرمایا کہ وہ مخلوق میں سب سے بہتر باتیں کریں گے۔

نماز روزے اس کثرت سے ادا کرتے ہیں کہ آج واقعی ان کی نمازوں اور روزوں کے مقابلے میں اہل حق خود کو کمتر محسوس کرنے لگے ہیں۔

اور یہ ساری نشانیاں وہابیوں دیو بندیوں اور تبلیغی جماعت جماعت اسلامی والوں میں پورے طریقے سے پائی جاتی ہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کے ظاہری نماز روزے اور دینداری کی وجہ سے اس سے متاثر نہیں ہو جانا چاہئے کیوں کہ یہ چیزیں باطل پرستوں میں اہل حق سے بھی زیادہ قریب قیامت قائم ہوں گی۔

اور بخاری شریف میں ہی دوسری جگہ ان لوگوں کی نشانیاں بتاتے ہوئے حضور نے یہ بھی فرمایا:

غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ مُشَمِّرُ الْاِزَارِ .

یعنی آنکھیں دھنسی ہوئی گالوں کی ہڈی اٹھی ہوئی پیشانی ابھری ہوئی بھاری داڑھی سر منڈائے ہوئے اور تہبند اوپر کو چڑھائے ہوئے حدیث کے اخر میں ہے۔

اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ وَنَظُنُّهُ قَالَ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَ قْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ .

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی نسل کے لوگ قرآن کریم کی تلاوت تو رو رو کر کرینگے مگر وہ ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا دین

سے ایسے نکلے ہوں گے جیسے شکار سے تیر۔ حضور نے ارشاد فرمایا اگر میں ان کا زمانہ پاؤں تو انہیں قوم ثمود کی طرح ہلاک وقتل کروں یعنی انہیں بالکل مٹادوں۔

بخاری جلد ۲ / کتاب المغازی باب بعث علی ابی طالب
وخالد ابن الولید الی الیمن ص ۶۲۳

اس حدیث کی روشنی میں اونچے تہبندوں پاجاموں اور منڈے سروں سے بھی بدمذہبوں کی پہچان کی جاسکتی ہے۔

حالانکہ سر منڈانا اور اونچے پاجامے پہننا کوئی گناہ یا خلاف شرع نہیں ہے بلکہ سنت سے ثابت ہے لیکن مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ ان باتوں پر زیادہ زور دینگے اور بالکل فرض خیال کریں گے یہاں تک کہ شیخ محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں مشہور ہے کہ اگر کوئی سر نہ منڈائے تو وہ اس کا گلا کٹوادیتا تھا۔

(۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا وَ فِیْ نَجْدِنَا قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا وَفِیْ نَجْدِنَا فَاَظُنُّهٗ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ هُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا یَطْلَعُ قَرْنُ الشَّیْطٰنِ .

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی اور عرض کیا اے اللہ ہمارے ملک شام میں برکت دے ہمارے یمن میں برکت دے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں، حضور نے عرض کیا یا اللہ ہمارے شام میں برکت دے ہمارے یمن میں برکت دے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے نجد میں، راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ تیسری بار میں آپ نے فرمایا کہ نجد میں زلزلے اور فتنے ہوں

گے اور شیطان کا سینگ وہیں سے نکلے گا۔

بخاری جلد۲ ر باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
الفتنۃ قبل المشرق کتاب الفتن ص ۱۰۵۱

حضرات! یہ نجد جس کے بارے میں حضور نے بجائے خیر و برکت کی دعا کرنے کے اس علاقہ کو فتنوں کی زمین فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا سینگ نکلے گا۔ اسی زمین میں ۱۱۱۵ھ میں شیخ محمد ابن عبدالوہاب نجدی پیدا ہوا جس نے وہابیت اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بزرگان دین کی شان میں گستاخیوں کی بنیاد ڈالی اور یہ نجدی آج بھی اس مشن پر قائم ہیں وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ حجاز مقدس یعنی مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ پر بھی یہ لوگ قابض ہو گئے اور انہوں نے اپنے زیر تسلط اور مقبوضہ خطے کا نام سعودی عرب رکھا ہوا ہے اور راجدھانی صوبہ نجد کے شہر ''ریاض'' کو بنایا ہے اور نجد یعنی ریاض سے یہ لوگ سارے سعودی عرب پر حکومت کرتے ہیں جب ان کی حکومت عرب میں ہوئی تبھی سے ساری دنیا میں مسلمان برابر پچھڑتا جا رہا ہے اور عالمی سطح پر قوم مسلم نہایت کمزور ہو گئی ہے بیت المقدس پر یہودیوں کا قبضہ بھی انہیں کے دور میں ہوا ہے اہل اسلام کے نزدیک سب سے محترم شہر مکہ اور مدینہ پر حکومت کرنے کے لحاظ سے انہیں پوری دنیا کے مسلمانوں کی نمائندگی کرنی چاہیے تھی اس کے بجائے یہ لوگ امریکہ برطانیہ اور دوسرے اسلام دشمنوں طاقتوں کے غلام اور پٹھو بن گئے ہیں اور اسلام و کفر کی ہر جنگ میں یہ بجائے مسلمانوں کا ساتھ دینے کے امریکہ اور برطانیہ ہی کی مدد کرتے ہیں اور ان کی غلامی کا حق ادا کرتے ہیں خواہ وہ امریکہ اور عراق کی لڑائی ''کھاڑی کی جنگ'' ہو یا افغانستان پر امریکی حملہ یہ کبھی بھی مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیتے۔

اور حدیث شریف میں یہ بھی گمراہوں کی پہچان بتائی گئی ہے۔

(۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدْعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (باطل گروہ کی شناخت کراتے ہوئے فرمایا) وہ دین سے ایسے نکلے ہوئے ہونگے جیسے تیر شکار سے وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور کافروں کو چھوڑینگے اگر میں ان کا زمانہ پاؤں تو انہیں ایسے ہلاک کروں جیسے قوم عاد ہلاک ہوئی۔

بخاری جلد ۱ / کتاب الانبیاء ص ۴۷۲

(۵) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَيَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ حَتّٰی يَعُوْدُ السَّهْمُ اِلٰی فُوْقِهٖ قِيْلَ مَا سِيْمَاهُمْ قَالَ التَّحْلِيْقُ اَوْ قَالَ التَّسْبِيْدُ۔

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پورب کی جانب سے کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا دین سے ایسے نکلے ہوں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے اور وہ پھر کبھی دین میں داخل نہ ہوں گے یہاں تک تیر اپنی جگہ واپس نہ لوٹ آئے عرض کیا گیا حضور ان کی پہچان کیا ہے فرمایا سر منڈائے رکھنا۔

بخاری جلد ۲ / باب قراءۃ الفاجر والمنافق ص ۱۱۲۸

شیخ نجدی محمد ابن عبدالوہاب نجدی کا وطن مدینے سے پورب میں واقع نجد ہی تھا اور وہابیوں کے سر منڈانے کو ضروری خیال کرنا ایک عام اور مشہور بات ہے۔

چند اور حدیثیں

عَنْ اَبِی عَیَاشٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ اِذَا اَصْبَحَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر کَانَ لَہٗ عِدْلُ رَقَبَۃٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِیل وَ کُتِبَ لَہٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَ کَانَ فِیْ حِرْزٍ مِنَ الشَّیْطَانِ حَتّٰی یُمْسِیَ وَ اِنْ قَالَھَا اِذَا اَمْسٰی کَانَ لَہٗ مِثْلُ ذٰلِکَ حَتّٰی یُصْبِحَ فَرَاٰی رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَا یَرٰی النَّائِمُ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَبَا عَیَّاشٍ یُحَدِّثُ عَنْکَ بِکَذَاوَ کَذَا قَالَ صَدَقَ اَبُوْ عَیَّاشٍ

حضرت ابوعیاش سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوکوئی صبح کو یہ پڑھے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

تو اس کو اللہ تعالیٰ حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے ایک غلام کو آزاد کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا اور اس کے نامۂ اعمال میں دس (۱۰) نیکیاں لکھی جائینگی اور اس کے دس گناہ مٹا دیئے جائینگے اور اس کو دس درجے بلندی دی جائے گی اور وہ شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا۔ اور اگر شام کے وقت یہ پڑھے تب بھی اتنا ہی اجر ملے گا اور صبح تک شیطان سے محفوظ رہے گا۔ راوی کہتے ہیں پھر ایک شخص نے حضور کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ جو ابوعیاش نے اس دعا کو پڑھنے والے کیلئے اتنا اجر بیان کیا تو کیا واقعی آپ نے ایسا فرمایا؟ تو حضور نے فرمایا کہ ابوعیاش

نے ہماری طرف سے جو کچھ بیان کیا ہے وہ صحیح ہے۔

ابو داؤد کتاب الادب جلد ۲ صفحہ ۲۹۲؛ ابن ماجہ ابواب الدعا صفحہ ۲۸۴؛ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الدعوات صفحہ ۲۱۰

اس حدیث سے خوب واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ بعد وصال بھی حیات ہیں اور خوابوں میں بھی تشریف لاتے ہیں اور فیض و نفع پہونچاتے اور علم سکھاتے ہیں یعنی بعد وصال بھی آپ کا فیضان جاری ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ قُرْطٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ الْاَیَّامِ عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمُ النَّحْرِ ثُمَّ یَوْمُ الْقَرِّ قَالَ ثَوْرٌ وَ ھُوَ الْیَوْمُ الثَّانِیْ قَالَ وَ قُرِّبَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ بَدَنَاتٌ خَمْسٌ اَوْ سِتٌّ فَطَفِقْنَ یَزْدَلِفْنَ اِلَیْہِ بِاَیَّتِہِنَّ یَبْدَأُ

حضرت عبد اللہ ابن قرظ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنوں میں سب سے زیادہ عظمت والا دن یوم نحر یعنی دس ذی الحجہ کا دن ہے پھر اس کے بعد والا دن راوی کہتے ہیں کہ حضور کی خدمت میں پانچ یا چھ اونٹ ذبح کرنے کیلئے پیش کئے گئے تو وہ خود بخود ذبح ہونے کیلئے حضور کی طرف بڑھ رہے تھے اور ان میں سے ہر ایک کی یہ خواہش تھی آپ کے دست پاک سے پہلے میں ذبح کیا جاؤں۔

ابو داؤد جلد ۱ کتاب المناسک صفحہ ۲۴۵ مشکوٰۃ المصابیح باب الھدی فصل ثانی صفحہ ۲۳۲

یعنی جانور بھی آپ کو خوب جانتے، مانتے اور پہچانتے ہیں اور آپ کے ہاتھ کی برکت حاصل کرنے کیلئے جان دینے اور ذبح ہونے کو اپنے لئے باعث خیر و برکت سمجھتے ہیں ورنہ جان دینا آسان کام نہیں اور جانور ذبح کے وقت کتنا پریشان کرتا ہے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے لیکن حضور کی طرف جانور ذبح ہونے کو خود بڑھتے تھے واقعی اللہ کے رسول بے مثل بشر ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَعَلِّی لَا اَرَاکُمْ بَعْدَ عَامِیْ ھٰذَا

حضرت جابر سے مروی ہے کہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) حضور نے فرمایا امید یہی ہے کہ اس سال کے بعد میں تم لوگوں میں نہیں رہونگا۔

مشکوٰۃ المصابیح باب رمی الجمار صفحہ ۲۳۰

یعنی حج کے طور طریقے جو تم مجھ سے سیکھنا چاہو سیکھ لو میں بس اسی سال تم میں موجود ہوں پھر میرا وصال ہو جائے گا۔

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ حضور کو بعطائے الٰہی یہ علم تھا کہ آپ دنیا سے کب تشریف لے جائینگے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے۔

جَلَّ جَلَالُہٗ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ

کتاب میں کہیں کوئی علمی، ادبی یا کتابت کی غلطی نظر آئے تو اِس پتہ پے مطلع فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اُس کو دور کیا جا سکے۔ ہم آپ کے شکر گزار ہونگے۔

تطہیر احمد رضوی
(Moulana) Tathir Ahmad Rizvi

پوسٹ دھونرہ، ضلع بریلی
Post Dhounra, Dist. Bareilly

یوپی، انڈیا
U.P. India

Pin : 243204

Phone : 0581-2623121, 9319295813, 9319371323

Islami Kutubkhana
Raza Market, Dhounra, Distt. Bareilly, U.P.-243204
Ph.: 0581-2623043, Mob.: 9319295813